اللہ کا مہمان...

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ط لَبَّيْكَ ط لَا شَرِيْكَ
لَكَ لَبَّيْكَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ
وَالْمُلْكَ ط لَا شَرِيْكَ لَكَ ○

مَیں حاضر ہوں، یا اللہ مَیں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں،
تیرا کوئی شریک نہیں، مَیں حاضر ہوں۔ بیشک تمام تعریفیں اور
نعمتیں تیرے لیے ہیں اور ملک بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔

بصد عبدیت و صلوٰۃ

اللہ تبارک تعالیٰ و رحمت اللعالمینؐ

کے حضور

کلاسیک لاہور

رنگین تصاویر: بہ شکریہ جناب عظمت شیخ

تصاویر: بہ شکریہ جناب محمد حسین اکبر

ناشر: آغا امیر حسین

کلاسیک دی مال لاہور

فون: ۷۲۳۲۹۶۳-۷۳۱۲۹۷۷

سپوتنک ایڈیشن ۱۹۹۷ء-۶

کلاسیک ایڈیشن ۱۹۹۸ء-۱۰

طابع: اثر ایکسیں پرنٹرز لاہور

ہدیہ: یکصد روپے صرف

ترتیب

کچھ شعر مکہ مکرمہ کے لیے

منزلِ ذکر میں ہر شہر پہ چھائے ہوئے شہر
کیا ثنا ہو تری قرآن میں آئے ہوئے شہر

میرے آقاؤں کے مسکن، مرے اللہ کے گھر
میرے نبیوں کی دعاؤں میں بسائے ہوئے شہر

سلسلے زمزم و کوثر کے ترے نام سے ہیں
چشمۂ خیر کا فیضان اٹھائے ہوئے شہر

رُخ سرکار ﷺ دو عالم کے پلٹنے کی تھی دیر
قبلہ رو ہو گئے سب راہ پہ آئے ہوئے شہر

ایک بوسے کی اجازت، حجر اسود پہ
اے مرے نور کی بارش میں نہائے ہوئے شہر

افتخار عارف

پیش لفظ

حج کی سعادت حاصل کرنے کے اسباب، مسبب الاسباب نے اچانک ہی فرما دیئے ورنہ دیرینہ خواہش اور ارادے کے باوجود اس سال (1417 ہجری / 1997 عیسوی) ارض مقدس پہنچنے کی توقع نہ تھی۔ عازم سفر ہوتے ہوئے میں نے سوچ رکھا تھا کہ فریضہ حج کی ادائیگی کی روداد "سپوتنک" کے قارئین کی امانت ہوگی۔ چنانچہ لاہور سے روانگی سے لے کر دیار حجاز میں قیام اور لاہور واپس تک کے 43 روز کے معمولات روزانہ رات کو قلمبند کرتا رہا۔ یہ شب و روز کیسے گزرے ایک اجمالی خاکہ رپورتاژ کی صورت میں سپوتنک کے جون 97ء کے شمارہ میں قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس رپورتاژ کو روزنامہ جنگ لاہور نے جون و جولائی کے ہفتہ وار میگزین میں اور دوسرے چند رسائل نے قسط وار شائع کیا۔ اسے پڑھ کر قارئین اور احباب نے تقاضا شروع کر دیا کہ رپورتاژ اگرچہ جامع ہے مگر ایک تشنگی کا احساس ہوتا ہے اسے تفصیل کے ساتھ کتابی صورت میں شائع کیا جائے۔ انکسار کی بات نہیں میں واقعتاً ادیبوں اور سفرنامہ نگاروں کی صف میں شامل نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اچھی کتابیں شائع کرنا یقیناً میرا شوق اور جنون ہے، لیکن مجھے ادیب کہلانے کا قطعاً شوق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سپوتنک میں شائع ہونے والے رپورتاژ میں بھی میں نے کہہ دیا تھا کہ آپ کو اس روداد میں ڈوبتے سورج کی شہابی کرنیں مسجد نبوی کے گنبد خضرا کو جگمگاتی نظر نہیں آئیں گی۔ گھنے سیاہ بادلوں کی چادر حرم کعبہ پر سایہ فگن نہیں ملے گی۔ منیٰ کے میدان میں چمکتے چاند یا ستاروں بھری رات کے اترنے اور طلوع

سحر کے مناظر بھی نہیں ملیں گے۔ مجھے اعتراف ہے کہ اس روداد میں منظر نگاری اور افسانہ طرازی نہیں یہ ذکر ایک گوشت پوست کے انسان کے صبح و شام کا ہے جو زمین پر چلتا پھرتا ہے۔ اسے انسانی رویے اذیت پہنچاتے ہیں۔ تو ردعمل کا اظہار کرتا ہے اسے آسودگی ملتی ہے تو کھل اٹھتا ہے۔

ارض حجاز پر قدم رکھتے ہی میں روحانی درجات کے بلند مرتبہ پر فائز نہیں ہو گیا تھا۔ میں تو ایک خطاء کار انسان ہوں اپنے گناہوں کی بخشش کا طالب اور مقامات مقدسہ کی زیارات کا متمنی تھا۔ اس سفر میں اگر کہیں میرے اعتقادات اور جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے تو میں نے برملا اظہار کیا ہے۔ میں نے مصنوعی روحانیت اور عظمت کے بلند مینار نہیں چھوئے۔ زمین پر رہا۔ زمین کی باتیں کیں۔ اب احباب کا دباؤ بڑھ جانے پر میں نے روداد حج (اللہ کا مہمان) کو کتابی صورت دے دی ہے۔

اس روداد کے حوالے سے اگر کچھ کہنا ہے تو یہ کہ دنیا بھر کے مسلمان فریضہ حج کے لئے سعودی عرب پہنچتے ہیں۔ اس عظیم فریضہ کی ادائیگی کے دوران کن کن تجربات سے گزرنا پڑتا ہے۔ کیا کیا مشکلات پیش آتی ہیں۔ وہ ان عازمین حج تک پہنچ سکیں۔ جو آئندہ ان تجربات سے گزرنے والے ہیں۔ وہ ذہنی طور پر تیار ہو کر جائیں اور کم سے کم اذیت سے دوچار ہوں۔ اس طرح روحانی سرشاری برقرار رہے گی۔

ہم میاں بیوی منہاج الحسین کے اس کارواں کے باضابطہ رکن نہیں تھے۔ جو لاہور سے مولانا محمد حسین اکبر کی سرکردگی میں عازم حج ہوا اور ان کی سربراہی میں زیادہ تر مناسک ادا کئے۔ اس سفر سعادت کی تفصیلی روداد کے بعد کتاب میں آپ کو امام عالی مقام کا خطبہ دعائے عرفہ پڑھنے کو ملے گا۔ اس عظیم شاہکار کو اپنی کتاب میں شامل کرنے کی سعادت پر میں نازاں ہوں۔

عازم حج ہونے سے پہلے رہنمائی کے لئے کچھ کتابیں پڑھیں۔ زیادہ تر کتابیں واقعاتی اور جذباتی نکتہ نظر سے مرتب کی گئی تھیں یا پھر تعارف اور رہنمائی کی غرض سے مختلف اداروں نے شائع کر رکھی تھیں۔ ان کتابوں سے تھوڑی بہت رہنمائی اور مناسک حج سے

شناسائی تو ہوگئی لیکن جس کتاب نے مجھے زبردست متاثر کیا اور جو حج کے دوران میرے حواس پر چھائی رہی' وہ ایران کے ڈاکٹر علی شریعتی کی کتاب "حج" ہے۔ یہ کوئی فقہی رسالہ نہیں' حج کے موضوع پر ان کی اپنی تفسیر و تحلیل ہے۔ یہ ایک فکری رسالہ ہے جس میں ایک خاص اور بامعنی انداز میں مناسک حج کی تفسیر کی گئی ہے تاکہ پڑھنے والے حج معانی کریں' حج مناسک نہیں۔ کتاب میں مختلف مرحلوں پر ان کے ارشادات سے اقتباسات درج کئے ہیں تاکہ میرے پڑھنے والے بھی مستفید ہوسکیں۔

آغا امیر حسین

جبل نور' غار حرا (مصنف اور اہلیہ)

labaik ya Hussain AS
anjumhasnain2008@yahoo.com

سفر سعادت

"لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہو جانا چاہئے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔" (سورہ آل عمران)

چودہ مارچ 1997ء کو لاہور' حاجی کیمپ' بادشاہی مسجد میں ضروری ابتدائی مراحل سے گزرے۔ رات ایک بجے لاہور ایئرپورٹ کو روانہ ہوئے اور وہاں اپنی فلائٹ کا انتظار شروع ہوا۔ معلوم ہوا صبح پانچ بجے روانگی ہوگی۔ لاؤنج میں بیٹھے آنے والے مرحلوں کے بارے میں سوچنے لگے۔ حج سے متعلق ڈاکٹر علی شریعتی کی باتیں ذہن میں گونج اٹھیں۔

"13 دن مکہ میں گزارو' ان 13 برسوں کی علامت کے طور پر جو آپ ﷺ نے مکہ میں گزارے' پھر طائف کا سفر اختیار کرو' جہاں آپ دو دفعہ تشریف لے گئے۔ ایک سفر دعوت کا اور ایک جنگ کا۔

اور پھر مہاجروں کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت کرو۔ راستے میں ربذہ اور بدر دیکھو' پھر قبا میں جاؤ اور پھر مدینہ پہنچو اور وہاں کی ہر اس سڑک' ہر اس گلی اور ہر اس جگہ کو ڈھونڈو جو آپ ﷺ کا' آپ ﷺ کے گھرانے کا اور آپ ﷺ کے دوستوں کا پتہ دیتی ہے۔

اور پھر خیبر کا سفر اختیار کرو۔ اس خاموش اور اجاڑ قلعے کا جو آج بھی اسی طرح باقی ہے جس طرح چودہ صدی پہلے تھا۔۔۔ اس کے مرطوب نخلستانوں کی انتہائی پراسرار خاموشی

اعتبار سے حضرت ابراہیم بھی بانی کعبہ ہیں۔

حضرت ابراہیم کے ہاتھوں بنی ہوئی پہلی عمارت خراب ہو گئی تو عربوں کے ایک قبیلہ "بنو جرہم" نے اس کو دوبارہ بنایا۔ تیسری مرتبہ اس کی تعمیر "بنو عمالقہ" نے کی۔ ہجرت نبوی سے دو سو سال پہلے رسول اکرم کے اجداد میں سے "قصی بن کلاب" نے نئے سرے سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ خانہ کعبہ کے قریب دار الندوہ (ایوان شوریٰ) تعمیر کیا۔ یہیں پر زمانہ جاہلیت میں عرب باہمی مشورہ کیا کرتے تھے۔ قصی بن کلاب نے خانہ کعبہ کی چار سمتوں کو قریش کے چار قبائل میں تقسیم کر دیا۔ ان اطراف میں مخصوص قبائل نے اپنے گھر بنائے۔ ان سب کے دروازے خانہ کعبہ کی طرف کھلتے تھے۔

اعلان نبوت سے پانچ سال پہلے سیلاب نے خانہ کعبہ گرا دیا۔ عرب قبائل نے اس کی تعمیر نو کے لئے ایک مصری معمار یاقوم رومی کی خدمات حاصل کیں۔ جب حجر اسود کی تنصیب کا مرحلہ آیا تو جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ تمام قبائل مقدس حجر اسود کی تنصیب کا اعزاز حاصل کرنا چاہتے تھے۔ آخر فیصلہ ہوا کہ جو کوئی بھی کل صبح سب سے پہلے بیت اللہ میں آئے گا وہ ہمارا فیصلہ کرے گا۔ دوسری صبح جب عمائدین حرم میں آئے تو سب نے دیکھا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پر موجود ہیں۔ سب نے آپ کو اپنا حکم قرار دیا اور آپ کے فیصلے کو قبول کرنے کا اعلان کیا۔ آپ کی عمر اس وقت پینتیس سال تھی۔ آپ نے جھگڑا نمٹانے کے لئے اپنی چادر زمین پر بچھائی' حجر اسود کو خود اٹھا کر اس پر رکھا اور پھر تمام قبائل کے سربراہوں کو حکم دیا کہ چادر کے کونے پکڑ کر دیوار کعبہ کے قریب لے جائیں۔ سب اٹھا کر مخصوص مقام تک لے آئے۔ آپ نے پتھر اٹھا کر اس کے مقام پر نصب کر دیا۔ اس طرح فتنہ ٹل گیا۔

عبداللہ بن زبیر نے یزید کے دور حکومت میں سرزمین حجاز پر قبضہ کیا تو یزید کے حکم پر حصین بن نمیر نے عبداللہ بن زبیر پر لشکر کشی کی۔ عبداللہ بن زبیر نے خانہ کعبہ میں پناہ لی تو حصین بن نمیر ملعون نے خانہ کعبہ کو منجنیق کا نشانہ بنایا اور خانہ کعبہ کو گرا دیا۔ عمارت تباہ و برباد ہو گئی۔ اسی دوران حصین بن نمیر کو یزید کی ہلاکت کی خبر ملی تو وہ جنگ

labaik ya Hussain AS
anjumhasnain2008@yahoo.com
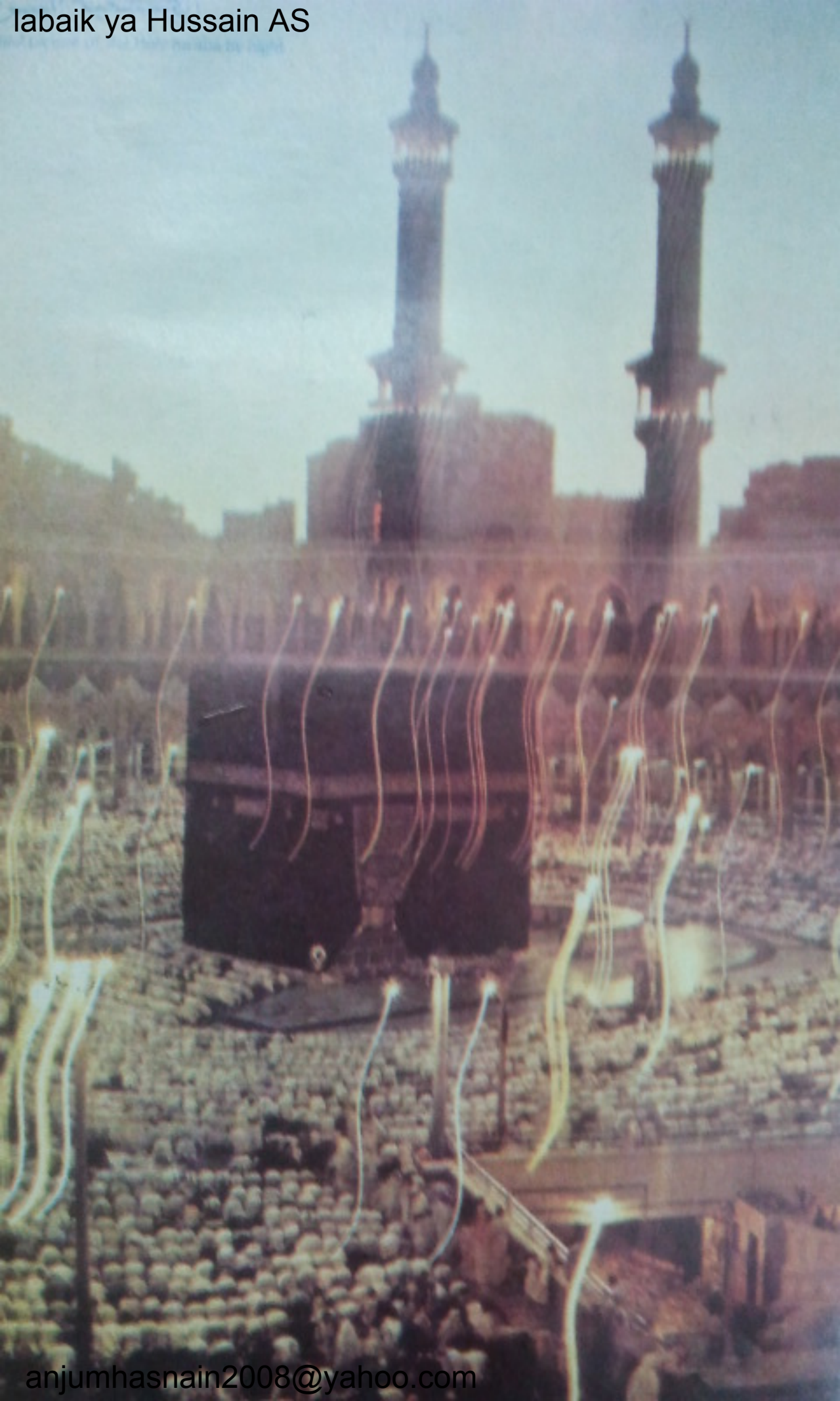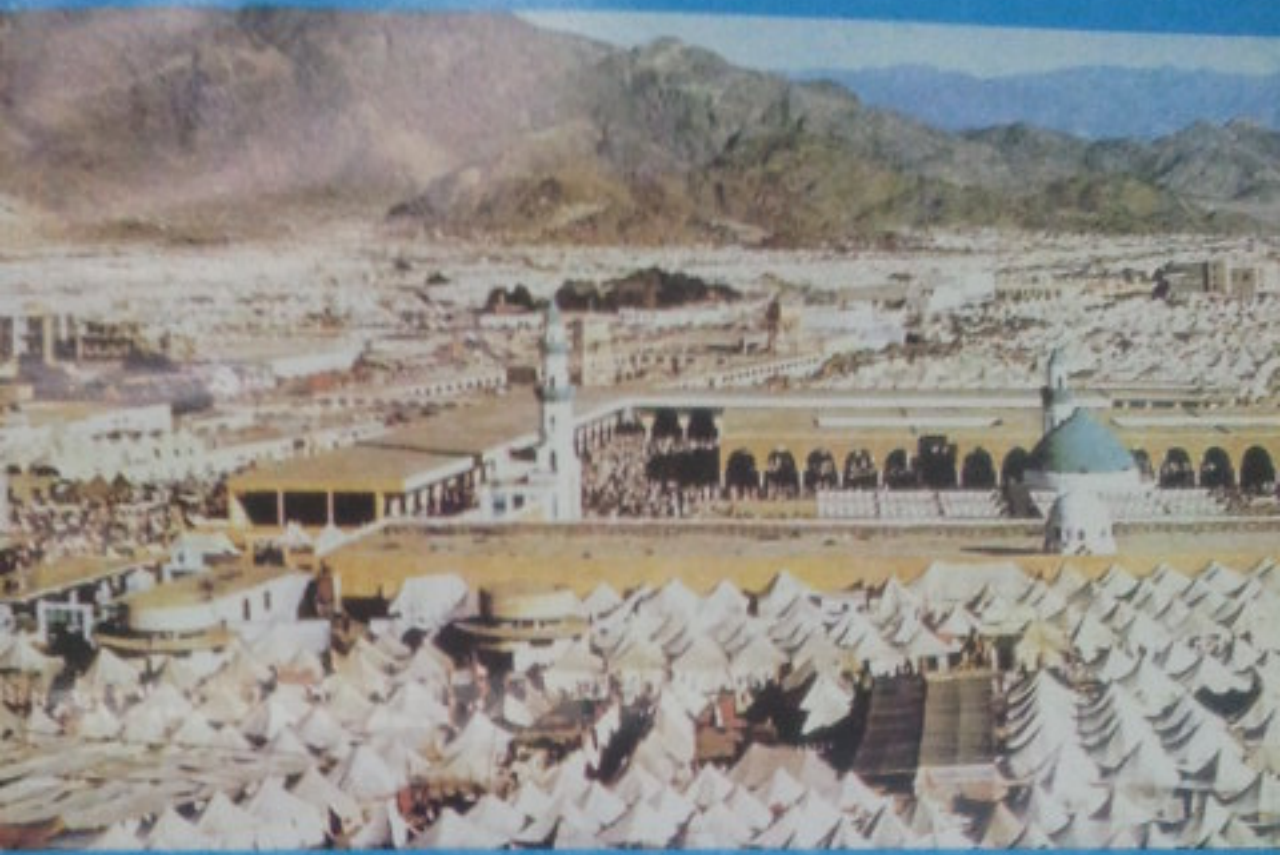
منیٰ میں مسجد خیف

جمرات پر رمی

چھوڑ کر چلا گیا۔
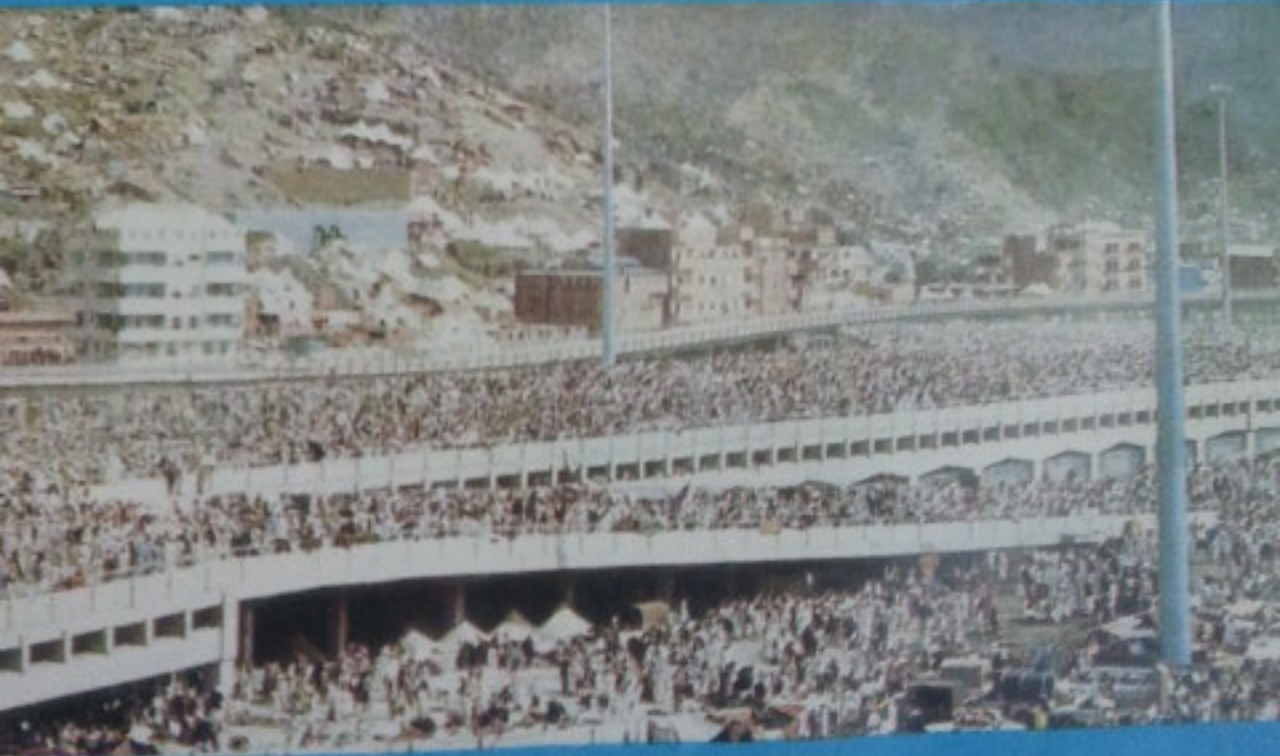
عبداللہ بن زبیر نے پوری عمارت گرا کر نئے سرے سے تعمیر کا پروگرام بنایا۔ یمن سے اعلیٰ قسم کا گچ منگوایا اور خانہ کعبہ کو تعمیر کیا۔ بیت اللہ کی عمارت میں کچھ تبدیلیاں بھی کیں۔ حجر اسمٰعیل کو خانہ کعبہ کی عمارت کے اندر قرار دیا۔ دروازے کو زمین کے برابر نصب کیا اور اس دروازے کے بالمقابل دوسرا دروازہ بھی لگوایا تاکہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل سکیں۔ خانہ کعبہ کی بلندی میں بھی اضافہ کیا۔ کعبہ کے ستونوں پر سونے کے پترے چڑھوائے۔ یہ تعمیر 64 ہجری میں عمل میں آئی۔ جب عبداللہ بن مروان حاکم بنا تو اس نے اپنے کمانڈر حجاج بن یوسف کو عبداللہؓ بن زبیر سے جنگ کرنے کو بھیجا۔ عبداللہؓ بن زبیر اس وقت خانہ کعبہ میں پناہ لئے ہوئے تھا۔ حجاج بن یوسف نے خانہ کعبہ کا محاصرہ کر لیا اور سپاہیوں کو منجنیق کے ذریعے پتھر اور آگ پھینکنے کا حکم دیا۔ عبداللہؓ بن زبیر کے ساتھی بھاگ گئے اور حجاج کو کامیابی مل گئی۔ عبداللہ بن زبیر کو گرفتار کر کے 73ھ میں قتل کر دیا گیا۔ عبدالملک نے خانہ کعبہ کو دوبارہ لیکن پہلی صورت میں تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ اس نے مشرقی دروازے کو سطح زمین سے بلند اور عبداللہ بن زبیر کے دروازے کو بند کروا دیا۔

سلطان سلیمان عثمانی نے 970 عیسوی میں خانہ کعبہ کی چھت کو تبدیل کر دیا۔ 1021ھ میں سلطان احمد عثمانی نے مرمت کا کام کرایا۔ 1039ھ میں زبردست سیلاب نے شمال مشرقی اور مغربی دیواریں متاثر کیں۔ خانہ کعبہ مختلف ادوار میں تعمیراتی مراحل سے گزرتا رہا۔ 1996ء میں سعودی فرمانروا ملک فہد بن عبدالعزیز نے خانہ کعبہ کی تزئین و آرائش میں خصوصی دلچسپی لی اور اب یہ بیت عتیق ایک خوبصورت اور دلکش عمارت کے وسط میں واقعہ ہے۔

خانہ کعبہ کی موجودہ عمارت تقریباً چوکور مربع شکل کی ہے جو مضبوط قسم کے نیلگوں رنگ پتھروں سے بنی ہے۔ اب اس کی بلندی سولہ میٹر ہے۔ رسالت مآب کے زمانہ میں اس کی بلندی آج کی بلندی کی نسبت بہت کم تھی۔ خانہ کعبہ مسجد الحرام کے وسط میں بڑی

میں پہاڑوں کی اونچائی پر یہودیوں کے قلعے دیکھو' تم ایک ایک کو پہچان سکتے ہو اور علیؑ --- کی اس گرجدار آواز کو سن سکتے ہو جو اب بھی اس درے کی گزشتہ یادوں کے سکوت میں گونج رہی ہے۔

تم علی علیہ السلام کے آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہو۔

چشمہ علی کو'--- مسجد علی کو--- جو آپ کا فوجی اڈہ رہا ہے۔ پہاڑ کی تیز ڈھلان میں مرحب کے قلعے اور دوسرے حصاروں کو دیکھو جو ابھی تک باقی ہیں۔ ان گھروں کو جو اب خالی ہیں--- خیبر کے ان نخلستانوں کو جن میں سکوت اور سناٹے نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔

مدینہ میں دس دن جناب رسالت مآب ﷺ کے ساتھ گزارو۔ جہاں آپ گئے وہاں جاؤ اور ہر جگہ علی کو بھی دیکھو' انہیں آپ ﷺ کے ساتھ پاؤ گے اور تمام اصحاب کو بھی' اصحاب کے گھروں اور ہر جگہ کو دیکھو۔

موجودہ مدینہ میں گزشتہ مدینہ کو---

اور اس طرح اسلام کی ولولہ انگیز' عشق آمیز اور تحریک و جہاد بھری تاریخ میں اتر جاؤ---"

لاہور ایئر پورٹ کے لاؤنج میں بیٹھے بیٹھے' مکہ اور مدینہ کے لئے شوق تڑپ میں اضافہ ہو گیا--- نبی ﷺ' علی اور صحابہ کرام کی سرزمین کے لئے جیسے جذبات ہمکنے لگے اور پھر لاؤنج میں ہماری فلائٹ کا اعلان ہو گیا۔ پی آئی اے کے فلیٹ میں شامل ازبک ایئر لائنز کے جمبوجیٹ کی پرواز' پی کے 1935 ٹھیک پانچ بجے ارض مقدس کے لئے فضاء میں بلند ہو گئی۔

"اے اللہ تو نے مجھے یہ موقع دیا' تو ہی اپنے گھر میں مجھے بلا رہا ہے' اے اللہ میری نیت صاف کر دے اور مجھے عمدہ سے عمدہ حج کرنے کی توفیق عطا فرما--- اے اللہ میرے حج کو آسان کر دے اور اے اللہ میں جن اہل و عیال کو چھوڑ کر جا رہا ہوں ان کی حفاظت فرما۔ اے اللہ میرے ملک کی بھی حفاظت فرما اور امت مسلمہ کی

بھی حفاظت فرما۔ آمین!

ٹھیک گیارہ بجے ہمارا طیارہ جدہ ایئرپورٹ پر اتر گیا۔ سعودی عرب کا وقت پاکستان سے دو گھنٹے پیچھے ہے۔ اپنی گھڑیاں درست کیں اور امیگریشن اور کسٹمز کے کاؤنٹر کا رخ کیا۔

جدہ ایئرپورٹ (شاہ عبدالعزیز انٹرنیشنل ایئرپورٹ) دنیا کے جدید ترین ہوائی اڈوں میں سے ایک ہے۔ اس کی چھت کا ڈیزائن خیمہ نما ہے۔ یوں محسوس ہوا جیسے بہت سے ہوائی اڈوں کو جمع کر کے ایک ہوائی اڈہ بنا دیا گیا ہو۔ اس میں تین ٹرمینل ہیں۔ ایک ٹرمینل سعودی ایئرلائن کے لئے' دوسرا بین الاقوامی پروازوں کے لئے اور تیسرا جس پر ہم اترے' حج پروازوں کے لئے ہے۔ یہ ٹرمینل کیا ہے؟ پورا ایک شہر آباد ہے۔ تیرہ کاؤنٹر آنے اور جانے والے حاجیوں کے لئے مخصوص ہیں۔ آنے والے عازمین حج کو کسٹمز اور امیگریشن سے گزارنے کا انتظام بہت اچھا لگا۔ رسمی کارروائی میں تو غیر ضروری تاخیر نہ ہوئی البتہ بعد کے معاملات نے الجھا دیا۔

جدہ حج ٹرمینل پر یوں تو سب کچھ بہت اچھا تھا لیکن نظم و ضبط میں کسی قدر بے ترتیبی کا احساس ہوا اور اس کی وجہ ہمارے پاکستانی بھائی تھے جو سرے سے کسی ڈسپلن' کسی نظم و ضبط کے عادی ہی نہیں ہوتے۔ کچھ لوگوں کے ساتھ بدتمیزی کا انداز بھی دیکھنے میں آیا لیکن یہ بھی "منشیات" کی وجہ سے پاکستانیوں پر کڑی نظر رکھنے کا نتیجہ تھا۔ مجموعی طور پر سبھی معاملات اچھی طرح طے پا گئے ورنہ مجھے پاکستان میں سعودی امیگریشن اور کسٹمز کے حوالے سے بہت ڈرایا گیا تھا کہ ایسے ہوتا ہے' ویسے ہوتا ہے لیکن سعودی حکام نے نہ تو غیر ضروری پڑتال کی اور نہ ہی کوئی اشتعال انگیز رویہ اختیار کیا۔ مردم شناس لوگ تھے انہوں نے سب کو ایک ہی لاٹھی سے نہ ہانکا۔

ارض حجاز پر پہلا قدم خوشگوار پذیرائی لئے ہوئے تھا اور رسمی کارروائی میں یوں تو صرف ڈیڑھ گھنٹہ لگا لیکن مکتب اور مطوف کے وکیل کی مہربانی نے رات آٹھ بجے تک پھنسائے رکھا۔ یوں ارض مقدس پر موجود ہونے کے باوجود ذہنی طور پر "خود سپردگی" کی

کیفیت پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ ٹرمینل کے اندر قیام بڑھتا جا رہا تھا چنانچہ گرد و پیش کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ عمارت کے اندر بنک' ریسٹورنٹ وضو خانے اور نماز پڑھنے کے لئے مخصوص مقامات صفائی ستھرائی اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے۔ جگہ جگہ مشینیں اور انسان صفائی میں مصروف تھے۔ دنیا کی تقریباً سبھی معروف ایئرلائنوں کے دفتر نظر آ رہے تھے۔

بسوں کا انتظام معلم و مکتب کے ذریعے ہوتا ہے۔ ہمارے معلم اِدھر سے اُدھر بھاگے پھر رہے تھے اور ہم میاں بیوی اطمینان سے ایک طرف بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے۔ گیارہ بجے پہنچنے کے بعد اب تین بج رہے تھے لیکن ابھی اگلا مرحلہ سامنے نہیں آ رہا تھا۔ میں اٹھ کر چہل قدمی کرنے لگا۔ ٹرمینل کی چمک دمک اور ڈیزائن دیدنی ہے۔ وقت گزارنے کے لئے میں ایک ایک چیز کو انہماک سے دیکھ رہا تھا لیکن میرے اندر کہیں ایک اضطراب تھا جو غالباً اس چمک دمک اور زیبائش کی بجائے کچھ اور دیکھنے کے لئے تھا۔

ایک مولانا جبہ و عمامہ میں ملفوف جو ہمارے ساتھ ہی پاکستانی فلائٹ سے اترے تھے لیکن کسی دوسرے قافلے میں شامل تھے' میرے پاس آ بیٹھے۔ کہنے لگے حضرت آپ کی ڈاڑھی بہت خوبصورت لگ رہی ہے۔ میں نے شکریہ ادا کیا لیکن موصوف ڈاڑھی پر لیکچر دینے کے موڈ میں تھے۔ ان کا لیکچر سننے کے بعد میں نے سوال کیا۔ حضرت یہ فرمایئے کہ کیا دین ڈاڑھی میں ہے یا ڈاڑھی دین میں ہے۔ بولے--- نہ تو دین میں ڈاڑھی ضروری ہے اور نہ ہی ڈاڑھی میں دین ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جناب پھر کیا ضروری ہے کہ اسے موضوع بحث بنایا جائے اور بہت سے مسائل ہیں جن پر توجہ دینا ضروری ہے۔ یہ سن کر مولانا موصوف خاموش ہو گئے اور پھر اٹھ کر چلے گئے۔ جاتے ہوئے علیک سلیک بھی ضروری نہ سمجھی۔

میں پھر سے حج ٹرمینل کے ماحول کا جائزہ لینے لگا۔ دوپہر سے اب تک کئی اور حج فلائٹس آ چکی تھیں۔ ٹرمینل کی چہل پہل مسلسل ایک جیسی تھی۔ صفائی کرنے والوں کی نئی شفٹ شروع ہو رہی تھی۔ اب نیا گروپ مصروف عمل ہو گیا۔ ان کی تعداد کا تو کچھ

درست اندازہ نہ ہو سکا لیکن یہ بہرحال سینکڑوں میں تھے۔ ان میں زیادہ تر پاکستانی' بنگالی اور فلپائنی تھے۔ اس دیکھ ریکھ میں مغرب کی اذان ہو گئی۔ نماز پڑھی اور پھر بس کا انتظار شروع ہو گیا۔

خدا خدا کر کے گرین سگنل ملا۔ سامان ایک بڑے ٹرالے میں رکھا اور ٹرمینل سے باہر بس اسٹینڈ کی طرف روانہ ہوئے۔ بس آ تو گئی لیکن ابھی کوئی اسٹینڈ خالی نہیں تھا۔ مسافر صرف اسی صورت میں بس میں بیٹھ سکتے ہیں جب وہ اسٹینڈ میں کھڑی ہو۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد بس کو جگہ ملی' سامان لوڈ کرایا اور رات آٹھ بجے جحفہ کو روانگی ہوئی۔

جدہ شہر بحر احمر کے ساحل پر واقع ہے۔ یہاں سے 60 کلومیٹر لمبی ہجرہ ایکسپریس وے مکہ مکرمہ کو جاتی ہے۔ جدہ کو دونوں مقدس مقامات یعنی مکہ اور مدینہ کا دروازہ سمجھا جاتا ہے۔ جدہ شہر' شاہ عبدالعزیز انٹرنیشنل ایئرپورٹ سے 30 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ ہماری بس ہجرہ ایکسپریس وے پر چڑھی اور جحفہ (غدیر خم) کی سمت سفر شروع ہو گیا۔ دائیں بائیں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بجلی کے قمقمے تیز روشنیاں بکھیرتے نظر آ رہے تھے۔ کہیں کہیں پیٹرول پمپ اور ان سے ملحقہ مارکیٹیں تھیں۔ بس مسلسل رواں دواں رہی۔ ہم غدیر خم کے بارے میں سوچتے رہے' تاریخ کے پیچ و خم کے بارے میں سوچتے رہے۔

جحفہ یا خم غدیر' پانچ میقات میں سے ایک ہے۔ مکہ معظمہ کے چاروں طرف ایسے مقامات ہیں جہاں سے مکہ جانے والوں کے لئے باقاعدہ عمرہ یا حج کا احرام باندھنا واجب ہے۔ ہر شخص جو ان حدود کے اندر مقیم ہے' وہ میقاتی کہلاتا ہے۔ باہر سے آنے والوں کو "آفاقی" کہتے ہیں۔ مقام غدیر مکہ معظمہ کے شمال مغرب میں 156 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اسی مقام پر آخری حج سے واپسی پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پلانوں کا مچان بنا کر اپنا خطبہ دیا اور لوگوں کو جمع کر کے حضرت علی علیہ السلام کی مولایت کا اعلان کیا تھا۔ جس پر حضرت عمر فاروق ؓ بے ساختہ پکارے کہ اے علی مبارک ہو آپ آج سے تمام مومنوں کے مولا ہو گئے۔ اسی موقعہ اور اسی نسبت سے ہر سال جشن غدیر منایا جاتا ہے۔

ہم لوگ تقریباً بارہ بجے رات جحفہ پہنچ گئے۔ یہاں ایک بڑی اور عظیم الشان مسجد

ہے۔ نہانے اور وضو کرنے کا بہت اچھا انتظام تھا۔ اس میقات پر ہم "آفاقیوں" نے غسل کیا' احرام باندھے اور حج اصغر کی نیت کی۔ مولانا نجفی نے یہاں حج' احکامات حج اور مناسک حج کے ساتھ ساتھ نجف کی عظیم ترین نسبت کی وضاحت کی۔ اب ہم باقاعدہ عازمین حج تھے۔ احرام میں ہمارے محسوسات کچھ اور بھی لطیف ہو گئے۔ تلبیہ کے ساتھ بس میں جا بیٹھے۔

لبیک اللھم لبیک ۝ لبیک لا شریک لک لبیک ۝
ان الحمد و النعمۃ لک و الملک لا شریک لک ۝

"میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں' میں حاضر ہوں بیشک تمام تعریفیں اور نعمتیں اور ملک تیرے لئے ہیں تیرا کوئی شریک نہیں ۝"

اب فریضہ حج کے ارکان و آداب نے ہم سے سرگوشیاں شروع کر دیں۔ اس حوالے سے اب تک جو کچھ پڑھا یا سنا تھا' ذہن میں روشن ہوتا چلا گیا۔ احرام باندھنے کا حکم کیوں ہوا؟ ان دو سفید ان سلے کپڑوں تک احرام کو کیوں محدود کیا گیا؟

"یہ لباس' یہ دکھاوے
انہیں میقات میں اپنے سے دور کر دو
کفن پہنو
تمام رنگوں کو دھو ڈالو
سفید پہنو--- اجلے بن جاؤ' وہی رنگ اختیار کرو جو سب کا ہے۔"

اسلام اتحاد اور وحدت کا سبق دیتا ہے۔ زندگی کے تمام پہلوؤں میں اتحاد کے ساتھ ساتھ طہارت و پاکیزگی کا درس دیتا ہے۔ اسی لئے پہلے غسل احرام کا حکم ہوا۔ خدا نے ایک ہی رنگ کے بغیر سلے لباس کا حکم دے کر یہ چاہا کہ اس کے دربار میں ہر امیر و غریب برابری کی سطح پر رہے۔ یہاں آ کر مختلف رنگوں' ڈیزائنوں اور اعلیٰ و قیمتی کپڑوں کے ملبوسات پر فخر کرتے ہوئے اپنی برتری کا مظاہرہ نہ کرتا پھرے--- اس کے نزدیک تو صاحب

عزت وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ رات کے سناٹے میں تلبیہ کی گونج کے ساتھ تاریکی کو چیرتی ہوئی بس سوئے مکہ رواں تھی۔ مکہ عظیم ہے' مقدس ہے' بلد الامین ہے اور ام القراء ہے۔

کشادہ اور دو رویہ سڑک پر ہماری بس مسلسل تیز رفتاری سے بلد الامین کا رخ کیے ہوئے تھی۔ باہر اندھیرا تھا' اندر دھیمی روشنی' باہر سناٹا تھا' اندر تلبیہ کی گنگناہٹ' جسمانی حاضری ہی نہیں--- ذہنی حاضری' قلب و روح کی حاضری پیش کی جا رہی تھی۔

مکہ معظمہ سے بیس بائیس کلومیٹر پہلے پولیس چوکی آئی۔ یہاں سڑک پر نصب بورڈ پر انگریزی میں بڑے بڑے حروف میں لکھا ہوا نظر آیا۔ صرف مسلمانوں کے لئے--- رحل کے ڈیزائن کا بنا ہوا ایک دروازہ سامنے تھا۔ یہیں سے مکہ کی حدود شروع ہوتی ہیں اس جگہ سے آگے غیر مسلموں کا داخلہ بند ہے۔ یادوں نے تاریخ اسلام کا ایک اور ورق کھول کر سامنے رکھ دیا۔ 9 ہجری میں حج فرض ہوا' اسی دور میں سورہ برأت (سورہ توبہ) کی ابتدائی چالیس آیات نازل ہوئیں۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی کو حج کے موقعہ پر زائرین کو سورہ برأت کے احکامات سنانے کا فریضہ سونپا۔ "اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کے اندر داخل نہیں ہو گا۔ کوئی شخص برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرے گا۔" حضرت علی علیہ السلام نے سورہ برأت کی آیات تلاوت فرما کر اعلان کیا:

> "آج کے بعد مشرکین کو بیت اللہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں کیونکہ وہ ناپاک (نجس) ہیں۔"

پولیس چوکی اور رحل نما محراب کے قریب بنے ایک ٹرمینل میں بس جا رکی۔ یہاں کئی دفاتر تھے۔ ایک پٹرول پمپ بھی نظر آیا۔ مسافروں کو بس سے اترنے کی اجازت نہیں تھی۔ پولیس اور سرکاری اداروں کے عمال نے لوگوں کے کاغذات' پاسپورٹ وغیرہ کی پڑتال کی اور پھر میر کارواں تمام کاغذات لے کر ان کے ساتھ دفاتر میں چلے گئے۔ پتہ چلا کہ مکہ میں "دخول و خروج" کا تمام ریکارڈ یہاں رکھا جاتا ہے۔ بس نے اپنا ایندھن لیا اس دوران حکومت سعودیہ کی طرف سے تمام عازمین کو پلاسٹک کی ایک ایک بوتل میں

آب زم زم ہدیہ کیا گیا۔ شاہ فہد کی طرف سے حاجیوں کے لئے یہ پہلا تحفہ تھا۔ بوتل پر چسپاں لیبل اور پیکنگ سے بھرپور اہتمام کا اندازہ ہو رہا تھا۔ سعودی حکومت نے اس کام کے لئے ایک کمپنی قائم کر رکھی ہے۔

یہاں تقریباً ایک گھنٹہ صرف ہوا۔ اب ہم پھر محو سفر تھے۔ مولود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولود علیؑ کی فضاؤں سے کیف و مستی کشید کرنے کے خواب سجائے رات دو بجے مکہ مکرمہ میں پہنچے۔ معلوم ہوا اب ہم شاہراہ حرم پر ہیں۔ حرم سے چند فرلانگ پہلے مکتب نمبر 5 پر ہماری بس رکی۔ اسی عمارت میں ہمیں حج کے دوران قیام کرنا تھا۔ نو دس منزلہ عمارت کے مرکزی دروازے کے قریب تین قافلوں کے چار سو کے قریب افراد اپنے سامان کے ساتھ ڈھیر کر دیئے گئے۔ مکتب، معلم اور قافلہ سالاروں کے درمیان نہ جانے کس بات پر کھینچا تانی ہو رہی تھی۔ جو کچھ بھی تھا، ضروری تھا کیونکہ آخر عرب بھی تو ہمارے بھائی ہیں۔

مطوف و مکتب کے حسن انتظام نے سڑکوں پر خوب گشت کرایا۔ پہنچ کر بھی کیوں نہیں پہنچ پا رہے۔ اضطراب تھا کہ بڑھتا جا رہا تھا لیکن اندر سے ایک آواز اطمینان دلاتی--- یہ چھوٹے چھوٹے مسائل باریابی کی راہ میں ضروری ہیں۔ بعد از خرابی بسیار بلڈنگ نمبر 69 کے گراؤنڈ فلور میں ایک کمرہ ملا۔ ایک کمرے میں آٹھ حاجیوں کے ٹھہرنے کا انتظام تھا۔ فرش پر معمولی فوم کے گدے اور تکئے شب بسری کے سامان کی صورت میں موجود تھے۔ ہماری فلائٹ کے بقیہ ساتھیوں کو بلڈنگ نمبر 65 میں ٹھہرایا گیا۔ ان میں مولانا محمد حسین اکبر بھی شامل تھے۔ مولانا اکبر، کاروان منہاج الحسین کے سربراہ تھے۔ ہم میاں بیوی لاہور کے اس کارواں کے باضابطہ رکن نہیں تھے۔ مولانا اکبر کی عنایت تھی کہ انہوں نے روانگی کے موقعہ پر ہم کو بھی اپنے کارواں میں شامل کر لیا تھا۔

ہمیں حرم پاک پہنچنے کی جلدی تھی۔ سامان رکھا جیسے تیسے دو روٹیاں سبزی کے ساتھ حلق سے نیچے اتاریں اور سامان رکھ کر بلڈنگ نمبر 65 میں آئے کہ مولانا اکبر کو ساتھ لیں اور خانہ خدا کے روح پرور نظارہ سے برسوں پرانی آرزو کو آسودہ کریں لیکن بلڈنگ نمبر 65 میں ایک افراتفری کا عالم تھا۔ مولانا اکبر اور دیگر عازمین حج ابھی تک ترتیب میں نہ

آسکے تھے۔ چنانچہ ہم دونوں میاں بیوی خود ہی حرم کے لئے پیدل چل پڑے جو ہماری رہائش سے تقریباً تین فرلانگ کے فاصلہ پر تھا۔

تیز روشنیوں میں جگمگاتا ہوا حرم پاک ہمارے سامنے تھا۔ لحظہ بھر کو ہم رک سے گئے۔ باریابی کے احساس نے جسم و جاں میں ایک ارتعاش پیدا کر دیا۔ میں نے اہلیہ کی طرف دیکھا وہاں بھی کچھ ایسی ہی کیفیت تھی' ہم نے خود کو منظم کیا اور پھر وارفتگی میں قدم اٹھتے چلے گئے۔

"یہ کعبہ ہمارے وجود' ہمارے ایمان' ہمارے عشق' ہماری عمر اور ہماری روز و شب کی نمازوں کا قبلہ ہے۔ ہر صبح' ہر دوپہر' ہر شام' ہر مغرب اور ہر عشاء ہم اس کی سمت نماز ادا کرتے ہیں۔ اسی کی سمت چلتے ہیں۔"

حرم میں باجماعت نماز ہو چکی تھی چنانچہ فجر کی قضا پڑھی۔ "عمرہ مفردہ" کی ادائیگی کے لئے خانہ کعبہ کے سات چکر لگائے۔ تیسرے چکر میں سخت جدوجہد کے بعد مجھے "حجر اسود" کا بھرپور بوسہ لینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اہلیہ البتہ ناکام رہیں۔ صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے اور واپس حرم میں آکر مولانا اکبر اور سعید عالم زیدی صاحب کا انتظار کرنے لگے۔ کعبہ پر نظریں جمائے بیٹھے تھے کہ پھر سرگوشی ہوئی:

"اب تم مسجد الحرام کے آستانے پر ہو۔ اس وقت کعبہ تمہارے سامنے ہے۔
کشادہ صحن اور اس کے درمیان میں ایک خالی مکعب--- اور بس!
حیرت و استعجاب تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ یہاں کوئی نہیں--- یہاں کچھ بھی نہیں--- بعنوان نظارہ بھی کچھ نہیں--- ایک خالی کمرہ اور بس---!
نہ اعلیٰ تعمیر' نہ کوئی خوبصورتی نہ زیبائی نہ پتھر پر کوئی نقش نہ کاشی نہ پچکاری---
حتیٰ کہ کسی پیغمبر یا کسی امام کی ضریح' کوئی مرقد مطہر کوئی عظمتوں والا مرقد--- جس کی زیارت کی جاسکے اور ذہن میں اس کا نقشہ مرتب کیا جاسکے۔ یہ کہا جاسکے کہ ہم اس کے لئے آئے ہیں۔ وہ کسی نقطے' کسی چہرے' کسی واقفیت' کسی عینیت کا احساس دلائے---

یہاں اس طرح کی کوئی چیز نہیں۔
آہستہ آہستہ تمہاری سمجھ میں یہ بات آنے لگتی ہے کہ تم "زیارت" کو نہیں آئے۔ تم نے حج کیا ہے۔ کعبہ نشان راہ ہے وہ علامتی پتھر ہے کہ راستہ کھو نہ جائے۔
یہ بیت عتیق ہے--- وہ گھر جو ذاتی ملکیت اور جابر حکمرانوں کے تسلط سے آزاد ہے--- گھر کا مالک خدا ہے اور گھر والے تم لوگ ہو۔
کعبہ--- ایک مکعب اور بس--- مگر کیوں "مکعب" کیوں اتنا سادہ؟ کیوں اتنا بے تشخص؟
(اس لئے کہ) خدا "بے شکل" ہے۔ "بے رنگ" ہے' بے شبیہ ہے--- انسان جو بھی اسکیچ تیار کرے' جو بھی صورت سامنے لائے جس تصور کو بھی حقیقت کا رنگ دے--- خدا نہیں ہے۔"

میں جیسے چونک اٹھا' غلاف میں لپٹا کعبہ اب پہلے سے زیادہ حسین اور دلکش ہو گیا--- شمع کعبہ کے گرد منڈلاتے پروانے بہت بھلے لگے۔ صراط مستقیم کے خواہشمند دائرے میں گھومتے ہیں۔ دائرہ ہی سیدھے راستے کا پتہ دے گا۔ میں سبحان اللہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ مولانا کا انتظار طویل ہوتا جا رہا تھا۔ اس دوران آب زم زم پیا اور حرم شریف میں گھوم پھر کر شوق دیدار کی تسکین کی۔ حرم میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت نماز فجر ادا کئے تھے۔ اب نماز طواف مفردہ پڑھی۔ طواف کیا اور پھر مقام ابراہیم کے قریب دو رکعت شکرانہ ادا کئے۔ مولانا اکبر اور ساتھی پہنچ ہی نہیں رہے تھے۔ کوئی اور جگہ ہوتی تو شاید انتظار اعصاب زدگی کا شکار کر دیتا لیکن حرم پاک کی جاں پرور فضاء میں آسودگی اور طمانیت کی لہریں تھیں کہ امڈی چلی آ رہی تھیں ور جیسے کوئی کہہ رہا تھا۔ "اطمینان سے سیراب ہو لو' آنے والے ہر لحہ میں توحید کے لاکھوں پرستار اپنا اپنا حصہ وصول کرنے کے لئے دنیا بھر سے اسی مرکز کو رواں دواں ہیں اور پھر مولانا اکبر اور ان کا گروپ پہنچ گیا۔ ان کے ساتھ "طواف زیارت" کے سات چکر لگائے۔ اس سے پہلے ہم میاں بیوی نے

تقصیر کے طور پر اپنے تھوڑے سے بال کٹوائے اور انفرادی نماز شکرانہ ادا کی جس وقت ہم حرم میں موجود تھے' ایران کے ایک وزیر نے بھی عمرہ ادا کیا۔ سعودی حکومت نے وزیر موصوف کے لئے خصوصی انتظامات کئے ہوئے تھے۔

سولہ مارچ' حرم پاک میں ہمارا پہلا دن تھا۔ ان دنوں پورے حرم شریف میں صفائی اور حج کی تیاریاں زور شور سے جاری تھیں۔ اسی روز غلاف کعبہ کو آب زم زم سے دھویا گیا۔ حجاج کرام میں سعودی حکومت کی طرف سے آب زم زم تقسیم کیا گیا۔ سبھی انتظامات انتہائی شاندار تھے۔ مسجد الحرام کی چوڑائی جو پہلے تقریباً 35 ہزار مربع میٹر تھی اب ایک سو ساٹھ ہزار مربع میٹر سے بھی کئی گنا زیادہ بڑھا دی گئی ہے اور اب تیس لاکھ کے قریب نمازی بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہیں۔ حرم کعبہ کی توسیع کے بعد ایک اور باب کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس طرح اب حرم کعبہ کے بڑے چار باب ہو گئے ہیں یعنی باب عبدالعزیز' باب فہد' باب فتح اور باب عمرہ' چھت پر بھی نماز پڑھنے کی جگہ وافر ہے۔ اوپر جانے کے لئے جدید خود کار زینے یعنی ایکیلیٹر ز لگے ہوئے ہیں۔

عازم سفر ہونے سے پہلے رہنمائی کی کتابوں میں پڑھا تھا کہ حرم شریف میں آپ کسی بھی دروازے سے داخل ہوں جوں ہی کعبتہ اللہ پر نظر پڑے تو اپنی نظریں وہیں جما دیجئے اور ٹھہر جایئے پھر باادب نہایت عجز و نیاز سے دین و دنیا کی ساری جائز اور نیک خواہشات کی دعا مانگئے۔ یہ ساعت مقبولیت دعا کی ساعت مانی جاتی ہے۔ رب العزت اس وقت مانگی ہوئی دعا رد نہیں کرتا۔ پہلی نظر کی دعا کی لذت اور مزہ ہی کچھ اور ہے۔ پہلی دفعہ جب انسان کعبتہ اللہ کو دیکھتا ہے تو ایک عجیب سی ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور آنکھ جلد جھپک جاتی ہے۔ اس لئے جو بھی دعا مانگنی ہو پہلے سے ذہن میں رکھ لینی چاہئے۔ کیونکہ حرم پاک میں داخل ہوتے ہوئے ہماری کیفیت بھی کچھ ایسی ہو گئی تھی۔

پہلے روز حرم سے نکلے تو گیارہ بج رہے تھے باہر آکر دیکھا تو ہماری چپلیں غائب ہو چکی تھیں ننگے پاؤں بازار آئے۔ اور دس ریال میں دو نئی چپلیں خریدیں۔ کرنسی کی تبدیلی کا معلوم کیا۔ ڈالر کا نرخ 3.7 ریال تھا۔ جبکہ پاکستان میں ان دنوں 40 روپے تھا۔ اپنے

کمرے میں آکر کچھ دیر آرام کے لئے لیٹے۔ آنکھ کھلی تو تین بج رہے تھے۔ ظہر اور عصر کی نماز کمرہ میں ہی ادا کی۔ احرام اتار دیئے۔

سترہ مارچ کو مولانا محمد حسین اکبر سے ملاقات کے لئے گیا تو پتہ چلا کہ آج سے روزانہ صبح ساڑھے دس بجے سے بارہ بجے تک "حج اور اس کے مسائل" کے موضوع پر مجلس منعقد ہوا کرے گی۔ چنانچہ دن کا آغاز مجلس سے ہوا۔ مجلس کے بعد مولانا کے ساتھ طے ہوا کہ آج ایک عمرہ کیا جائے گا۔ جس کا احرام مسجد عائشہ ؓ جسے مسجد تنعیم بھی کہتے ہیں' سے باندھا جائے گا۔

مولانا سے عمرہ کا پروگرام طے کر کے چند سو ڈالرز کے ٹریولر چیک کیش کروائے اور سیدھے حرم پہنچے۔ طواف کیا' آب زم زم پیا' ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھیں اور واپس پیدل اپنی رہائش گاہ پر آئے۔ کچھ دیر آرام کیا۔ رات آٹھ بجے پھر مولانا کے پاس پہنچے تو پتہ چلا وہ بیمار ہو گئے ہیں۔ چنانچہ یہ طے ہوا کہ پرسوں یعنی 19 مارچ کو زیارات مکہ اجتماعی طور پر کی جائیں گی۔ اس غرض سے مولانا محترم کے سپرد دو سو ریال کئے۔ اس میں مدینہ کی زیارات کا خرچ بھی شامل ہے۔ اتوار 22 مارچ کو عشا کے بعد مدینہ روانگی کا پروگرام طے ہوا۔

مکہ معظمہ اگرچہ ایک قدیم شہر ہے' لیکن اب جدید مکہ بہت بارونق ہے۔ "سکائی سکیپرز" کی تعمیر دن رات جاری ہے۔ پرانے شہر کے آثار مٹتے جا رہے ہیں۔ بازاروں میں دنیا بھر کے چھوٹے بڑے ملکوں کا ہر قسم کا سامان بھرا پڑا ہے۔ یہ ملک اپنی پٹرول کی دولت اور حجاج کرام سے حاصل ہونے والے زرمبادلہ کو جس بے دریغ انداز سے خرچ کر رہا ہے۔ اسے عیاشی پر ہی محمول کیا جائے گا۔ یہ ملک معدنی دولت سے بھی مالا مال ہے۔ مکہ مکرمہ میں پاکستانی بڑی تعداد میں مقیم ہیں۔ یہاں مستقل رہنے والوں' کام کرنے کے لئے آنے والوں اور عارضی طور پر آتے جاتے رہنے والے پاکستانیوں نے سعودی معاشرہ میں اچھی خاصی جگہ بنالی ہے۔ تقریباً ہر جگہ اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ سرکاری طور پر بھی مسجد الحرام میں جو بورڈ آویزاں کئے گئے ہیں۔ ان پر عربی' انگریزی کے ساتھ اردو بھی نظر

آتی ہے۔ آج یعنی 18 مارچ 1997ء کو مسجد حرام میں نماز سے پہلے اپنی بیماری (کھانسی' نزلہ' زکام) کی وجہ سے سخت ذہنی کوفت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور التجا ہے کہ وہ مجھے اس ظالم بیماری سے نجات دلائے۔ آج بھی دعاؤں میں ان تمام لوگوں کو یاد رکھا۔ جنھوں نے دعاؤں کے لئے کہہ رکھا تھا۔ آج بھی عمرہ ادا کیا گیا۔ جو اہلیہ نے اپنی والدہ کے لئے اور میں نے اپنے والد' والدہ اور خالو مرحومین کے لئے ادا کیا۔ اس سے پہلے بچوں کے لئے طواف کیا۔

طواف کے ذکر پر امام زین العابدین علیہ السلام کی روایت یاد آتی ہے۔ انہوں نے اپنے پدر بزرگوار (امام عالی مقام) سے پوچھا کہ کس سبب سے خانہ کعبہ کا سات بار طواف مقرر ہوا؟ جواب ملا کہ حق تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ مقرر کروں گا۔ ملائکہ نے قبول نہ کیا اور کہا کہ تو زمین پر اس کو خلیفہ بنائے گا جو فساد اور خون ریزی کرے گا۔ ملائکہ کو حق تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ ملائکہ کو حق تعالیٰ نے اپنے نور عظمت سے کبھی محجوب نہیں کیا تھا' لیکن اس سبب سے ان سے خود کو سات ہزار سال تک محجوب رکھا۔ فرشتوں نے عرش کی طرف پناہ اختیار کی پھر حق تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور ان کی توبہ قبول کی اور ان کے لئے بیت المعمور کو جو فلک چہارم پر ہے خلق فرمایا اور اس کو مرجع و ماٴمن اھل آسمان قرار دیا اور خانہ کعبہ کو بیت المعمور کے نیچے بنایا اور اسے اہل زمین کے لئے مرجع و محل ثواب و جائے پناہ قرار دیا۔ اسی سبب سے سات بار طواف بندوں پر واجب ہوا اور ملائکہ کے ہر ہزار سال کے طواف کے برعکس بنی آدم پر ایک گردش طواف واجب فرمایا۔

"خدا قلب عالم ہے' محور وجود ہے' مرکز کائنات ہے جس کے گرد تمام عالم طواف کر رہا ہے۔ تم اس منظومہ میں' خواہ کعبہ میں ہو' عالم میں ایک ذرہ ہو اور ایسا ذرہ کہ جو عالم حرکت میں ہے۔ ابھی یہاں تو ابھی وہاں' ایک دائمی حرکت ہے جس میں تم سفر کر رہے ہو۔ ایک کیفیت کے ساتھ مگر ہر دم ایک نئی صورت میں' ہمیشہ تغیر کے عالم میں' ہمیشہ ہوتے رہنے کے عمل میں طواف میں مگر ہمیشہ اور ہر جا "اس" سے اور کعبہ سے تمہارا

فاصلہ ثابت ہو۔ کعبہ ایک گرداب کے بیچ ہے۔ ایک پرجوش و خروش گرداب کے جو چکر کاٹ رہا ہے اور کعبہ کے طواف میں مصروف ہے۔ ایک نقطہ ثابت درمیان میں اور اس کے گرداگرد دائرہ در دائرہ ہر کوئی متحرک!

ابدی ثبوت یا ابدی استقلال اور ابدی حرکت!

ایک آفتاب بیچ میں اور اس کے گرد ہر کوئی اپنے فلک میں ایک ستارہ کہ جو آفتاب کے گرد، دائرہ در دائرہ گھوم رہا ہے۔"

اٹھارہ مارچ کی صبح منہاج الحسین اور کاروان حیدری کے زیر اہتمام فلور نمبر 4 اور 5 پر حج کی فضیلت پر دو مجالس ہوئیں۔ ان میں شرکت کی اور مولانا محمد حسین اکبر کے ساتھ زیارات کا پروگرام بنایا۔ تقریباً گیارہ بجے حرم پاک روانہ ہوئے۔ ایک طواف کیا تو اہلیہ بچھڑ گئیں۔ پھر رات دس بجے تک انہیں ڈھونڈتے رہے۔ دس بجے کے قریب بیگم ملیں تو واپس قیام گاہ پر آئے۔ یہ تلاش انتہائی اذیت ناک تھی۔ خدا کے گھر میں گم ہونے یا نہ ملنے کی فکر نہیں تھی، لیکن مسلسل بڑھتے ہوئے ہجوم میں تلاش ایک دقت طلب اور مشکل کام تھا۔ اس تلاش کے دوران خانہ خدا میں باجماعت نمازیں ادا کرتے رہے اور دعاؤں کا عمل جاری رکھا۔ رات تھکاوٹ کی وجہ سے بھرپور نیند آئی۔

مصنف، قافلہ اور قافلہ سالار

بیت اللہ

"بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لئے تعمیر ہوئی وہ وہی ہے جو مکہ میں واقع ہے۔ اس کو خیر و برکت دی گئی اور تمام جہان والوں کے لئے مرکز ہدایت بنایا گیا' اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں۔ ابراہیم کا مقام عبادت ہے اور اس کا حال یہ ہے کہ جو اس میں داخل ہو گیا' وہ مامون ہو گیا۔" (سورہ آل عمران)

روایات معصومین علیہم السلام کے مطابق زمین کا اولین حصہ جو وجود میں آیا وہ سرزمین مکہ تھی۔ اسی پر بیت اللہ واقع ہے۔ مکہ معظمہ اسلامی شہروں میں سے عظیم ترین اور سعودی عرب کے شہروں میں اہم ترین ہے۔ یہ صوبہ حجاز کا حصہ ہے۔ اس کے شمال میں مدینہ منورہ' مشرق میں نجد' جنوب میں عسیر اور یمن اور مغرب میں جدہ واقع ہے۔ اس شہر کا قدیم نام بکہ اور بلد الامین ہے۔ بیت اللہ' شہر مکہ کے درمیان اور مسجد الحرام کے مرکز میں واقع ہے۔ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو اس کے طواف کا حکم ملا۔ جبرئیلؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی تعمیریوں کی کہ کوہ صفا' کوہ مروہ' کوہ سینا اور کوہ سلام نجف اشرف سے پتھر لئے اور ان کی دیواریں چنیں' یہ ارکان اربع کہلائے۔ باقی عمارت کو کوہ ابو قیس کے پتھروں سے مکمل کیا۔ تعمیر کعبہ مکمل ہوئی تو فرشتوں نے طواف کعبہ شروع کیا۔ حضرت آدم اور حضرت حوا نے بھی اس کا طواف کیا اور سات چکر لگائے۔ سات بار طواف کے بارے میں حضرت امام زین العابدین کی روایت کا ذکر پہلے سے کر چکا ہوں۔ 13 رجب 30 عام الفیل بروز جمعہ خانہ کعبہ کے

اس وقت کے متولی رسول اکرم ﷺ کے چچا کی زوجہ حضرت فاطمہ بنت اسد طواف کے لئے حرم شریف میں موجود تھیں کہ انہیں درد زہ شروع ہوا اور وہ فوراً بیت اللہ شریف میں داخل ہو گئیں یہاں مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔ بیت اللہ شریف میں نہ تو حضرت علی سے پہلے اور نہ بعد میں اور نہ ہی کبھی آئندہ کسی کی ولادت ہو گی۔ حضرت علیؑ کی والدہ محترمہ نے اپنے عظیم بیٹے کا نام اسد یعنی حیدر رکھا اور نبی پاک ﷺ نے اپنے اس پیارے بھائی جس کو انہوں ﷺ نے ہمیشہ بیٹا کہا اور سمجھا کا نام علی رکھا۔ بیت اللہ شریف میں پیدائش حضرت علیؑ کا وہ شرف ہے جس کا عالم انسانیت میں ان کا کوئی ہمعصر نہیں۔ اب تعمیر کعبہ کے بارے میں آیت اللہ شیخ محمد جواد کی تالیف "حج الیبت" سے روایت درج کر رہا ہوں۔ اولین طواف کے بعد حضرت جبرائیل نے حضرت آدم کو باقی مناسک انجام دلوائے۔ منیٰ میں شیطان نے سوال کیا کہ کہاں جا رہے ہو؟ حضرت جبرائیل نے کوئی جواب نہ دیا اور سات پتھر مار کر اسے بھگا دیا۔ پھر قربانی دی۔ جبرائیل نے جنت کے یاقوتی استرے سے حضرت آدم کا سر مونڈا۔ پھر طواف کعبہ کیا۔ بعدازاں صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور پھر طواف النساء بجالائے۔

حکمت و مصلحت خداوندی سے خانہ کعبہ کو اٹھا لیا گیا۔ پھر تقریباً چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کی مدد سے اللہ تعالیٰ کے حکم پر موجودہ جگہ پر خانہ کعبہ کی بنیادیں بلند کیں۔

(ترجمہ) "یاد کرو اس وقت کو جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام، بیت اللہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ اے ہمارے پالنے والے ہم سے یہ قبول فرما۔ تحقیق تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

ایک اور روایت کے مطابق حضرت آدمؑ نے سرزمین ہندوستان سے پیدل چل کر مکہ میں چالیس حج کئے اور کعبہ اسی حالت پر رہا۔ یہاں تک کہ طوفان نوحؑ کے زمانے میں اسے چوتھے آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ وہ بیت المعمور ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اس کی تعمیر کا حکم دیا اور حضرت جبرائیل نے آپ کو اس کی بنیادوں کی نشاندہی کی۔ اس

شان و شوکت سے قائم ہے۔ مستطیل شکل کی بلند و بالا میناروں والی باعظمت مسجد 'مسجد الحرام اردگرد کی سڑکوں کی نسبت ایک سے تین میٹر تک گہرائی میں ہے۔ خانہ کعبہ کے علاوہ مسجد الحرام کے قابل ذکر مقامات درج ذیل ہیں۔ مقام ابراہیمؑ، حطیم، حجر اسمٰعیلؑ، چاہ زم زم وغیرہ۔ ان کا تفصیلی ذکر آئندہ دنوں کی روئیداد میں ان کی مناسبت سے کروں گا۔

مسجد الحرام کے 95 دروازے ہیں۔ ان میں سے زیادہ معروف باب النبی، باب علی، باب السلام، باب ابو قیس، باب ام ہانی، باب عمراور باب عمرہ ہیں۔ خانہ کعبہ کے چار رکن ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ پہلا غلاف کعبہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی زوجہ نے تیار کیا۔ خمیر قبیلہ کے بادشاہ تبع اسعد نے سب سے پہلے چاندی کے دھاگوں سے مزین کیا ہوا غلاف چڑھایا۔ جناب رسالت مآب نے یمنی غلاف چڑھایا۔ حضرت عمر نے قباطی کا پردہ چڑھایا جو مصر میں بنایا گیا تھا۔ بعدازاں ہر مسلمان حکمران اپنے عہد میں غلاف چڑھاتا رہا۔ مہدی عباسی خلیفہ بنا تو اس نے رنگ برنگے غلاف چڑھانے کی بجائے صرف ایک یعنی کالے رنگ کا غلاف چڑھایا اور سال میں ایک مرتبہ تبدیل کیا۔ یہی عمل آج تک جاری ہے۔ غلاف کعبہ کے لئے ایک ہزار گز کپڑا درکار ہوتا ہے جو سعودی فرمانروا کی زیر نگرانی تیار کیا جاتا ہے اور عیدالاضحیٰ کے دنوں میں تبدیل کیا جاتا ہے۔

مکہ تاریخی اور مذہبی اعتبار سے قدیم و عتیق ہے لیکن مکہ معظمہ کے بارے میں عیسائی مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس شہر کی قدامت کے بارے میں مسلمانوں کا دعویٰ حقیقت پر مبنی نہیں حالانکہ یہ استرداد محض ان کا تعصب ہے۔ قرآن پاک میں اس کا ذکر یوں ہے۔ "پہلا متبرک گھر جو آدمیوں کے لئے بنایا گیا وہ "بکہ" میں تھا۔" اب کتاب زبور (6-84) میں اس کا ذکر دیکھئے۔ "بکہ کی وادی میں گزرتے ہوئے اسے ایک کنواں بناتے' برکتوں سے سورۃ کو ڈھانک لیتے۔ قوت سے قوت تک ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔" اس عبارت میں لفظ بکہ وہی ہے یعنی مکہ معظمہ چونکہ یہود و نصاریٰ ہمیشہ مکہ کی اہمیت اور وقعت مٹانے کے درپے رہتے آئے ہیں اس لئے بہت سے مترجمین نے عبارت مذکور میں

بکہ کا ترجمہ رونا کر دیا ہے لیکن ہر شخص خود سمجھ سکتا ہے کہ اس حالت میں وادی بکا کے معنی کیا ہوں گے--- پھر زبور ہی میں حضرت داؤد خدا سے کہتے ہیں:

اے فوجوں کے خدا--- تیرے مسکن کس قدر شیریں ہیں۔ میرا نفس خدا کے گھر کا مشتاق بلکہ عاشق ہے۔ اے خدا، تیرے قربان گاہ--- میرے مالک اور میرے خدا ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو تیرے گھر میں ہمیشہ رہتے ہیں اور تسبیح پڑھتے ہیں۔" اس کے بعد بکہ والی آئتیں ہیں۔ اب غور کیجئے حضرت داؤدؑ جس مقام پر پہنچنے کا شوق رکھتے ہیں وہ کس طرح اس مقام (مکہ) پر صادق آتا ہے۔ یعنی اس میں حسب ذیل باتیں پائی جائیں:

1- قربان گاہ ہو۔

2- حضرت داؤد کے وطن سے دور ہو۔

3- وہ وادی بکہ کہلاتا ہے۔

4- وہاں مقام سورۃ ہو۔

یوں عہد نامہ قدیم مکہ معظمہ کے قدیم و عتیق ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔

خانہ کعبہ کی حضرت ابراہیم کے ہاتھوں تعمیر کی تفصیل اس طرح ہے۔ بلندی زمین سے چھت تک 9 گز، طول۔ حجر اسود سے رکن شامی تک 32 گز، عرض۔ رکن شامی سے غربی تک 22 گز، تعمیر کے بعد حضرت ابراہیم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ--- "اے پالنے والے اس گھر اور سرزمین مکہ کو امن و امان کا شہر قرار دے اور اس کے باشندوں کو پھلوں سے رزق عطا فرما جو ان میں سے اللہ اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔" اسی لئے یہ شہر امن و امان کا گہوارہ ہے۔ یہاں ہر قسم کی جنگ و جدل ممنوع ہے۔ یہاں تو حیوانات اور نباتات بھی امن میں ہیں۔ ان کو تنگ کرنا اور اکھیڑنا حرام ہے۔ یہاں پر چند دنوں کا یہ عملی امن کا مظاہرہ ایک عالمی امن کے قیام کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔

اور اب بیرِ زم زم کا ذکر ہو جائے۔ بیرِ زم زم مقام ابراہیم سے جنوب کی سمت واقع ہے۔ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم کو خدا کی طرف سے حکم ہوا کہ حضرت ہاجرہ اور ان کے نوزائیدہ بچے حضرت اسمٰعیل کو سرسبز و شاداب سرزمین کنعان سے کسی دوسری جگہ

حرم مکی کا فضائی منظر

جنت البقیع

قبر حضرت امیر حمزہؓ

نتقل کر دیں۔ حضرت ابراہیم نے ان کو مکہ معظمہ کے ان پہاڑوں کے دامن میں لا بٹھایا جس کا نام ہی "وادی غیر ذی زرع" تھا۔ بیوی اور بچے کو خدا کے سپرد کرکے آپؑ رخصت ہو گئے۔ حضرت ہاجرہ بھی حکم خدا کے سامنے سرنگوں ہو گئیں۔ بھوکی پیاسی بی بی کے پستانوں میں دودھ بھی خشک ہو گیا۔ شیر خوار اسمٰعیلؑ بھوک اور پیاس سے تڑپنے لگے۔ حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں نکلیں پہلے صفا پہاڑی پر گئیں اور ہر طرف پانی کے لئے نظریں دوڑائیں۔ دور دور تک آبادی اور پانی کا نام و نشان نہ تھا' پلٹ کر آئیں اور مروہ پہاڑی پر گئیں لیکن وہاں سے بھی یہی کیفیت نظر آئی۔ بلکتے ہوئے بچے کو دیکھ کر سات بار دونوں پہاڑیوں کے درمیان چکر لگائے۔ تھک ہار کر بچے کی طرف آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ لطف خدا سے ایک صاف و شفاف چشمہ حضرت اسمٰعیلؑ کے پیروں کی طرف بہہ رہا ہے' خوش ہو گئیں۔ ماں بیٹے نے سیر ہو کر پانی پیا لیکن اب پانی تھا کہ بہتا چلا جا رہا تھا۔ خوف لاحق ہوا کہ پانی بہہ کر ضائع نہ ہو جائے۔ ریت اور پتھروں سے چشمہ کے گرد کنارے بنائے تاکہ پانی جمع ہو جائے' پھر پانی کو مخاطب ہو کر بے ساختہ کہا۔ زم' زم یعنی ٹھہر جا' ٹھہر جا' تب سے اسے زم زم کہتے ہیں۔

اللہ تعالٰی کو حضرت ہاجرہ کے سات چکر لگانے کا عمل پسند آیا۔ چنانچہ حجاج کرام پر بی بی ہاجرہ کی سنت' فرض قرار دے دی گئی۔ اس عمل کو مناسک حج میں شامل کر کے اسلام میں عورت کی عظمت اور مقام کو بھی واضح کر دیا کہ ایک عورت کے عمل کو جب تک بجا نہ لایا جائے گا--- حج باطل ہو جائے گا۔

دیارِ مکہ

حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہؑ کی بستی مکہ، تاریخی ہی نہیں ہمارے لئے ہر لحاظ سے مقدس و محترم ہے۔ مکہ اور اس کے مضافات کسی بھی مسلمان کے لئے مقناطیسی قوت رکھتے ہیں۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ وہ اس سرزمین کو دیکھے، جہاں ہادی برحق ﷺ پیدا ہوئے۔ جہاں آپ نے اپنا بچپن گزارا، لڑکپن گزارا، منہ زور جوانی کا دور بھی پارسائی اور امانت و صداقت کے عمدہ ترین نمونہ کی حیثیت سے گزارا۔ ہم لوگ مکہ کے گرد و نواح کو دیکھنا چاہتے ہیں جہاں آپ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ان راستوں پر چلیں جن پر چل کر آپ تجارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ ان مضافات کو دیکھیں جہاں آپ مولا علی کے ساتھ مل کر اہل قریش سے چھپ کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ شعب ابی طالب کو دیکھیں جہاں آپ نے اپنے قبیلہ کے ساتھ اذیت کے تین برس گزارے۔ طائف کو جانے والے ان راستوں کو دیکھیں جن پر آپ خدا کا پیغام لے کر زخموں سے چور چور آئے۔ وہ بابرکت پگڈنڈی دیکھیں جس پر چل کر آپ غار حرا کو جایا کرتے تھے۔ اس غار حرا کو جو دنیا میں عظیم ترین انقلاب کی دہلیز ثابت ہوا۔

دیار مکہ اور مضافات مکہ میں کتنے ایسے مقامات ہیں جو آپ سے نسبت رکھتے ہیں۔ جو آپ کی نسبت سے عظیم و برتر ہو گئے، زندہ و جاوید ہو گئے۔ ان سب کو دیکھنے کی تڑپ ہر مسلمان کے دل میں موجود ہوتی ہے۔

میرا جی چاہتا ہے کہ کاش کچھ ایسا انتظام ہو جائے کہ میں وہ تمام منظر بعینہٖ ویسے دیکھ سکوں جو چودہ سو سال پہلے تھے۔ وہی گلیاں، وہی در و بام، وہی فضائیں جو ان مقدس و مطہر

ہستیوں کے ہوتے ہوئے تھیں۔ کاش ہمارے بزرگوں کے آثار محفوظ رہ جاتے اور ہم ان میں گھوم پھر کر اس دور کا تصور کر لیتے لیکن سب کچھ مٹتا جا رہا ہے۔ بہر حال جو کچھ جس حال میں ہے اسے دیکھنے کی خواہش پوری کرنے کے لئے زیارات کا پروگرام بنا۔

انیس تاریخ کو صبح نو بجے مکہ کے مضافات میں زیارتوں کے لئے ہمارا کارواں دو بسوں میں روانہ ہوا۔ سب سے پہلے جبل نور پر گئے۔ جہاں غار حرا واقع ہے۔ جبل نور مکہ معظمہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کی چوٹی پر مقدس غار حرا ہے۔ ہدایت الٰہی کا نور یہیں سے ساری کائنات میں پھیلا۔ جہالت کی تاریکیاں دور ہوئیں۔ کائنات کے سربستہ راز بھی اسی غار میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہوئے۔ یہیں آپ منصب رسالت پر فائز ہوئے۔ آپ جب عمر عزیز کے چالیسویں برس میں داخل ہوئے تو تنہائی پسند ہو گئے۔ آپ کا زیادہ وقت غار حرا میں یاد الٰہی اور غور و فکر میں گذرتا۔ مسلسل کئی کئی روز غار حرا آپ کے وجود مسعود سے معطر رہتی۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ آپ کو کھانا اور پانی یہیں پہنچایا کرتیں تھیں۔ یہیں پر ماہ رمضان المبارک کی ایک مقدس رات جبرئیل امین قرآن پاک کی سورہ العلق کی ابتدائی آیات "اے نبی (ﷺ) اعلان کر دیجئے مالک ربوبیت کے نام سے جس نے (سب کائناتوں اور ان میں موجودات کو) پیدا کیا اور جس نے مہر و محبت سے پیدا کیا (اور اے نبی ﷺ) اعلان کر دیجئے کہ آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے تعلیم دی (اور) انسان کو وہ علم عطاء کیا جو وہ نہ جانتا تھا۔" (آیات 1-5 ترجمہ) لے کر حضور اقدس میں آئے اور پھر وحی کا سلسلہ شروع ہوا۔

غار حرا تک پہنچنے کی سعادت آئندہ پر اٹھا رکھنے کے بعد وہاں سے جبل رحمت پر پہنچے۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں حضرت آدم اور حوا کی ملاقات ہوئی تھی۔ روایت ہے کہ حضرت آدم سری لنکا سے حوا کی تلاش میں بالآخر یہاں پہنچے تھے۔ یہاں ہم نے چند تصاویر بنوائیں۔ جبل رحمت میدان عرفات میں واقع ہے۔ یہاں نویں ذوالحجہ کو حجاج کرام غروب آفتاب تک وقوف کا عمل بجالاتے ہیں۔ روایت ہے کہ یہاں پر حضرت آدم علیہ السلام

کی توبہ قبول ہوئی۔ ایک ستون کے ذریعے اس مقام کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جبل رحمت چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ یہاں سے مسجد نمرہ تک آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے اوپر چڑھنے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں' وہاں ایک چبوترہ ہے۔ یہاں حجاج کرام اور زائرین نوافل پڑھتے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ یہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور چودہ معصومین کے قیام کی جگہ ہے۔ یہاں آپ حضرات حج کے دوران وقوف کیا کرتے تھے۔ اس میدان کے ایک طرف جبل نور ہے۔ میدان عرفات میں اعلیٰ پیمانے پر شجرکاری کی گئی ہے۔ نیم کے درختوں پر مشتمل بلاک تھوڑے تھوڑے فاصلے پر لگائے گئے ہیں۔ ماحول کو بہتر بنانے کے لئے چھ سال قبل شروع ہونے والے منصوبے کے تحت نیم کے درخت اور فوارے لگے ہوئے ہیں۔ پودے اب درخت بن چکے ہیں۔ آنے والے برسوں میں یہ میدان ایک جدید نخلستان میں تبدیل ہو جائے گا۔ گھومنے والے فوارے جگہ جگہ کھمبوں پر نصب ہیں جن سے فضا میں پانی کی موجودگی ماحول کو خوشگوار بنا دیتی ہے۔ رات کو روشنی کے لئے سینکڑوں سرچ لائٹس نصب کی گئی ہیں۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر عورتوں اور مردوں کے لئے بیت الخلا بنائے گئے ہیں۔ الغرض اس میدان میں لاکھوں انسانوں کے لئے حتی المقدور بہترین انتظامات کئے گئے ہیں۔ اور ان میں مزید بہتری لائی جا رہی ہے۔

میدان عرفات سے ہمارا کارواں مسجد نمرہ پہنچا۔ جہاں سے عید الاضحیٰ کا خطبہ ساری دنیا میں نشر ہوتا ہے۔ یہ ایک عظیم الشان مسجد ہے۔ یہاں سے مزدلفہ اور منیٰ میں پہنچے۔ جو ساتھ ساتھ واقع ہیں۔ تینوں جمرات بھی دیکھے اور علاقے میں ہونے والی تیاریاں دیکھیں توقع ہے کہ انشاء اللہ اس بار عید الاضحیٰ شاندار ہوگی۔ واپس آتے ہوئے مسجد جن پہنچے۔ مسجد جن شارع مسجد الحرام پر واقع ہے۔ اس کا نام مسجد بیعت اور مسجد حرس بھی ہے۔ اسی مقام پر سورہ جن نازل ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں سے بیعت لی۔ تب یہ کھلا میدان تھا۔ اب خوبصورت مسجد بنا دی گئی ہے۔ دیگر مقامات کی طرح یہ مسجد بھی سرکار دوعالم کے کرم سے فضیلتوں کا مرکز ہے۔ اس کے قریب ہی جنت المعلیٰ ہے۔ جنت المعلیٰ کو مکہ مکرمہ میں وہی حیثیت حاصل ہے جو مدینہ منورہ میں جنت

البقیع کو ہے۔ حضرت ابو طالب، حضرت قاسم، حضرت خدیجہ اور دیگر برگزیدہ ہستیوں کے مزارات دیکھے۔ قبرستان بند ہے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ یہاں سے ہم ایک بار پھر جبل نور (جس پر غار حرا واقع ہے) پہنچے۔ اس دفعہ ہم جبل نور پر دوسری طرف سے گئے لیکن اس طرف سے بھی اوپر جانے کی اجازت نہ تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک عورت مخبری کرنے جا رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسی پہاڑ پر پتھر کا بنا دیا اس کا مجسمہ پہاڑ پر موجود ہے، لیکن ہمیں کہیں نظر نہ آیا۔

دو بجے دن کے بعد الحرم پہنچے۔ فجر اور ظہر کی قضا پڑھی، تاہم عصر باجماعت مل گئی، پھر دو طواف کیے۔ مغرب کی نماز باجماعت اور عشاء انفرادی طور پر پڑھ کر تقریباً آٹھ بجے واپس رہائش گاہ پر آئے۔ حرم کعبہ میں روز بروز انسانوں کا ہجوم بڑھتا جا رہا ہے اگرچہ کہا جا رہا ہے کہ ابھی دس فی صد حجاج بھی نہیں آئے، لیکن گراؤنڈ فلور پر تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ ایک بات میں کئی روز سے نوٹ کر رہا ہوں کہ حرم کعبہ کے اوپر کوئی پرندہ (سوائے ابابیل) پر نہیں مارتا۔ یہ پرندے صحن حرم میں زور و شور سے اڑتے نظر آتے ہیں، لیکن خانہ خدا کے اوپر وہ بھی جانے سے گریز کرتے ہیں۔ لگتا ہے کہ یہ پرندے آج بھی خانہ خدا کی حفاظت پر مامور ہیں اور کسی نازک گھڑی میں کنکریاں لانے کے لئے اللہ کے حکم کے منتظر ہیں۔ ابابیل کو دیکھ کر ہر مسلمان کو ابرہہ کے لشکر کی تباہی کا واقعہ اور سورہ فیل یاد آجاتی ہے۔

نوٹ: عربی زبان میں جھنڈ کو ابابیل کہتے ہیں۔

بیس مارچ کو صبح مکتب نمبر5 میں مولانا محمد حسین اکبر کے پاس جانے کے لئے اپنی رہائش گاہ سے نکلے۔ مکتب نمبر5 میں پہنچے تو پتہ چلا کہ قدیم شہر کی زیارات کے لئے صبح سات بجے نکل پڑے تھے۔ ہمیں چونکہ وقت کا صحیح علم نہیں تھا اس لئے تاخیر ہو گئی۔ بہرحال ہم بھی ان کے پیچھے باب السلام سے نکل کر مولود نبی صلی اللہ علیہ وسلم گئے جو آج کل کتب خانہ (لائبریری) بنا دیا گیا ہے۔ وہ اس وقت بند تھا۔ کوشش کی کہ قدیم شہر کے لئے کوئی گائیڈ مل جائے، لیکن کوئی صورت نہ بنی چنانچہ فیصلہ کیا کہ کعبہ شریف کا

طواف کر لیا جائے۔ اہلیہ ایک طواف صبح فجر کی نماز کے بعد کر چکی تھیں۔ ایک اور طواف کی سعادت حاصل کی۔ حطیم کے نیچے دعا مانگی۔ بیت اللہ کی پرنالہ والی دیوار کے سامنے گول دیوار کی اندرونی جگہ کو حطیم کہتے ہیں یہ حصہ خانہ کعبہ میں شامل ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں تعمیر کعبہ کے وقت کسی وجہ سے یہ جگہ خالی چھوڑ دی گئی تھی۔ یہاں نماز ادا کرنا خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کے برابر ہے۔ یہاں ہم نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت ادا کئے اور زم زم کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ کعبتہ اللہ کے دروازے کے قریب ہی شیشے کا ایک باکس ہے جس میں چاندی کے طشت سے ڈھکا ہوا ایک پتھر ہے اس پتھر پر حضرت ابراہیم کے پاؤں کے نقش ثبت ہیں۔ آپ نے اس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کعبہ فرمائی تھی۔ اسی جگہ کو مقام ابراہیم کہا جاتا ہے۔ طواف مکمل کرنے کے بعد یہاں دو رکعت نماز واجب الطواف ادا کی جاتی ہے۔

بیئر زم زم سے پانی پیا اور مسجد کی بالائی منزل پر چلے گئے۔ بالائی منزل پر آج پہلی بار آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی مسجد الحرام کا تصور کرتے رہے۔ توسیع شدہ مسجد میں اب آسانی سے تیس لاکھ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ انشاء اللہ حج کے دنوں میں اتنے افراد کا روح پرور منظر بھی دیکھیں گے اس عظیم الشان اجتماع میں دنیا بھر سے مختلف رنگ و نسل کے لوگ کشاں کشاں چلے آرہے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں روز بروز رونق بڑھتی جا رہی ہے۔ حرم شریف میں طواف اور نمازوں میں بڑھتا ہوا ہجوم اب واضح طور پر محسوس ہو رہا ہے۔ جتنا بھی وقت ملتا ہے ہم میاں بیوی خانہ کعبہ کی زیارت کرتے رہتے ہیں۔ کبوتر بڑی تعداد میں حرم کے باہر دانہ دنکا چگتے نظر آتے ہیں، لیکن کبھی حرم پاک پر پرواز کرتے نہیں دیکھا چھت پر بھی نہیں بیٹھتے۔ پرندوں میں احترام کی یہ کیفیت؟ سبحان اللہ، حرم کی دوسری منزل پر بھی اعلیٰ پائے کے انتظامات ہیں۔ صفائی تو بہرحال مثالی ہے۔ دوسری منزل سے بھی کعبتہ اللہ کی زیارت باآسانی کی جا سکتی ہے۔ حرم شریف کے چاروں طرف اونچی محرابوں والے دو منزلہ دالان ہیں اور ان کے درمیان مسجد الحرام کا صحن ہے اور صحن کے وسط میں خانہ کعبہ کے ساتھ ہی مقام ابراہیم اور حطیم ہیں۔ حطیم

بیت اللہ کے شمالی جانب متصل زمین کا وہ حصہ ہے جسے طواف میں شامل کرنا واجب ہے۔
کعبتہ اللہ کے شمالی جانب اس کے ایک کونے میں حجر اسود نصب ہے۔
سیاہ رنگ کا بیضوی شکل کا یہ پتھر تقریباً چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم کے ہاتھوں نصب ہوا۔ اس میں زرد رنگ کی لکیریں ہیں اور اس کا قطر تقریباً تیس سینٹی میٹر ہے۔ زمین سے اس کی بلندی تقریباً ڈیڑھ میٹر ہے۔ اسلامی روایات کے مطابق یہ پتھر آسمان سے نازل کیا گیا۔ جناب رسول اکرم نے ارشاد فرمایا۔ حجراسود کو سلام کرو۔ ہاتھ سے مس کرو۔ جو کوئی اس پتھر کو ہاتھ سے مس کرے گا یہ اس کی وفاداری کی گواہی دے گا۔ استلام حجراسود سے مراد' اسے مس کرنا یا چومنا ہے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "جس کسی نے حجراسود سے مصافحہ کیا اور اس سے اپنے ہاتھ کو مس کیا گویا اس نے اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کیا۔" طواف خانہ کعبہ اور حجراسود کو بوسہ دینا ہمیں تولیٰ کا درس دیتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے سورہ بقرہ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا۔ "خانہ کعبہ زمین میں میثاق خدا ہے جو کوئی اس کے پاس جائے ایسے ہے کہ اس نے خدا کے ساتھ عہد و پیمان کیا ہے اور جو کوئی اس سے دوری اختیار کرے ایسے ہے کہ اس نے خدا کے عہد سے کنارہ کشی کی۔"

طواف کی ترتیب سے اگلا کونہ رکن عراقی' تیسرا کونہ شامی اور چوتھا کونہ رکن یمانی ہے۔ بیت اللہ کا وہ حصہ جو حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان ہے ملتزم کہلاتا ہے۔ اس مقام پر دعا خاص طور پر قبول ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ دونوں ہاتھ سر کے اوپر سیدھے بچھا کر اپنا سینہ مبارک دیوار سے ملا کر رخسار پاک بھی دیوار پر رکھ کر رو رو کر دعائیں مانگی تھیں۔

اب ان مقامات کے بارے میں ڈاکٹر علی شریعتی کے ارشادات سن لیجئے:

حجر الاسود--- ایک پتھر ہے۔ ایک اشارہ یہ ہے۔ "ہاتھ" کا سیدھے ہاتھ کا مگر کس کا--- اللہ کے سیدھے ہاتھ کا!

الحجر الاسود یمین اللہ فی ارضہ O

خدا نے اپنے سیدھے ہاتھ کو تمہارے سامنے کھول دیا ہے' اب تم بھی اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے ساتھ بیعت کرلو اور اس کے معاہد بن جاؤ۔ اپنے تمام پچھلے عہد و پیمان کو توڑ دو' ان سب کو منسوخ کر دو' اپنا ہاتھ زر' زور' مکر و فریب' زمین کے خداؤں' قبائلی سرداروں' اشراف قریش' "مالکان بیوت" اور ان سب کی بیعت سے اٹھالو--- اور آزاد ہو جاؤ۔

یداللّٰہ فوق ایدیھم ○

اللہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ پر محسوس کرو۔ اسے مس کرو' یہ ہاتھ ان ہاتھوں پر ہے جنہوں نے تمہارے ہاتھ کو اپنی بیعت پر باندھ لیا ہے۔

مقام ابراہیم:

گرداب طواف سے باہر آؤ' اسی نقطہ سے جہاں سے تم نے اپنے آپ کو اس میں ڈال دیا تھا۔ جہاں سے تم غروب ہوئے' ڈوبے' اب تم اپنی خودی کے اسی افق سے پھر طلوع ہو رہے ہو۔

ابراہیم کے جائے پا پر اپنا قدم رکھو۔ اللہ کے روبرو کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو۔ ابراہیم صفت' آگ میں کود پڑو۔ جہل و جور کی آگ میں تاکہ خلق خدا کو اس آگ سے بچا سکو۔ اس آگ میں جو ہر اس ذمہ دار انسان کی سرنوشت میں ہے جس پر نور و نجات کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

لیکن--- خدائے توحید' نمرودیوں کی آگ کو ابراہیمیوں پر گلزار کرتا ہے۔ ابراہیم جب اس مقام پر پہنچے تھے تو اپنی جدوجہد بھری زندگی کے تمام مراحل سے گزر چکے تھے اور اب تمام مراحل سے گزر کر وہ یہاں کھڑے تھے۔ سر پر بڑھاپے کی برف پڑی ہے۔ عمر کے اس آخری حصے میں جو ایک مکمل تاریخ بن گئی ہے۔ اب وہ خانہ کعبہ کی تعمیر پر مامور ہیں۔ حجر اسود نصب ہو رہا ہے۔ خانہ خدا کی تعمیر ہو رہی ہے۔ دست خدا مصروف کار ہے۔ اسمٰعیل مددگار بنے ہوئے ہیں اور پتھر لا لا کر باپ کو دے رہے ہیں۔ باپ اس پتھر پر کھڑے ہو کر گھر کی دیواریں بلند کر رہے ہیں' گھر بن رہا ہے۔

ابراہیم نے اپنے یا اسمٰعیل کے لئے سائبان بنانے کی بجائے لوگوں کے لئے گھر بنایا۔
بے یار و مددگار افراد کے لئے سائبان کا انتظام کیا۔

تم بھی ابراہیم صفت زندگی گزارو اور اپنے دور میں کعبہ ایمان کے معمار بنو۔"

ہم میاں بیوی بالائی منزل پر بیٹھے حرم پاک کی ایک ایک مقدس اینٹ کو دیکھ رہے تھے۔ روحانی آسودگی کے ان لمحات میں' میں آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا اور مسجد کی توسیع پر غور کرتا رہا۔ توسیع شدہ حصے اور قدیم حصہ میں ایک فرق محسوس ہوا۔ توسیع شدہ حصے میں دو دو مینار اور رسول اکرم کے زمانے کی مسجد پر ایک مینار ہے۔ اس طرف چونکہ صفا اور مروہ بھی ہیں اس لئے توسیع ممکن نہ تھی۔ البتہ صفا اور مروہ کے راستے کو چھت کے ذریعے ڈھانپ دینے کی وجہ سے چھت کا حصہ بھی مسجد میں شامل ہو گیا ہے' لیکن اس کی سطح کچھ بلند ہے اسی انہماک میں آنکھ لگ گئی۔ اچانک لاؤڈ سپیکر پر دیو ہیکل پھونک کی آواز نے جگا دیا۔ یہ پھونک نماز کا وقت شروع ہونے سے دس پندرہ منٹ پہلے ماری جاتی ہے تاکہ لوگ نماز کی تیاری اور وضو وغیرہ اطمینان سے کر لیں۔ ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھ کر ہم حرم سے نکلے۔ کھانا کھایا اور اپنے کمرہ میں آرام کی خاطر لیٹ گئے۔ آج رات مولانا اکبر اپنے ہیڈ کوارٹر پر دعائے کمیل کروا رہے ہیں اس لئے ہم نے اپنے باقی پروگرام منسوخ کر دیئے۔ ساڑھے آٹھ بجے کھانا کھایا اور نو بجے دعائے کمیل میں شرکت کی۔ یہ مشہور دعاؤں میں سے ہے۔ علامہ مجلسی نے اسے بہترین دعا کہا ہے اور اسے دعائے حضرت خضر علیہ السلام قرار دیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ کمیل بن زیاد جو آپ کے خاص احباب میں سے تھے کو تعلیم دی اور فرمایا کہ اگر اسے پندرہ شعبان اور ہر شب جمعہ پڑھا جائے تو دشمنوں کے شر سے تحفظ ملتا ہے۔ رزق کے دروازے کھلتے ہیں اور گناہوں سے بخشش ملتی ہے۔ دعائے کمیل کے بعد مولانا کے ساتھ صبح نو بجے زیارات کا پروگرام بنایا اور واپس چل پڑے۔ آج رات ناروال ہوٹل میں زندگی کے "مشکل ترین" کباب کھائے۔ معلوم نہیں یہ کباب کس جانور کے گوشت سے بنے ہوئے تھے اور کب کے بنے رکھے تھے۔ سعودیہ میں حفظان صحت کے اصولوں پر سختی سے عمل ہوتا

مسجد نمرہ

مسجد مشعر الحرام

ہے۔ لیکن ہمارے اپنے وطن کے بھائی تو جہاں بھی گئے داستان چھوڑ آئے۔
اکیس مارچ کو جشن نو روز تھا۔ کاروان منہاج الحسین نے بلڈنگ نمبر 65 میں مجلس کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ اسی طرح دیگر کاروان بھی اپنی اپنی قیام گاہوں پر جشن منا رہے تھے۔
گزشتہ روز کاروان حیدری کے ایک ساتھی انتقال کر گئے۔ ان کا سوئم بھی آج دوپہر ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین! آج مولانا اکبر کی معیت میں ایک بار پھر مسجد جن اور قبرستان معلّی کی زیارت کی۔ قبرستان کھلا تھا۔ قبروں کے نشان صاف ہیں بلکہ یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ قبرستان کے ابتدائی حصہ میں اندر سے پکی قبروں کو صاف کر کے تیار رکھا گیا ہے۔ آج کل تدفین کا طریقہ کار یہ ہے کہ جو جنازہ بھی آتا ہے اسے پہلے سے تیار قبر میں دفن کرنے سے پہلے میت پر کیمیکل چھڑک دیا جاتا ہے۔ چنانچہ لاش چند دنوں میں ہی تحلیل ہو جاتی ہے۔ اس طرح جدید مکہ' لندن اور نیویارک کی لاش مکاؤ مہم میں بازی لے گیا ہے۔ اس قبرستان میں خانوادہ رسول اور کئی بزرگ ہستیوں کی قبریں ہیں جو الگ الگ حصہ میں ہیں۔ اس حصہ کو دیواریں بلند کر کے لوہے کی ڈبل جالیاں لگا کر بند کر دیا گیا ہے۔ قبرستان کے باہر انگریزی' عربی اور اردو تحریروں پر مشتمل ایک بڑا بورڈ آویزاں ہے۔ جس میں زائرین کو شرک کی تفصیل سے آگاہ کیا گیا ہے۔ مولد نبی ﷺ بھی کعبہ شریف اور صفا و مروہ کے دوسری طرف بس اسٹاپ کے ساتھ ایک لائبریری کی شکل میں موجود ہے۔ جو بند رہتی ہے۔ ادھر بس سٹینڈ' ٹیکسی سٹینڈ اور دو رویہ سڑک ہے۔ مولد نبی کی یہ حالت افسوس ناک ہے۔ مولانا اکبر کے ساتھ آج عمرہ کا پروگرام تھا۔ رات نو بجے مسجد عائشہ جسے مسجد تنعیم بھی کہتے ہیں' اور جو مکہ شہر میں عمرہ کے لئے ایک میقات ہے۔ وہاں اجتماعی طور پر پہنچے۔ یہ مقام مکہ سے سات کلومیٹر کے فاصلہ پر مدینہ کے راستے میں واقع ہے۔ شمال کی سمت میں یہ حرم کی آخری حد ہے۔ حاجیوں کی سہولت کے لئے مسجد عائشہ سے متصل کافی تعداد میں نہایت عمدہ اور صاف ستھرے غسل خانے بنے ہوئے ہیں تاکہ لوگ یہاں غسل یا وضو کر کے عمرہ کا احرام باندھ سکیں۔ ہم سب نے غسل کر کے احرام باندھا۔ چھ رکعت نماز پڑھی۔ عمرہ کی نیت کی تلبیہ

کہتے ہوئے حرم پاک میں دس بجے رات پہنچ گئے۔ مولانا اکبر کسی وجہ سے نہ آسکے چنانچہ
مولانا نقوی کی قیادت میں عمرہ کیا۔ انہوں نے نہایت احسن طریقے سے یہ عمرہ مکمل کرایا۔
میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ میں نے یہ عمرہ جناب رسالت مآب کی نیابت میں کیا تھا اس لئے
بڑے سکون اور اطمینان سے تمام مراحل طے ہو گئے۔ پانچ گھنٹے تک مجھے کوئی ذہنی یا
جسمانی کوفت نہ ہوئی جبکہ بعض اوقات دو گھنٹے گزارنا مشکل ہو جاتے ہیں۔ یہ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم کا اعجاز ہے۔ ان کی اس عطا پر میں جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ یہ عمرہ
رات دو بجے ختم ہوا۔ چنانچہ فیصلہ ہوا کہ بقیہ رات بھی حرم میں گزاری جائی۔ یوں باقی
رات اللہ کی یاد اور زیارت کعبہ میں گزاری۔ تہجد کی اذان ہوئی تو سجدہ ریز ہوئے پھر سوا
پانچ بجے فجر کی نماز باجماعت پڑھی۔ ساڑھے سات بجے کے قریب طواف سے فارغ ہو کر
پنجابی ہوٹل میں حلوہ پوری اور نان پائے کا ناشتہ کیا۔ اب تھکن غالب آرہی تھی چنانچہ
واپس اپنے کمرہ میں آکر احرام اتارا اور آرام کرنے لیٹ گئے۔

بائیس مارچ کو شام چھ بجے دوبارہ حرم پہنچنے کا ارادہ تھا کہ آج دو طواف کریں گے۔
پہلا طواف مکمل کیا تھا کہ مغرب کی اذان ہو گئی۔ چنانچہ پہلے نماز مغرب باجماعت ادا کی پھر
مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز طواف پڑھی آب زم زم کے کنویں کے پاس بیٹھ گئے۔ یہاں
کاروان منہاج الحسین کے ارکان نے جمع ہونا تھا۔ مولانا اکبر اور دیگر ساتھیوں کا انتظار
کرنے لگے۔ نماز عشاء سے تھوڑی دیر پہلے مولانا تشریف لے آئے۔ اذان عشاء کے فوراً
بعد آب زم زم کے کنویں کے قریب قبلہ رو ہو کر مولانا نے دعا کرائی۔ تہہ خانے میں
چشمہ کے پاس سب نے پیش امام کے پیچھے باجماعت نماز پڑھی۔ مولانا نے بتایا کہ مطوف
نے جو کارڈ ہمارے لئے جاری کرنا تھے وہ ابھی تک نہیں ملے چنانچہ بقیہ طواف ملتوی
کرکے مطوف کے دفتر بلڈنگ نمبر 65 میں پہنچے۔ کارڈ تلاش کئے ایک تصویر مزید پیش کی۔
اب معلم کا کہنا تھا کہ کل رات عشاء کے بعد آپ تمام لوگوں کو مدینہ بھیج دیا جائے گا۔
اس پر طے ہوا کہ کل صبح ایک عمرہ مزید کیا جائے۔

تیئس مارچ کو صبح تین بجے اپنے روم میٹ اصغر علی کو ساتھ لے کر میقات، مسجد

تنعیم پہنچے۔ یہ مقام کبھی شہر سے باہر ہوا کرتا تھا' لیکن مکہ مکرمہ اس طرح پھیلا ہے کہ حرم پاک سے سات کلومیٹر دور یہ میقات اب شہر کے وسط میں واقع ہے۔ نیت کرکے احرام باندھا اور 2+6 رکعت نماز پڑھ کر ٹیکسی میں فجر کی نماز سے پہلے حرم پہنچ گئے۔ عمرہ کا طواف کیا۔ طواف مکمل ہوتے ہی اذان ہو گئی۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد نماز طواف عمرہ ادا کی اور پھر صفا مروہ کی سعی کے لئے صفا سے طواف شروع کیا۔ سعی کے بعد خانہ کعبہ کا طواف زیارت کیا۔ دو رکعت نماز اور پڑھی اور گزشتہ روز کے التوا شدہ طواف مکمل کئے ان کی نمازیں بھی اکٹھی ادا کیں۔ آج بلڈنگ نمبر65 میں روزانہ منعقد ہونے والی مجلس میں مولانا آغا موسوی صاحب نے مکہ سے مدینہ کے سفر کے حوالے سے گفتگو فرمائی۔ مسائل و فضائل حج کے ساتھ ساتھ سعودی حکومت کے مظالم کا مختصر تذکرہ ہوا۔ حکومت نے اہل بیت کی دشمنی میں کون کون سے متبرک مقامات صفحہ ہستی سے مٹا دیئے ہیں' ان کی تفصیل بیان ہوئی۔ اسلام کے مایہ ناز اور عظیم الشان ورثہ کو تقریباً مٹا دیا گیا ہے۔ اور مسلسل اس پر کام ہو رہا ہے۔ مکہ میں موجود چند بڑے متبرک' تاریخی اور مذہبی مقامات جیسے مولد نبی ﷺ جو اب کتب خانہ کی صورت میں بند رہتا ہے' کی کسمپرسی دیکھ کر دل غم سے پھٹا جاتا ہے۔ پھر حرم کے اندر نمازیوں کے ساتھ بھی روا رکھا جانے والا رویہ انتہائی افسوسناک ہے۔ خصوصاً ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے والوں کے ساتھ بدتمیزی کا کھلا مظاہرہ ہوتا ہے۔ وردیوں میں ملبوس خدمت گار' شاہی جاہ و جلال' شان و شوکت' یہ کرو یہ نہ کرو' اِدھر سے گزرو اُدھر نہ جاؤ--- اللہ کے نام پر اللہ کے گھر کو یرغمال بنانے کے مترادف ہے۔ وہ تمام مساجد جن کو بہ امر مجبوری دوبارہ بنانا پڑا' وہ سارا سال بند رہتی ہیں۔ وہاں نمازیں نہیں ہوتیں۔ مکہ شہر میں پانی نہیں۔ خشک پہاڑ ایک عظیم الشان شہر کو جنم دے چکے ہیں' لیکن پانی خال خال ہی محدود مقدار میں دستیاب ہے۔ جو شہر کی ضروریات کے لئے ناکافی ہے۔ زم زم واحد چشمہ ہے جو حضرت ہاجرہ کے کہنے پر ٹھہرا ہوا پانی ہے۔ یہ حرم کے اندر لاکھوں آدمیوں کی پیاس بجھاتا ہے اور ختم ہونے میں نہیں آتا۔ مکہ شہر میں ہر بلڈنگ کو پانی ٹینکرز کے ذریعے فراہم کیا جاتا ہے۔ ایک میڈیم سائز ٹینکر دو

سو پچاس ریال میں آتا ہے۔ ٹرالر چار سو پچاس ریال میں ملتا ہے۔ یہ ٹرک اور ٹرالر جدہ سے آنے والے پانی کو مکہ شہر کے باہر بنے ہوئے ایک بڑے ٹینک سے بھر کر لاتے ہیں۔ جدہ سے یہ پانی سمندری پانی صاف کر کے پلانٹ سے فراہم کیا جاتا ہے۔ سنا ہے مدینہ میں بھی پانی کا کچھ ایسا ہی انتظام ہے۔ مکہ شہر میں پولیس کا زبردست کنٹرول ہے۔ لوگ خوف کے مارے احکامات کی تعمیل بلاچوں چرا کرتے ہیں۔ اذان شروع ہونے سے چند منٹ پہلے بازار بند ہو جاتے ہیں۔ اس دوران دکاندار ادھر ادھر ہو جاتے ہیں۔ نماز کے بعد پھر وہی دھندہ شروع ہو جاتا ہے۔ حرم میں نماز باجماعت میں ہجوم ہوتا ہے۔ مکہ سے ایک مکمل اردو اخبار "اردو نیوز" بھی شائع ہوتا ہے۔ آج تیئس مارچ ہے۔ وطن میں آج یوم پاکستان منایا جا رہا ہے۔ روایتی قسم کی تقریبات ہو رہی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ پاکستان میں عوامی اور سرکاری حلقوں میں خلوص' وطن دوستی اور قوم پرستی کے جذبات بیدار کر دیں۔ آمین! آج رات نو بجے کے بعد ہمارا قافلہ مدینہ کو کوچ کرے گا۔

جبل رحمت' میدان عرفات'

چوتھا باب

سوئے مدینہ

مکہ سے مدینہ کو کوچ اور وہ بھی رات کو... یہ ایک چھوٹا سا جملہ لکھنے کے بعد ذہن میں واقعات اور خیالات کی ایک یورش ہو رہی ہے۔ کبھی ذہن کے پردے پر روضہ اقدس کی جھلک ابھرتی ہے اور حاضری کے شرف کی تکمیل قریب آنے کا احساس طمانیت بخشتا ہے اور کبھی تاریخ کے اوراق سے ہجرت نبوی کے واقعات تمام تر جزئیات کے ساتھ تصور میں اترتے آ رہے ہیں۔ ہادی برحق پر کیا وقت آن پڑا تھا۔ مکہ میں دعوت حق کے جواب میں تلواریں نیام سے باہر آجاتی تھیں۔ شعب ابی طالب کے اندوہ کے بعد سفر طائف کے زخم تازہ ہیں۔ کفار مکہ اب "قتل" کے علاوہ کسی بات پر راضی نہیں۔ جس رات کفار مکہ نے ﷺ کے در دولت کا محاصرہ کیا اسی رات بارگاہ ایزدی سے ہجرت کا حکم آگیا۔ رسالت مآب نے حضرت علی کو اپنے بستر پر سلایا کہ فرض امانت ادا کر کے میرے بعد اہل مکہ کی امانتیں واپس کر کے اہل و عیال کے ساتھ مجھے مدینہ چلے آنا... اور خود حضرت ابوبکر ؓ کے ہمراہ سفر ہجرت پر نکل پڑے اور اسی ہجرت نے ایک عظیم الشان اسلامی تمدن کی بنیاد رکھی۔ خانہ کعبہ پر نظر پڑی تو فرمایا...

"مکہ تو مجھے ساری دنیا سے زیادہ عزیز ہے مگر تیرے فرزند مجھے یہاں نہیں رہنے دیتے۔" پھر مدینہ منورہ کے در و بام اس نوید جانفزا سے گونج اٹھتے ہیں کہ رحمتہ للعالمین تشریف لا رہے ہیں۔ پوری بستی دیدہ و دل فرش راہ کئے ہوئے ہے۔ سرور عالم مدینہ کے افق پر بدر منیر بن کر طلوع ہوئے۔ تمام شہر تکبیر کی روح پرور صدا سے گونج اٹھا۔ مدینہ منورہ اس کائنات میں مکہ مکرمہ کے بعد فضیلت و مرتبت میں سرفراز ہو گیا۔ اس کے

نصیب محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کی قدم بوسی سے فلک ناز ہو گئے۔

کتابوں میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ کا قد میانہ تھا لیکن آدمیوں کے مجمع میں آپ سب سے زیادہ بلند معلوم ہوتے تھے۔ چہرہ مبارک کا رنگ گندمی تھا جس میں کوٹ کوٹ کر ملاحت بھری ہوئی تھی۔ آپ کا سر مبارک بڑا تھا۔ بال کالے تھے' آپ پٹے رکھتے تھے اور سر کے بیچ میں مانگ نکلی رہتی تھی۔ آپ کے کان نہ تو بہت بڑے تھے اور نہ بہت چھوٹے۔ دیکھنے میں بہت خوش نما معلوم ہوتے تھے۔ آپ کی بھنویں جڑی ہوئی تھیں لیکن ایک باریک رگ دونوں میں حد فاصل تھی۔ آنکھیں بڑی روشن اور خوش رنگ تھیں۔ سپیدی میں سرخ رنگ کے ڈورے پڑے ہوئے تھے۔ پتلیاں سیاہ تھیں' رخسار مبارک نرم اور پر گوشت تھے۔ آپ کے دندان مبارک سفید اور چمکدار تھے۔ بات کرنے میں ان کی چمک بجلی کی سی ہوتی تھی۔ دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

چہرے پر متانت رہتی۔ اظہار مسرت' مسکرا کر کرتے۔ کبھی بلند آہنگ قہقہہ نہیں لگاتے تھے۔ اس طرح کے قہقہوں کو پسند بھی نہیں فرماتے تھے۔ بعض اوقات عمدہ اور نفیس قسم کا مذاق بھی کر لیا کرتے۔ نفاست اور طہارت میں ایک مثال تھے۔ خوشبو پسند کرتے تھے۔ ایسی اکمل اور احسن شخصیت جو مخلوق نہیں خالق کی بھی پسندیدہ تھی' مدینہ کی قسمت سنوارنے کو اور مدینہ کو پہلی اسلامی مثالی ریاست بنانے کو مکہ چھوڑ آئی--- جس کے بارے میں خود ان کا کہنا تھا کہ--- مکہ تو مجھے ساری دنیا سے زیادہ عزیز ہے۔

ہمارے قافلے کی روانگی رات تقریباً گیارہ بجے ہوئی۔ مکہ سے مدینہ کا فاصلہ تقریباً تین سو میل ہے۔ جدید سہولتوں کی بدولت سفر آرام دہ ہے۔ بشرطیکہ آپ کے پاس سواری اچھی ہو۔ ڈبل لائن کی دو رویہ موٹروے ہے جس پر کوئی دھکا یا جھٹکا نہیں لگتا۔ بدقسمتی سے ہمارے قافلہ کی تمام بسیں 1979ء ماڈل کی تھیں۔ ان کی نشستیں تنگ اور تکلیف دہ تھیں' لیکن قہر درویش بر جان درویش' سفر کا مقصد چونکہ اعلیٰ و خوبصورت تھا اس لئے یہ مسائل بہت معمولی تھے۔ لیکن محض اس خیال سے قلمبند کر رہا ہوں کہ سفر کی ہر بات سفرنامے کی امانت ہوتی ہے۔ رات دو بجے ایک بیابان میں پہنچے۔ جنریٹروں نے

گنبد خضریٰ

جنگل میں منگل بنا رکھا تھا۔ یہاں حاجات ضروریہ سے فارغ ہوئے اور آگے چل دیئے صبح پانچ بجے مدینہ چیک پوسٹ پر پہنچ گئے۔

دن کا اجالا پوری طرح وادی مدینہ کو منور کر رہا تھا۔ ہمارے دونوں طرف کھجوروں کے جھنڈ عرب سرزمین کا قدیم نقشہ ذہنوں میں بیدار کر رہے تھے۔ اچانک بس میں مولانا اکبر کی آواز گونجی۔ انہوں نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے بتایا کہ مدینے کی پہلی زیارت آپ کے دائیں ہاتھ پہ آنے والی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک پہاڑی نما ٹیلہ اور وادی ہمارے پہلو میں تھے۔ مولانا نے بتایا کہ یہ میدان بدر ہے۔ جہاں کفر اور اسلام کے درمیان پہلی معرکہ آرائی ہوئی تھی اور رسول اکرم اپنے تین سو تیرہ جاں نثاروں کے ساتھ قریشیوں کے ایک ہزار جنگجوؤں پر غالب رہے تھے۔ اسی میدان میں شہدائے بدر کے مدفن بھی ہیں۔

ماضی کے جھروکوں سے تاریخ اسلام کے اولین اوراق منظر بن کر جھانکنے لگے۔ ہم سب ہجرت کے بعد پہلے عشرہ میں پیش آنے والے واقعات میں کھوئے ہوئے تھے کہ مولانا نے ایک مقام پر ربذہ واسطہ کے بارے میں بتایا۔ ربذہ واسطہ کے مقام پر عظیم اور جلیل القدر صحابی رسول حضرت ابو ذر غفاری دفن ہیں جن کو حق گوئی اور بے باکی کے جرم میں مدینہ بدر ہونا پڑا۔ یہ مظلوم صحابی ربذہ کے بیابان میں دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ ان کے بارے میں رسول اکرم نے فرمایا تھا۔ "اس زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے ابوذر" سے بڑھ کر کوئی سچا نہیں۔"

ماضی اور حال میں ڈوبتے ابھرتے ہم سورج نکلنے تک مدینہ شہر میں داخل ہو چکے تھے۔ ہم لوگ سٹیشن روڈ پر واقع احمدی بلڈنگ نمبر 3 میں پہنچ گئے۔ آدھ گھنٹہ میں کمرے الاٹ ہو گئے۔ صاف ستھری جگہ ہے۔ حرم نبوی قریب ہے۔ بمشکل دس منٹ کا راستہ ہو گا۔ طے پایا کہ ساڑھے تین بجے اکٹھے حرم شریف جائیں گے۔ پھر زیارات اور نماز مغربین کے بعد واپسی ہوگی۔ چنانچہ آرام کے لئے لیٹ گئے۔ راستے کی تھکن دور ہوئی بلکہ حاضری کے شوق نے تھکن کو کافور کر دیا۔ غسل کیا اور ٹھیک ساڑھے تین بجے حرم

شریف کو روانہ ہوگئے۔ اذان راستے میں ہی ہو گئی۔ ہر راستے اور گلی سے مختلف رنگ و نسل کے لوگوں کا ایک سیلاب تھا کہ حرم کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ عورتیں' مرد' جوان' بوڑھے سب کے سب ایک ہی سمت میں اور ایک ہی لگن میں رواں دواں تھے۔

ہم لوگ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے۔ آپ ہی آپ درود و سلام ہونٹوں پر مچل گئے۔ اب ہم اس مقام مقدس پر تھے جہاں آنے کی آرزو ہر مسلمان کو تمام عمر رہتی ہے۔ یقیناً حج کے بعد زندگی کی ایک اور بڑی سعادت سرور کائنات کے روضہ اقدس کی زیارت ہے۔ مسجد نبوی کی روح پرور فضا مشام جاں معطر کر رہی تھی۔ اس خوبصورت عمارت کو دیکھ کر فن تعمیر یا ذوق تعمیر متاثر نہیں کرتا بلکہ کچھ ناقابل بیان کیفیت طاری ہو جاتی ہے--- دیکھتے ہی دیکھتے مسجد' صحن مسجد' آگے پیچھے دائیں بائیں تمام سڑکیں اور راستے نمازیوں سے بھر گئے۔ عصر کی نماز شروع ہوئی۔ پھر نفل پڑھے' نماز شکرانہ پڑھی' نماز زیارت پڑھی۔

مسجد نبوی چونکہ رسالت مآب اور بی بی فاطمۃ الزہرہ کا گھر بھی ہے۔ اس لئے داخل ہونے سے پہلے اجازت لی۔ زیارت مولانا اکبر صاحب نے پڑھائی۔ نماز کے بعد روضہ رسول تک پہنچنے کی کوشش کی لیکن ناممکن ہو گیا۔ پولیس نے راستہ بند کر دیا۔ روضہ رسول کی حالت اندر اور باہر سے ایک جیسی ہے۔ ایک معمولی بلب تک نہیں لگایا گیا۔ ضریح کے آگے الماریاں رکھ کر قرآن شریف کے نسخے رکھ دیئے گئے ہیں۔ حرام' حرام' بدعت بدعت کی آوازیں لگا کر لوگوں کو ان الماریوں سے دور رکھا جاتا ہے۔ بلکہ جھڑک کہ نکال دیا جاتا ہے۔ تمام دنیا سے آئے ہوئے لوگ نبی کریم کے مہمان ہوتے ہیں یہ مہمان بے چارے دل مسوس کر رہ جاتے ہیں۔ آقائے دوجہان کے در پر انہیں در و دیوار کے لمس سے محروم رکھا جاتا ہے۔ یوں وہ "قابضین" کے ظلم و جبر کے چشم دید گواہ بنتے چلے جا رہے ہیں۔ مسجد نبوی میں توسیع کے بہانے قدیم مدینہ منورہ کے تمام محلے منہدم کر دیئے گئے ہیں۔ کاش! ہم وہ منظر دیکھ سکتے جو مدینے کے والی کے دور میں تھا۔ ہمیں ان عظیم الشان عمارتوں سے کیا سروکار' ہم تو اس مدینہ کے سپنے اپنی آنکھوں میں سجائے ہزاروں میل کا سفر طے کر کے آتے ہیں جو سادگی کی معراج ہے۔ کاش وہ گلیاں وہ در و بام

جوں کے توں محفوظ رکھے جاتے جہاں آقائے نام دار اور ان کے احباب نے شب و روز گزارے جنہیں اپنے لمس سے سرفراز کیا۔ حاضری کی سعادت حاصل کرنے والوں کی تعداد میں یقیناً وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا چلا گیا اور مزید ہوتا جا رہا ہے' لیکن کچھ ایسا انتظام ہونا چاہئے تھا' کچھ ایسا سامان ہونا چاہئے تھا کہ مقامات مقدسہ کو چھیڑے بغیر انتظامات میں وسعت لائی جاتی۔ یہ صورت کم از کم مدینہ منورہ اور مضافات میں پائے جانے والے دیگر مقامات متبرکہ کے لئے تو ممکن تھی' لیکن سب کچھ مٹتا جا رہا ہے۔

جنت البقیع کے گرد اونچی اونچی دیواریں بنا دی گئی ہیں۔ ان دیواروں میں جالیاں لگی ہیں۔ اندر راستوں کے لئے پگڈنڈیاں بنا دی گئی ہیں۔ آج کل نماز فجر کے بعد ایک گھنٹہ کے لئے اور عصر کے بعد دو گھنٹوں کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ زائرین کو پولیس کی نگرانی میں صرف پگڈنڈیوں پر چلنے کی اجازت ہے۔ کسی قبر کو ہاتھ لگانے یا وہاں زیادہ دیر کھڑے ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ میر کارواں کی سربراہی میں ہم نے زیارتیں کیں۔ انہوں نے بتایا کہ کون کہاں مدفون ہے۔ ورنہ قبروں پر کسی قسم کا کوئی کتبہ نہیں۔ مولانا اکبر صاحب کے پاس موجود کتاب میں درج تفصیلات سے رہنمائی ہوتی رہی۔ کتاب کے مطابق ہم نے زیارتیں پڑھیں۔ شرطوں کی ڈانٹ ڈپٹ سہتے اور خون کے آنسو روتے وہاں سے نکلے۔ اس طویل و عریض جنت البقیع میں اگر کوئی ذی روح آزادی سے گھوم پھر سکتا ہے تو وہ کبوتر ہیں۔ جن کے لئے وہاں زائرین دانہ دنکا ڈالتے رہتے ہیں یا پھر سعودی شرطے اور سفید کپڑوں اور لال رومالوں میں سرکاری اہل کار جو حرام حرام اور بدعت بدعت کہتے پھرتے ہیں۔ دنیا بھر کے زائرین اس صورت حال پر بہت دکھی ہوتے ہیں اور اپنی اپنی زبانوں میں سعودیوں کے اس ظلم و جبر پر اپنی نفرت اور برہمی کا اظہار کرتے ہیں۔ سعودی حکمران ایک ایک کر کے خاندان رسالت کی تمام نشانیاں مٹاتے چلے جا رہے ہیں۔ معلوم نہیں انہیں کس نے اس بات کا یقین دلا رکھا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش نہیں ہونا۔

روضہ رسول اور جنت البقیع کی زیارت کے بعد رہائش گاہ پہنچے تو دلوں میں خوشی اور

غمی دونوں طرح کے جذبات گڈمڈ ہو رہے ہیں۔ خوشی اور اطمینان اس بات کا ہے کہ مدینہ کی حاضری ممکن ہوئی۔ کرب کی ایک لہر اس لئے اٹھتی ہے کہ ہم اپنے جذبات مجروح ہونے پر اندر ہی اندر زخمی ہو رہے ہیں۔ بہرطور اپنے آپ کو سنبھالا کہ یہ مقام احترام ہے۔ کھانا کھانے کے بعد سونے کے لئے لیٹے تو ذہن پھر سے ماضی کے شب و روز میں لے گیا۔ رسول اکرم کا مدینہ پہنچنا اور قیام کا فیصلہ کرنے کے لئے اپنی اونٹنی قصویٰ کو آزاد چھوڑ دینا--- میزبانی کے لئے انصار مدینہ پروانوں کی طرح شمع رسالت پر منڈلا رہے تھے' لیکن آپ کا یہی ارشاد تھا "میری اونٹنی قصویٰ کو چھوڑ دو' جہاں اللہ رب العزت کا حکم ہو گا وہیں ٹھہرے گی۔" اور پھر یہ شرف حضرت ابو ایوب انصاری کو حاصل ہوتا ہے۔

مدینۃ النبی میں پہلی مسجد تعمیر ہو رہی ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان کے سامنے ناہموار قطعہ زمین بلامعاوضہ پیشکش کے باوجود دس دینار میں خرید لیا جاتا ہے کہ یہ جگہ دو یتیم بچوں کی ہے۔ جگہ خرید کر ارشاد فرمایا کھجور کے درخت کاٹ دو اور ٹیلوں کو برابر کر دو۔ کھجور کے درخت کاٹ کر قبلہ کی سمت دیوار کی طرح کھڑے کر دیئے گئے۔ چند روز تک اسی حالت میں آپ نے نماز ادا فرمائی پھر اس کی تعمیر کا انتظام فرمایا۔ مسجد نبوی کی بنیاد آپ نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔ صحابہ کرام تعمیر مسجد کے لئے اینٹیں' گارا اور پتھر اٹھا کر لاتے۔ آپ بھی بنفس نفیس صحابہ کرام کے ساتھ تعمیر مسجد میں مصروف رہے۔ تعمیر مسجد کے وقت رسول اکرم نے یہ دعائیہ اشعار پڑھے۔ (ترجمہ)

آخرت کے آرام کے علاوہ کوئی آرام نہیں

اے اللہ انصار و مہاجرین پر اپنی رحمت فرما

حضرت علیؑ یہ شعر پڑھتے۔ (ترجمہ)

وہ فرد جو گرد و غبار میں اٹا ہوا

اس کے مقابلے میں اس شخص کی کیا حیثیت ہے

جو دور کھڑا صرف دیکھ رہا ہے

جبکہ بقیہ مسلمانوں کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے۔ (ترجمہ)

ہم سب بیٹھے رہیں اور پیغمبر اکرم مشغول کار ہوں
یہ تو ہمارے لئے صریح گمراہی کا سبب ہو گا

ابتداً مسجد کا رخ (قبلہ) شمال کی جانب یعنی بیت المقدس کی سمت تھا' لیکن دو ہجری میں تحویل کعبہ کا حکم آیا تو قبلہ کعبتہ اللہ کی سمت مقرر کر دیا گیا۔ چودہ سو سال پہلے یہ مسجد بہت سادہ تھی۔ تعمیر میں کھجور کے تنے اور پتے استعمال ہوئے تھے۔ بارش ہوتی تو چھت ٹپکتی رہتی اور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ گیلی زمین پر ہی بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو جاتے۔ چنانچہ صحن میں کنکر بچھا دیئے گئے۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آرام فرماتے تو جسم مبارک پر کنکروں کے نشان پڑ جاتے بعد میں وقت کے ساتھ ساتھ اس کی توسیع و تزئین ہوتی گئی اور اب یہ ایک دیدہ زیب مسجد ہے۔ جو خوبصورتی اور وسعت دونوں میں کمال رکھتی ہے۔ مسجد نبوی کے بارے میں سوچتے سوچتے آنکھ لگ گئی۔

پچیس مارچ کی صبح تین بجے وضو کر کے حرم شریف روانہ ہوا۔ ارادہ تھا کہ پہلے پہنچوں تاکہ اچھی جگہ مل سکے لیکن جب باہر نکلا تو دیکھا ہر راستے پر رسالت کے پروانے مجھ سے پہلے سوئے حرم رواں دواں تھے۔ تین بج کر پندرہ منٹ پر وہاں پہنچا تو حرم کے دروازے بند تھے۔ لوگ ہزاروں کی تعداد میں ہر دروازے پر جمع تھے' میں بھی "باب جبریل" کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ساڑھے تین بجے دروازہ کھلا۔ عشاق کا ایک ریلا ٹھاٹھیں مارتا ہوا اندر داخل ہوا۔ سب کے سب روضہ رسول کے قریب جگہ حاصل کرنے کے آرزومند تھے' میں بھی دوڑا اللہ نے مدد کی مجھے روضہ رسول کے سامنے چبوترے اور روضہ کے درمیان مناسب جگہ مل گئی۔ میں نے پہلے نماز زیارت نبی کریم اور بی بی فاطمہ پڑھی۔ پھر مزید نفل پڑھتا گیا۔ اذان تہجد ہوئی۔ تہجد کے نوافل پڑھے اور درود شریف کا ورد کیا۔ اتنے میں اذان فجر ہوئی۔ نماز فجر اور نوافل ادا کئے۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ تسبیح اور رومال روضہ رسول کی جالی سے مس کرنا تھے جب کہ وہاں موجود شرطے اور سفید کپڑوں والے اہلکار ایسا کرنے سے روکتے تھے۔ میں نے نماز ختم ہونے کے بعد پہلی صف اور روضہ رسول کے درمیان سے نکلنے کی کوشش کی اور زبردستی تسبیح اور رومال کو روضہ

مبارک کی دیوار اور الماریوں سے مس کرتا ہوا باہر نکل آیا۔ نگہبان منع کرتے رہے۔ عربی اور اردو میں "بدعت" سے روکتے رہے' لیکن میں انہیں ہاتھوں سے ایک طرف ہٹاتا روضہ مبارک کے دوسری طرف چلا آیا۔ یہاں ایک اور منظر دیکھا۔ روضہ نبوی کے آگے چار فٹ چوڑی اور دو فٹ اونچی چوکی پر کار خاص کے لوگ براجمان تھے۔ جہاں سے اندر کا منظر کسی حد تک نظر آتا تھا۔ چونکہ اندر اندھیرا تھا اس لئے چیزیں صاف طور پر دکھائی نہیں دے رہی تھیں۔ دراصل اندھیرا دانستہ طور پر رکھا جاتا ہے۔ حرام حرام' چلو چلو کی ڈانٹ اور اللہ اللہ کرو کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ روضہ مبارک کا طواف روکنے کے لئے یہاں راستے بند ہیں۔ لوگوں کو جھڑک کر نکال دیا جاتا ہے۔ لیکن مجھ پر اللہ تعالٰی کا خاص کرم اور نبی پاک کی نظر ہو گئی تھی۔ میں اپنے مقصد میں کامیاب رہا اور روضہ مبارک کی جالی چھو کر شاد کام تھا۔ یہ سعادت ہر ایک کو تو نہیں ملتی۔ احساس تشکر سے میں آبدیدہ تھا۔ انشاء اللہ کل دوسرے مقدس مقام پر نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

آج مسجد نبوی کی زیارت تفصیل سے ہوئی ہے۔ اس کا ذکر ڈائری میں درج کر رہا ہوں۔ مسجد نبوی میں باب جبریل سے داخل ہوں تو بائیں ہاتھ پر ایک حجرہ نظر آتا ہے۔ یہ حضرت بی بی فاطمہ کا گھر تھا۔ اس کے فوراً بعد بائیں ہاتھ پر ریاض الجنتہ ہے۔ اس کے بارے میں حدیث مبارک ہے۔ "جو جگہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک ہے۔" یعنی یہ جگہ حقیقت میں جنت کا ایک ٹکڑا ہے جو اس دنیا میں منتقل کیا گیا ہے اور قیامت کے دن یہ ٹکڑا جنت میں چلا جائے گا۔ اسی ریاض الجنتہ میں حضور سرور کونین کا مصلٰی بھی ہے۔ جہاں آپ کھڑے ہو کر امامت فرمایا کرتے تھے۔ اس جگہ اب ایک خوبصورت محراب بنی ہوئی ہے۔ جو محراب نبوی کہلاتی ہے' عمر بن عبدالعزیز نے جب مسجد نبوی کی توسیع کی تو اس جگہ میں محراب بنوا دی۔ یوں تو مسجد نبوی کا چپہ چپہ نور افشاں ہے مگر ریاض الجنتہ کے وہ سات ستون جنہیں سنگ مرمر کے کام اور ستھری میناکاری سے نمایاں کر دیا گیا ہے۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ ستون روضہ اقدس کی
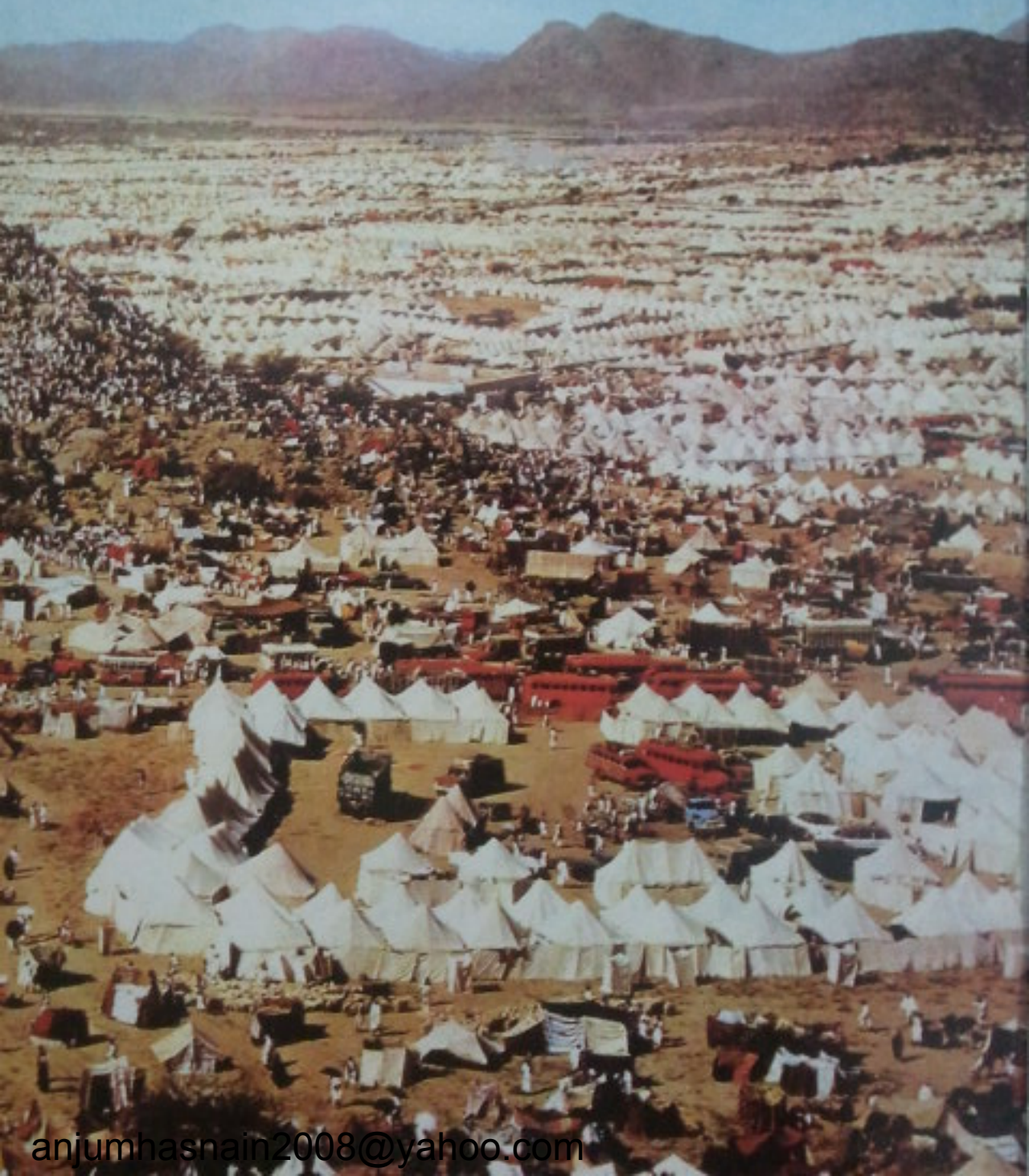
روضہ مطہرہ

مغربی دیوار کے ساتھ سفید رنگ کے ذریعے ممتاز کئے گئے ہیں۔ ستون حنانہ محراب النبی کے قریب ہے۔ حضور انور ﷺ اس ستون کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ یہیں وہ کھجور کا درخت دفن ہے جو لکڑی کا منبر بن جانے کے بعد آپ کے فراق میں بچوں کی طرح رویا تھا۔ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ وہاں لوگوں کو نماز پڑھنے کی فضیلت کا علم ہو جائے تو وہ قرعہ اندازی کرنے لگیں۔ اس جگہ کی نشاندہی حضرت عائشہ نے فرمائی تھی۔ اب وہاں ستون عائشہ بنا دیا گیا ہے۔ ستون ابولبابہ وہ جگہ ہے جہاں ان صحابی کا قصور معاف ہوا۔ انہوں نے خود کو اس ستون سے باندھ لیا تھا۔ جس جگہ نبی رحمت باہر سے آنے والے وفود سے ملاقات فرماتے تھے وہاں بنائے گئے ستون کو ستون وفود کہتے ہیں۔ ستون سریر کے مقام پر رسول اکرم اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ رات کو یہیں آپ کے لئے بستر بچھا دیا جاتا تھا۔ جس جگہ پر حضرت علیؑ اکثر نماز پڑھایا کرتے تھے اور رسول اکرم کی پاسبانی کرتے تھے اس مقام پر بنائے گئے ستون کو ستون علی اور ستون حرس کہتے ہیں۔ نبی کریم جس جگہ پر تہجد کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ اسے ستون تہجد کہتے ہیں۔ یہ تمام ستون مسجد کے اس حصہ میں ہیں جو آپ کے تصرف میں رہا۔ ان مقامات پر نوافل ادا کرنے اور استغفار کرنے کا لطف ہی اپنا ہے۔ مسجد نبوی کے چھ محراب ہیں۔ منبر کے بائیں جانب واقع محراب کو محراب النبی کہتے ہیں۔ دوسرا محراب قبلہ سمت والی دیوار میں واقع ہے اس کو محراب عثمانی کہا جاتا ہے۔ محراب سلیمانی منبر نبی کے مغرب میں واقع ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آرام گاہ کے باہر حجرہ فاطمہؑ کے ساتھ پشت کی جانب ہے۔ پانچواں محراب، محراب تہجد کے جنوب میں نبی اکرم کی آرام گاہ کے اندر واقع ہے۔ اسے محراب فاطمہؑ کہتے ہیں۔ چھٹا محراب حرکتہ الاغوات کے شمال میں واقع ہے۔

مسجد نبوی کے مینار حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں بنائے گئے تھے۔ اسی دور میں مسجد کی تعمیر اور توسیع کی گئی تھی۔ مسجد نبوی کے پر وقار مینار آپ نے تصاویر میں عموماً دیکھے ہوں گے۔ مسجد کے جنوب مغرب میں ایستادہ مینار کو باب السلام کا مینار کہا جاتا ہے۔

جنوب مشرق میں رئیسہ مینار ہے۔ سلیمانیہ مینار مسجد کے شمال مشرق میں ہے۔ مجیدیہ مینار شمال مغرب میں واقع ہے۔ جدید توسیع کے بعد کئی اور مینار بھی بنا دیئے گئے ہیں۔

مسجد نبوی کے 41 دروازے ہیں۔ بیشتر دروازوں پر نمبر نظر آتے ہیں۔ معروف دروازوں کے نام باب النساء' باب جبریل' باب البقیع' باب الرحمت اور باب السلام ہیں۔ جنوبی حصہ قبلہ رخ ہے چنانچہ وہاں دروازے نہیں بنائے گئے۔

اور اب کچھ ذکر گنبد خضرا کا ہو جائے۔ روضہ اقدس کے اوپر سبز گنبد مسلمانان عالم کے لئے تقدس کی علامت ہے۔ اس کا تصور مسلمانوں کے دل میں بستا ہے۔ ہر مسلمان اس کی زیارت کی سعادت کے لئے بے چین رہتا ہے۔ 678 ہجری میں سب سے پہلے الملک منصور القلاون نے روضہ انور پر ایک گنبد بنایا جو نیچے سے مربع اور اوپر سے آٹھ گوشوں کا تھا۔ اسے لکڑی کے تختوں اور سیسے کی پلیٹوں سے بنایا گیا ہے۔ 886 ہجری میں الملک اشرف قائت بائی نے مسجد کی تعمیر اور مرمت کی سعادت حاصل کی۔ اس تعمیر کے وقت گنبد کا رنگ سفید تھا۔ چنانچہ اسے قبۃ البیضا کہا جاتا تھا۔ 888 ہجری میں روضہ اقدس میں پیتل کی نہایت خوبصورت جالیاں لگوائی گئیں اور اس میں باب الرحمت قبلہ کی جانب ایک جھروکہ' باب فاطمہؓ اور باب التجد بھی بنوائے' لیکن کچے فرش کو تبرکا جوں کا توں رکھا گیا۔ دسویں صدی ہجری کے وسط میں سلطان سلیمان رومی نے روضہ اقدس کا فرش سنگ مرمر کا بنوایا جو آج تک موجود ہے۔ روضہ اقدس (مقصورہ شریف) کا طول 16 میٹر یا تقریباً 52 فٹ اور عرض 15 میٹر تقریباً 49 فٹ ہے۔ چاروں گوشوں میں سنگ مرمر کے بڑے بڑے ستون چھت تک بلند ہیں۔ 980 ہجری میں سلطان سلیم ثانی نے روضہ اقدس کا قابل رشک گنبد بنوایا جسے رنگین پتھروں اور زردوزی سے مزین کیا گیا گنبد کی پشت پر اپنا نام بھی کندہ کرایا۔ 1233 ہجری میں سلطان محمود نے گنبد کو از سرنو تعمیر کرایا۔ پہلے گنبد کا رنگ سفید تھا مگر 1255 میں سبز رنگ میں تبدیل کر دیا گیا۔ تب سے اسے گنبد خضرا کہتے ہیں۔ یہی وہ گنبد خضرا ہے جو نعت گو حضرات کا موضوع سخن اور عاشقان رسول کے خوابوں کی تعبیر ہے۔

آج مسجد نبوی سے جب واپس الاحمدی بلڈنگ پہنچا تو بیگم روضہ رسول کی زیارت اور مسجد نبوی میں عبادت کے لئے جا چکی تھیں۔ روضہ مبارک اور مسجد نبوی کے اندر خواتین کے داخلے کی اجازت نہیں' ایک مخصوص جگہ مسجد میں خواتین کے لئے ہے جبکہ خانہ خدا کعبہ شریف میں ایسی کوئی پابندی نہیں۔ اس تضاد کا جواب بھی سعودی حکمران ہی دے سکتے ہیں۔ مجھے تو چور کی داڑھی میں تنکے کا معاملہ لگتا ہے۔ گیارہ بجے کے قریب بیگم واپس آگئیں۔ کھانا وغیرہ کھایا اور سو گئے۔ نماز ظہر کے لئے کارواں کے ایک ساتھی خواجہ اظہر صاحب کے ساتھ پروگرام بن گیا۔ چنانچہ پھر حرم پاک میں پہنچ گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر سات ستونوں' چبوترا اذان بلال' منبر رسول اور ریاض الجنتہ سے ہوتے ہوئے باہر آئے۔ بے پناہ رش کی وجہ سے اب کھڑے ہونے کی بھی گنجائش نہ تھی۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے مختلف رنگ و نسل کے لوگ طویل و عریض صحن مسجد میں اور باہر گھوم پھر رہے تھے۔ وہاں سے ہم جنت البقیع کی طرف نکل گئے اور زیارات پڑھیں۔ آج کل جنت البقیع کے باہر اور اوپر والے حصہ میں جانے پر کوئی پابندی نہیں البتہ اندر جانے کے لئے فجر کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ اور عصر کے بعد دو گھنٹوں کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ جنت البقیع میں کہاں کون مدفون ہے۔ آنے والے زائرین کی اکثریت ناواقفیت کی بنا پر سوالیہ نشان بنی پھرتی ہے۔ لوگ ایک دوسرے سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔ جنت البقیع میں یہ ہستیاں آرام فرما ہیں:

1- حضرت عبداللہؑ والد مکرم رسول اکرم ﷺ
2- حضرت فاطمہ بنت اسد مادر حضرت علی علیہ السلام
3- حضرت ابراہیم فرزند رسول ﷺ
4- رسول اکرم ﷺ کی پھوپھیاں (صفیہ اور عاتکہ)
5- شہداء احد
6- حضرت عباس ابن عبدالمطلبؑ
7- حضرت عقیل ابن ابی طالبؑ

8- حضرت امام حسین علیہ السلام

9- حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

10- حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

11- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

12- حضرت حلیمہ سعدیہؓ

13- حضرت ام البنین فاطمہ کلابیہ مادر حضرت عباس علمدار

14- عثمانؓ بن عفان ودیگر اصحاب

15- امہات المومنینؓ ودیگر عظیم ہستیاں

16- حضرت اسماعیل ابن امام جعفر صادق علیہ السلام

17- حضرت عبداللہ روضہ رسول میں مدفون ہیں۔

مسجد شجرہ

سایۂ رحمت

چھبیس مارچ کو بذریعہ بس مدینہ کی زیارات کا پروگرام تھا۔ بسیں ساڑھے سات بجے آنا تھیں، لیکن نہ آئیں چنانچہ پروگرام تبدیل کر کے اجتماعی طور پر پیدل زیارات کا فیصلہ کیا۔ تقریباً سبھی زیارات اڑھائی میل کے احاطہ میں تھیں، سب سے پہلے "مسجد مباہلہ" گئے۔ اب اسے سرکاری طور پر مسجد اجابیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ پرانی مسجد گرا کر نئی تعمیر ہو رہی ہے۔ یہیں وہ مشہور مباہلہ ہوا تھا جس میں عیسائیوں اور یہودیوں کے بزرگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ امام حسنؑ، امام حسینؑ، حضرت علیؑ اور بی بی فاطمہ کو دیکھ کر اپنی شکست تسلیم کر لی تھی اور کہا تھا کہ جو چہرے ہم دیکھ رہے ہیں انہوں نے اگر بددعا دی تو عیسائیت اور یہودیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔ آج کل یہ مسجد شاہراہ کے نہایت اہم حصہ میں نمایاں ہے۔ آج ہی اس پر ایک نیا بورڈ آویزاں کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق اب مسجد مباہلہ کا نیا نام مسجد بنو معاویہ رکھ دیا گیا ہے۔ یہاں سے ہمارا کاروان بیت الحزن گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ والوں نے حضرت علیؑ سے شکایت کی تھی کہ بی بی فاطمہ زہرہ سے کہیں کہ وہ اپنے رونے کا وقت مقرر کر لیں تاکہ ہمارے آرام میں خلل نہ پڑے۔ ان کے رونے سے ہمارے دل دہل جاتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے آپ کو شہر سے دور جنگل کے کنارے ایک کمرہ بنا دیا تھا۔ یہاں صبح کو آپ بی بی فاطمہ کو چھوڑ جاتے اور شام کو گھر لے جاتے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں کالے پہاڑ پر بی بی کے پیروں کے نشان، پتھر پر کمر کے نشان اور گھوڑے کے سموں کے نشانات تھے۔ زائرین انہیں دیکھنے کے لئے دور دراز سے آیا کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں کربلا سے لٹ لٹا کر آنے والے قافلہ نے پڑاؤ کیا تھا اور جہاں آسمان سے دستر خوان اترا تھا۔ بیت الحزن سے ہوتا ہوا ایک راستہ عراق کی طرف بھی جاتا ہے۔ اسی راستے سے سادات کے نوجوانوں کو قیدی بنا کر بغداد روانہ کیا جاتا تھا۔ اہل بیت پر کیے گئے۔ مظالم کی داستانیں سن کر اور اپنی آنکھوں سے شواہد دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا رہا۔ مسجد نبوی کے ساتھ ملحقہ محلّہ بنو ہاشم کا صفایا کر دیا گیا ہے اس محلّہ کا کچھ حصہ تو مسجد کے صحن میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جب کہ باقی کے نیچے تہہ خانے میں پارکنگ اور بیت الخلاء بنا دیئے گئے ہیں۔ بالائی حصہ کھلا فرش رکھا گیا ہے تاکہ زائرین بعد از نماز تبادلہ خیال کر سکیں۔ اس صحن میں بی بی فاطمتہ الزہرہؑ کا گھر تھا جہاں وہ شادی کے بعد آ کر رہی تھیں۔ یہاں ایک "مسجد استغاثہ" تھی جس کو گرا دیا گیا ہے۔ اس میدان کے آخر میں "مسجد غمامہ" ہے یہ پہلی مسجد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ کے طور پر بنوائی تھی۔ اس مسجد میں پہلی نماز عید آپ ﷺ نے پڑھائی تھی۔ یہی وہ مسجد ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ عید کے موقعہ پر مدینہ کے لوگ اچھے اچھے کپڑے پہن کر اپنی سواریوں پر آ رہے تھے۔ حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے ضد کی ہم بھی سواری پر جائیں گے۔ ﷺ نے دونوں کو اپنے کندھوں پر بٹھا لیا جس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیا اچھی سواری ہے؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "عمرؓ یہ کیوں نہیں کہتے کہ کیا اچھے سوار ہیں۔" یہاں قریب ہی مسجد ابو بکرؓ ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ﷺ کے آخری دنوں میں حضرت ابو بکرؓ یہاں بیٹھ کر تنہائی میں مستقبل کے پروگرام بنایا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی مسجد علیؓ ہے۔ اسی جگہ حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد حضرت علیؓ کو خلافت ان کی شرائط پر پیش کی گئی۔ ساتھ ہی ایک باغ تھا جس کا مالک یہودی تھا۔ حضرت علیؓ وہاں مزدوری کیا کرتے تھے۔ ایک روز کسی فقیر نے کھانا کھانے کے لئے صدا لگائی پھر اس نے سوچا کہ یہ تو خود مزدوری کر رہا ہے بھلا میری کیا مدد کرے گا۔ حضرت علیؓ اس کی کیفیت کو بھانپ گئے۔ آپ نے اسے بلایا اور کہا سامنے پہاڑ پر جا وہاں ایک رسا بندھا ہے اسے کھول کر لے جا۔ فقیر نے حکم کی تعمیل کی۔ جب وہ رسا لے

کر چلا تو اونٹ کی مہار نکلی' ایک کے پیچھے دوسرا اونٹ بندھا چلا آ رہا تھا۔ فقیر حیران رہ گیا۔ مولا کے پاس آیا اور پوچھا کیا یہ اونٹ میرے لئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں تیرے لئے ہیں۔ اس طرح وہ فقیر غنی ہو گیا کہتے ہیں کہ اگر وہ فقیر مڑ کر نہ دیکھتا تو اونٹوں کی قطار ختم نہ ہوتی۔ بہر طور اسے ستر اونٹ مع سامان خوردونوش مل گئے۔

ستائیس مارچ کو کارواں بس پر روانہ ہوا سالار کاروان مولانا محمد حسین اکبر ہیں۔ پہلا پڑاؤ "میدان احد" ہے۔ سامنے احد کا مشہور پہاڑ ہے۔ جبل احد مدینے سے تین کلومیٹر جانب شمال ہے۔ جس کے دامن میں اسلام کی بقا کے لئے حضور اکرم ﷺ نے کفار کے مقابلے میں خون ریز جنگ میں مسلمانوں کی قیادت کی۔ ایک بڑے احاطہ میں حضرت حمزہ اور شہدائے احد کی اجتماعی قبریں ہیں۔ احاطہ کے گرد لوہے کی گرل ہے۔ جب کہ مرکزی دروازے کو حکومت نے ویلڈنگ سے مستقلاً بند کر رکھا ہے۔ ہم نے گرل سے قبروں کی زیارت کی۔ حضرت حمزہ کی قبر لمبی ہے۔ لاہور میں موجود نوگزے کی قبر سے بھی لمبی۔ ہر طرف زائرین شہدائے احد کو ہدیہ عقیدت پیش کر رہے تھے۔ اس پہاڑ کے بالمقابل درے کو روکنے کے لئے ایک پہاڑی ٹیلہ ہے جس پر نبی اکرم ﷺ نے تیراندازوں کو ہر حال میں اپنی جگہ موجود رہنے کا حکم دیا تھا' لیکن دشمن کو شکست کھا کر بھاگتے دیکھا تو وہ یہ سوچ کر نیچے آگئے کہ مال غنیمت ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ ٹیلہ خالی دیکھ کر خالد بن ولید جیسا بیدار مغز کمانڈر کفار کا ایک دستہ لے کر درے سے حملہ آور ہو گیا اور اسلامی لشکر کو شدید نقصان پہنچایا۔ جنگ جیتنے کے لئے مسلمانوں کو بھاری قربانی دینا پڑی۔ احد کے پہاڑ میں وہ غار واضح طور پر نظر آتا ہے۔ جس میں کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے جنگ کی کمان فرمائی۔ عسکری نقطۂ نظر سے آپ ﷺ کی بصیرت اور جنگ کے بارے میں آپ کا علم حیرت انگیز ہے۔ اسی غار کے اوپر سے دشمن نے ایک بڑا پتھر آپ ﷺ پر پھینکا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ہوا میں معلق ہو گیا تھا۔ اسی جنگ میں آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے اور منافقوں نے یہ خبر مدینہ میں پھیلا دی کہ آپ ﷺ رحلت فرما گئے ہیں۔ یہ سن کر بی بی فاطمہؑ گھبرا کر میدان احد کو چل پڑیں۔ راستے میں حضرت

علیؑ نے انہیں بتایا کہ حضور ﷺ خیریت سے ہیں۔ اسی میدان میں احد کا مشہور کنواں تھا جسے آپ ﷺ نے کھدوایا تھا اس کا پانی بہت میٹھا تھا' لیکن حکومت نے وہ کنواں بھی بند کر دیا ہے۔ نشان بھی باقی نہیں۔ اسی میدان میں ذوالفقار حیدری اتری تھی۔

غزوہ احد میں درہ سے کفار کے حملہ کے بعد حضرت علی علیہ السلام رسول اکرم کی ناقابل تسخیر ڈھال بن کر داد شجاعت دے رہے تھے۔ آپؑ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ جبرئیلؑ جنت سے ذوالفقار لائے اور آپؑ نے اس جنگ کو فتح میں بدل ڈالا۔ جبرئیلؑ نے مولائے کائنات کی شجاعت دیکھ کر زمین اور آسمان کے درمیان قصیدہ پڑھا:

لا فتیٰ الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار

حضرت علیؑ کو غزوہ احد میں 80 زخم آئے۔ رسول پاک کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ ستر مسلمان اسلام پر قربان ہو کر شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے اس غزوہ کے اہم ترین واقعات میں سے ایک رسول مقبول کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہؑ کی شہادت ہے۔ مادر معاویہ زوجہ ابوسفیان ہندہ نے حضرت حمزہ کی نعش مبارک کو مثلہ کیا اور آپ کے جگر کو چبایا۔ آنحضرت نے گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے حضرت حمزہ پر گریہ کیا۔ ستر تکبیریں نماز جنازہ پڑھیں۔ غزوہ احد کا میدان مسلمانوں کو آج بھی یہ سبق دے رہا ہے کہ اپنے اطراف کے تمام دروں پر پہرہ سخت کرو ورنہ فتح شکست میں بدل سکتی ہے۔ میدان احد میں ہی تیر اندازوں کا وہ ٹیلہ بھی موجود ہے' جہاں سے لشکر اسلام کے سپاہی حضرت حمزہ سید الشہداء کے حکم سے تیراندازی کرتے رہے۔

اسی میدان میں سید سجادؑ اور امام جعفر صادقؑ کے مکانات تھے۔ جن کا اب نام و نشان باقی نہیں رہا۔ یہاں ایک مسجد بنا دی گئی ہے۔ پہاڑ کے دامن میں آبادی بڑھتی جا رہی ہے کچھ عرصہ کے بعد شاید بچے کھچے آثار بھی ناپید ہو جائیں۔ اسی میدان کے ایک بڑے اور اہم حصہ پر پولیس نے امریکہ اسٹائل میں ایک ہیڈ کوارٹر قائم کر رکھا ہے۔ یہاں سے کاروان مسجد قبلتین کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں مزرعہ عثمانؓ مسجد آئی۔ یہیں حضرت عثمانؓ نے مسلمانوں کے لئے بیئر رومہ نامی میٹھے پانی کا کنواں خریدا تھا۔ یہاں کھجور کا ایک

چھوٹا سا باغ ہے۔ دو قبلوں والی مسجد کے بارے میں بہت کچھ پڑھ سن رکھا تھا اب ہماری نظروں کے سامنے تھی۔ یہ مسجد بھی نئے سرے سے تعمیر کی گئی ہے۔ روایت ہے کہ یہاں دو رکعت نماز کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔ یہ اب ایک وسیع و عریض مسجد ہے۔ جب ہم یہاں پہنچے تو ظہر کی نماز کے لئے جماعت ہو رہی تھی۔ تصور کیا کہ وہ منظر کیسا ہوگا جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اس خواہش کو پورا کیا کہ مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ بنا دیا جائے دوران نماز جبکہ دو رکعت پڑھی جا چکی تھیں اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے نبی کریم کو بشارت دی اور آپ نے دوران نماز قبلہ کا رخ تبدیل کیا۔ اسی لئے اس کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ یہاں بھی زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ یہاں سے مقام خندق پہنچے۔ یہاں مسجد بی بی فاطمہ زہراؑ مسجد حضرت علیؑ (جہاں بیٹھ کر رسول اکرم ﷺ نے جنگ خندق کی کمان فرمائی۔) مسجد سلمانؓ، مسجد ابوبکرؓ، مسجد عمرؓ وغیرہ سات مساجد ہیں۔

یہاں سے کچھ فاصلہ پر ایک چار دیواری ہے جس پر لکھا ہے کہ یہ مسجد روشمس ہے اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے تھے۔ اس دوران نماز کا وقت گزر گیا جب آپؐ کی آنکھ کھلی تو آپؐ نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ نماز پڑھ لی۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا آپ سو رہے تھے اس لئے صرف اشاروں میں پڑھی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اشارے سے سورج کو واپس پلٹایا اور حضرت علیؑ نے باقاعدہ نماز پڑھی۔ یہ زیارت گاہ اس واقعہ سے منسوب ہے، لیکن یہاں کے آثار بتا رہے ہیں کہ یہ نشان بھی مٹا دیا جائے گا۔ یہاں سے چند منٹ کی مسافت پر باغ سلمان فارسیؓ ہے جس کی باقیات کچھ درخت ہیں ورنہ باغ کا زیادہ تر حصہ حکومت نے کاٹ کر جلا دیا ہے۔ اس کارروائی کا پس منظر یہ ہے کہ لوگ یہاں کی کھجوروں اور کھجور کے پتوں کو جمع کر کے لے جاتے تھے اور شفا پاتے تھے۔ اسی جگہ پر وہ مشہور کنواں بھی تھا۔ جس کا پانی کھاری ہونے کی وجہ سے پینے کے قابل نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن پھینک کر اس کو کھاری سے میٹھا بنا دیا تھا۔ مذکورہ باغ پہلے شمعون نامی ایک یہودی کی ملکیت تھا۔ حضرت سلمان فارسی اس کے غلام تھے۔ رسول اکرمؐ نے یہودی کو

ان کی آزادی کے لئے کہا تو یہودی نے معجزہ دکھانے کے لئے کہا۔ آپ نے حضرت علیؑ کو کھجور کی چند گٹھلیاں دیں جو زمین میں بوئی گئیں تو فوراً درخت بن گئیں۔ یہودی کا اس پر بھی اطمینان نہ ہوا اس نے مطالبہ کیا کہ اس پتھر کو سونے میں تبدیل کر دیں۔ آپ نے پتھر کو سونے میں تبدیل کر دیا یہ معجزے دیکھ کر یہودی نے نہ صرف حضرت سلمان فارسی کو آزاد کر دیا بلکہ یہ باغ بھی ان کی ملکیت میں دے دیا۔ اس باغ کے قریب ہی سید سجادؑ کا ایک گھر تھا جو اب نہیں ہے۔ اس جگہ سے ہمارا قافلہ باغ فدک پہنچا۔ اس باغ کا ایک دروازہ ہوا کرتا تھا۔ جو اب نہیں ہے۔ بہت سے عمارتیں بن چکی ہیں لیکن کھجوروں کے درخت ابھی موجود ہیں۔ باغ آج بھی موجود ہے لیکن مختصر کر دیا گیا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ باغ کسی وقت خیبر تک پھیلا ہوا تھا۔ اسی باغ کے حوالے سے بہت سی باتیں کتابوں میں مذکور ہیں۔ اس کے باوجود سیاسی انتقام کی یہ بدترین مثال ہے۔ اس باغ کے باہر "مسجد فضیخ" ہے۔ ایک بار حضور کو کسی نے خبر دی کہ کچھ بدباطن افراد یہاں جمع ہوتے ہیں اور شراب پیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؑ کو ساتھ لیا اور ان کی سرکوبی کو چل پڑے۔ ان لوگوں کو بھی پتہ چل گیا کہ حضور ﷺ آ رہے ہیں انہوں نے دل سے توبہ کی اور عہد کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آج ان کی عزت بچالی تو آئندہ وہ زندگی بھر شراب کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ شراب کے برتن انہوں نے گڑھا کھود کر اس میں دبا دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کے ذریعے حضور کو پیغام بھیجا کہ ان لوگوں کی توبہ قبول کر لی گئی ہے۔ آپ نے وہاں پہنچ کر لوگوں کو بتایا کہ ان کی توبہ قبول ہو چکی ہے۔ لوگوں کے اصرار پر تصدیق کے لئے گڑھا کھدوایا گیا تو شراب سرکہ میں بدل چکی تھی۔ وہ گڑھا آج بھی صحن مسجد میں موجود ہے۔ یہاں مقام جبرئیل بھی ہے۔ اس مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب کئی گنا بتایا جاتا ہے۔ تھوڑے سے فاصلے پر "آبیار علیؑ" ہے۔ یہ بھی کھجور کا ایک قدیم باغ ہے۔ یہاں کے لوگوں کو پانی کی قلت کا سامنا تھا۔ یہ پریشانی حضرت علیؑ کے علم میں لائی گئی۔ آپ نے اس جگہ سات مختلف مقامات پر نیزے مارے' ان مقامات پر کنویں کھدوائے گئے جن سے شیریں اور صحت بخش پانی نکلا۔ اس باغ کو حکومت نے ختم کرنے کی بہت کوشش کی ہے

لیکن کسی مومن کی وجہ سے کچھ حصہ بچ گیا ہے۔ لوگ زیارت کے لئے بڑی تعداد میں آتے ہیں اور شفاء بخش پانی ساتھ لے جاتے ہیں۔ مقامی لوگ بھی گاڑیوں پہ آ کر پینے کے لئے پانی لے جاتے ہیں۔ یہاں ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے۔ یہاں سے ہم لوگ مسجد شجرہ کے سامنے سے گزرتے ہوئے مسجد قبا پہنچے۔

مسجد شجرہ پہ اس لئے نہیں ٹھہرے کہ واپسی پر مکہ کے لئے یہاں سے احرام باندھیں گے۔ مسجد قبا ایک شاندار مسجد ہے۔ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر موجود آبادی کو قبا کہا جاتا ہے۔ ہجرت مدینہ کے زمانے میں یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے۔ اس وقت عمر بن عوف کے خاندان کے سربراہ کلثوم بن الہدم تھے۔ حضور ﷺ نے ان ہی کے ہاں چار دن تک قبا میں قیام کیا تھا اور وہیں اپنے دست مبارک سے قبا کی بنیاد رکھی تھی۔ اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلے یہی مسجد تعمیر ہوئی تھی۔ اس مسجد کی فضیلت کا ایک اور واقعہ سے بھی گہرا تعلق ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے مدینہ منورہ میں قیام کے بعد منافقین کا ایک گروہ مسلسل مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہتا تھا۔ اس کی ناپاک سازشوں میں ایک سازش مسجد ضرار کی تعمیر بھی تھی۔ شرپسندوں نے اس کی تعمیر کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی آپ ایک مرتبہ اس میں نماز پڑھا کر اس مسجد کا افتتاح فرمائیں۔ اس وقت حضور ﷺ تبوک کی مہم میں مصروف تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس مہم سے واپس آ کر دیکھوں گا۔ جب حضور ﷺ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ تو ذی اوان کے مقام پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

ترجمہ: "کچھ اور لوگ ہیں جنھوں نے ایک مسجد بنائی' اس غرض کے لئے کہ دعوت حق کو نقصان پہنچائیں اور (اللہ کی بندگی کی بجائے) کفر کریں اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالیں اور (اس بظاہر عبادت گاہ کو) اس شخص کے لئے کمین گاہ بنائیں۔ جو اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول کے خلاف برسرپیکار رہ چکا ہے' وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا کسی دوسری چیز کا نہ

تھا۔ مگر اللہ گواہ ہے کہ وہ قطعی جھوٹے ہیں۔ تم ہرگز اس عمارت
میں کھڑے نہ ہونا۔ جو مسجد اول روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی۔
وہی اس کے لئے موزوں ہے کہ تم اس میں عبادت کے لئے اٹھ
کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ بھی ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے
ہیں اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں...." (سورہ
توبہ)

ان آیات مبارکہ کے نزول سے حضور کو منافقین کی سازش کا علم ہو گیا اور حضور نے چند صحابہ کرام کو مدینہ منورہ بھیج کر مسجد ضرار کو مسمار کرا دیا۔ مسجد قبا میں دو نفل نماز پڑھنے کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔ یہی بات مسجد کے محراب کے اوپر لکھی ہے۔ اس مقام پر شادی کے بعد سیدہ عالم چھ ماہ کے لئے قیام پذیر ہوئیں۔ الغرض مدینہ کی ایک ایک اینٹ زیارت گاہ ہے' لیکن حکومت سعودیہ تہیہ کئے ہوئے ہے کہ کسی تاریخی نشان کو باقی نہیں رہنے دے گی۔ میں حیران ہوں کہ بین الاقوامی ادارے جو تاریخی اور ثقافتی ورثوں کی بقا کے لئے دنیا بھر میں متحرک ہیں اور کسی جگہ بھی ذرا سی تبدیلی آجائے تو انسانی حقوق کی عالمی تنظیمیں اور عالمی ثقافتی ورثہ کے تحفظ کی تنظیمیں ہنگامہ بپا کر دیتی ہیں۔ یہاں کیوں خاموش ہیں کہیں ایسا تو نہیں کہ اسلام کے خلاف عیسائی یہودی گٹھ جوڑ سعودی حکومت کو استعمال کر رہا ہے' لیکن کیا کبھی حق مٹا ہے؟

گزشتہ رات دعائے کمیل ہوئی۔ آج صبح یعنی 28 مارچ کو حدیث کسا ہوئی۔ حدیث کسا ہر شب جمعہ پڑھنا باعث برکت و ثواب ہے۔ یہ حدیث پنجتن پاک علیہم السلام کی عظمت کا ایک عظیم خزانہ ہے۔ اس کی تلاوت مصائب و آلام کے خاتمہ اور وسعت رزق کا باعث ہے۔ اجتماعی محافل میں اس کی تلاوت کی تاثیر بہت ہی زیادہ ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرہ فرماتی ہیں: "میرے بابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اہل زمین کی محفلوں میں جس محفل میں یہ حدیث بیان کی جائے گی اور اس محفل میں ہمارے محب بھی موجود

ہوں گے تو ان میں جو پریشان حال ہوگا اللہ اس کو اس کی پریشانی سے نجات دے گا اور جو مغموم ہوگا اللہ اس کے غم کو دور کرے گا اور جو طالب حاجت ہوگا اس کی حاجت برلائے گا۔ علی علیہ السلام نے کہا: رب کعبہ کی قسم ہم تو فائز اور سعید ہو گئے اور اسی طرح ہمارے محب دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی فائز اور سعید ہوئے۔

حدیث کسا کی محفل کے بعد ہم باہر نکلے۔ فون پر بیٹے راشد اور بیٹی نغمہ سے بات ہوئی۔ گھر میں بچے خیریت سے ہیں۔ ان کو اپنی خیریت سے مطلع کیا۔ جمعہ مسجد نبوی کے وسیع و عریض صحن میں ادا کیا۔ جمعہ کی نماز سے پہلے مولانا اکبر نے مناسک حج پر ایک مفید لیکچر دیا۔ اب ہم لوگ "حج" کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ چنانچہ بنیادی مسائل پر سیر حاصل گفتگو ضروری اور اہم ہے۔ مدینہ کا موسم اچانک ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ بادل چھا گئے ہیں اور ہلکی ہلکی بارش بھی شروع ہو گئی ہے۔ یہاں کے لوگوں کا کہنا ہے کہ اس مہینے میں ایسا موسم بہت عرصہ کے بعد دیکھنے میں آیا ہے۔ مختلف رنگ و نسل کے لوگ رنگا رنگ ملبوسات میں مسجد نبوی میں آجا رہے ہیں۔ رنگوں کا ایک سیلاب بہتا ہوا نظر آتا ہے۔ آج کسی نے جیب کاٹنے کی کوشش میں ایک عورت کا پیٹ چاک کر دیا ہے۔ بدفطرت لوگ موقعہ اور مقام کا احترام بھی نہیں کرتے۔ دو روز سے میری طبیعت کچھ ناساز تھی پاکستان کی ڈپنسری سے دوا لی ہے۔ الحمد للہ اب بہتر محسوس کر رہا ہوں۔ کبھی قبض کی شکایت ہو جاتی ہے اور کبھی اسہال کی۔ خیر اللہ مالک ہے۔ ظہر سے لے کر رات آٹھ بجے تک مدینہ ہلکی بارش کے بعد ٹھنڈی ہواؤں کی زد میں رہا۔ مجبوراً کمرے میں بیٹھے رہے۔ حرم جانے کی بھی ہمت نہ ہوئی مبادا طبیعت زیادہ خراب ہو جائے۔ نماز مغربین بھی کمرے میں ادا کی ہے۔ انشاء اللہ صبح تین بجے تہجد کی نماز حرم نبوی میں ادا کرنے کا ارادہ ہے۔ رات تین بجے مسجد نبوی پہنچا۔ نماز تہجد' نماز تحیت المسجد نماز زیارت رسول اللہ اور فجر کی نماز پڑھ کر باہر نکلا تو طبیعت سازگار نہ رہی۔ واپس کمرے میں آیا بیگم کو بھی نزلہ کی شکایت ہو گئی ہے۔ پاکستان ڈپنسری گیا دوائیں لیں۔ واپسی پر فلور نمبر 4 پر مجلس ہو رہی تھی اس میں شرکت کی۔ آج یعنی 29 مارچ کو فلور نمبر 2 میں ساڑھے دس بجے عمرہ تمتع کے بارے میں

تربیت دی جا رہی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ حج تمتع اور عمرہ تمتع ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جن کے گھر اصل خانہ کعبہ معظمہ اور حدود حرم میں واقع نہ ہوں۔ حج تمتع سے پہلے عمرہ تمتع بجالانا واجب ہے۔ اس میں چند اعمال کا ترتیب کے مطابق بجالانا ضروری ہے۔

میقات سے احرام باندھنا' طواف خانہ کعبہ' نماز طواف نزد مقام ابراہیم' صفا مروہ کے درمیان سعی اور تقصیر یعنی کچھ مقدار بال یا ناخن کاٹنا۔ اس سفرنامے میں بعض مقامات پر دی گئی تفصیلات شاید ان احباب کو غیر ضروری محسوس ہوں جو تاریخ اسلام اور مناسک حج سے خوب آگاہ ہیں' لیکن یہ تذکرہ دو باتوں کے پیش نظر کیا گیا ہے۔ پہلی یہ کہ تاریخی پس منظر سے مقام کی وضاحت ہو جائے اور دوسرے یہ کہ کتابیں نوجوانوں کے ہاتھوں میں آتی رہتی ہیں۔ چنانچہ ایسے نوجوان بالخصوص طلبہ و طالبات جو ابھی پوری طرح تاریخ اسلام سے آگاہ نہیں ان کے علم میں اضافہ ہو جائے۔۔۔ بہرحال بات ہو رہی تھی عمرہ اور حج کی۔

عمرہ اور حج کے بہت سے اعمال مشترک ہیں' لیکن ان میں فرق درج ذیل اعتبار سے ہے:

- حج میں ایسے اعمال پائے جاتے ہیں۔ جو عمرہ میں نہیں مثلاً عرفات اور مشعرالحرام مزدلفہ میں وقوف' منیٰ میں قربانی' رمی جمرات' (شیطانوں کو کنکر مارنا) وغیرہ۔
- حج کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اعمال نویں ذوالحجہ سے تیرہویں ذوالحجہ تک کی محدود مدت کے اندر سرانجام پائیں' لیکن عمرہ کے لئے کسی زمانہ کی قید نہیں۔
- عمرہ کے اعمال جدید وسائل کی بناء پر ایک ہی دن میں بجالائے جا سکتے ہیں جبکہ اعمال حج کا ایام مخصوصہ میں بجالانا ضروری ہے۔۔۔ عمرہ تمتع اور حج تمتع کا ایک ہی سال میں ایام حج میں بجا لانا واجب ہے۔ جبکہ عمرہ مفردہ کے لئے وقت معین نہیں۔ مقامی لوگوں کے لئے حج قرآن اور حج افراد مخصوص ہے۔

پروگرام کے مطابق مجلس بھی ہوئی اس میں ذکر اہل بیت اطہار اور تربیت حجاج پر گفتگو ہوئی ادھر بیٹھے بیٹھے ساڑھے بارہ بج گئے ہمت جواب دے گئی۔ کھانا تبرک کا حصہ تھا کھا کر لیٹ گئے مگر بخار نے آلیا۔ کھانسی' نزلہ' زکام اور بخار نے مل کر عجیب کیفیت کر دی ہے۔ سوچتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضری اللہ کے گھر

سے زیادہ مشکل ہوتی جا رہی ہے۔ ادھر اہلکار "حرام حرام" کہتے نہیں تھکتے۔ نبی کریم ﷺ کے پروانوں کو قدم قدم پر ذلیل کرتے ہیں۔ حیرت ہے نبی کریم انہیں کیسے برداشت کر رہے ہیں۔ سارے حجاج کرام میری طرح نکمے اور نافرمان تو نہیں۔

قافلے میں بعض لوگوں نے رسک لے کر قلعہ خیبر کا سفر کر لیا ہے مگر میں کھانا کھانے کے بعد سے لے کر رات گئے تک اپنے کمرے سے نہیں نکل سکا۔ نماز مغربین بھی کمرے میں ہی پڑھی ہے اور اب حالت بخار میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔ آج ڈاکٹر نے زود اثر دوا دی ہے۔ بخار تو اتر گیا ہے، کھانسی میں کافی افاقہ ہے۔ پاکستان کی ڈسپنسری میں انتظامات نہایت مناسب ہیں۔ ڈاکٹرز بھی توجہ دیتے ہیں میرے دو تین روز کے مشاہدہ میں شکایت کا موقع نہیں آیا حالانکہ آب و ہوا کی تبدیلی، اور خوراک کی صورت حال نے تقریباً ہر حاجی کو پریشان کر رکھا ہے۔

آج 30 مارچ کو صبح تین بجے مسجد نبوی ﷺ پہنچا۔ باب جبریل بلاک ہو چکا تھا۔ ملحقہ دروازے سے اندر پہنچا۔ دور دور تک جگہ نہ تھی۔ پرانی مسجد کے باہر صحن کے چھتریوں والے حصے میں جگہ مل گئی۔ جب نماز شروع ہونے لگی تو مزید کچھ لوگ گھس آئے بڑی مشکل سے نماز پڑھی جا سکی۔ آج گروپ کو اطلاع دی گئی کہ یکم اپریل کو فجر کے بعد مکہ کے لئے واپسی ہو گی، گروپ لیڈر کا کہنا ہے کہ واپسی سے پہلے پچاس نمازیں پڑھیں گے۔ یہ کب پوری ہوں گی اس کا فیصلہ ایک دو روز میں ہو گا۔ مولانا اکبر سے آج گروپ میں شمولیت کے معاوضہ کے لئے تفصیلی بات ہوئی اب جبکہ "عمرہ تمتع" کے لئے سفر شروع ہو گا تو مناسب ہے کہ حق الخدمت ادا کر دیا جائے۔ مولانا کسی صورت راضی نہ ہوئے ہم نے تقریباً زبردستی اپنی مرضی سے کچھ رقم ان کی جیب میں ڈال دی۔ آج ہم نے دوبارہ مسجد قباء کا سفر کیا ہے۔ اس مسجد میں نماز کا ثواب عمرہ کے برابر ہے چنانچہ ظہر، عصر کے علاوہ چند واجب سنت اور قضا نمازیں ادا کی گئیں اور نماز مغربین مسجد نبوی ﷺ میں ادا کی۔

31 مارچ کو صبح فجر کی نماز کے وقت مسجد نبوی پہنچے۔ ایرانی گروپوں کی وجہ سے ماحول

بدلا بدلا محسوس ہو رہا ہے۔ زیارت پڑھانے کا ایرانی علماء کا اپنا انداز ہے۔ جو بہت اچھا لگا۔ ناشتہ کرنے کے بعد مارکیٹ کا چکر لگایا۔ بچوں کے لئے چند کھلونے خریدے، ترکی کی بنی ہوئی جائے نماز خریدیں اور مجلس کے وقت واپس قیام گاہ "الاحمدی" پہنچ گئے۔ مجلس سے فارغ ہو کر پھر حرم چلے گئے۔ ظہر کا وقت ہو چلا تھا ارادہ تھا کہ آج "ریاض الجنۃ" میں دو نفل ضرور ادا کروں گا۔ پچھلے چند روز کی ناکامی نے بے یقینی کی کیفیت پیدا کر دی تھی، لیکن آج ایک امید سی تھی۔ رات کو خواب بھی عجیب طرح کا دیکھا سمجھ میں کچھ نہ آیا صبح فجر کی نماز کے بعد بھی صورت حال جوں کی توں تھی چنانچہ مسجد نبوی کے چھتری والے حصہ میں نو تعمیر شدہ ستونوں کے عقب میں دو نفل پڑھے دائیں طرف کوئی پاکستانی اور بائیں طرف ایک افریقی خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔ نفل ادا کر کے دیکھا تو مسجد نبوی کا پرانا حصہ خواتین کے لئے بند کر دیا گیا تھا۔ عارضی پردے کے خوبصورت ہینگرز لگا کر اسے بند کیا گیا۔ کثیر تعداد میں خواتین سلام عقیدت پیش کر رہی تھیں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاید میں زیارت کا شرف آج بھی حاصل نہ کر سکوں، کل ظہر تک قیام ہے آج کا دن بھی اگر ضائع ہو گیا تو پھر حج کا عمل دکھی دل کے ساتھ کیسے ادا کر پاؤں گا۔ یہ سوچ کر ایک کوشش کرنے کا فیصلہ کیا۔ یا قسمت یا نصیب--- عارضی دیوار کے ساتھ صفوں کو پھلانگتا ہوا میں دیوانہ وار آگے بڑھا۔ ستونوں کے قریب جا کر ریاض الجنۃ کے نصف حصہ سے بھی پہلے دیوار اندر کی طرف مڑ گئی میں دیوار کے ساتھ چلتا گیا تو سیدھا حضرت بلالؓ کے اذان والے چبوترے کے سامنے سفید قالین یعنی ریاض الجنۃ کے سرے پر پہنچ گیا فوراً دو نفل ادا کئے وہاں سے اٹھا تو ایک ریلے نے مجھے ریاض الجنۃ کے درمیان پہنچا دیا۔ اس بار نماز کے لئے جو جگہ ملی اس کے سیدھے ہاتھ روضہ رسول ﷺ سامنے مسجد بلالؓ اور الٹے ہاتھ جنت البقیع تھی۔ عصر اور مغرب کے ساتھ دو نفل شکرانے کے ادا کئے خواتین والے حصے میں سے اہلیہ کو ساتھ لیا اور واپس آ گیا۔ راستے میں پاکستانی ڈسپنسری سے دوا لی اور کئی روز کے بعد اچھا یعنی من پسند کھانا پیٹ بھر کے کھایا۔ کچھ دیر کے لئے بازار میں جا نکلے۔ بازار دنیا بھر کے مال سے بھرا پڑا ہے۔ یہ شہر بھی ایک بین الاقوامی

منڈی ہے۔ پاکستان سے نسبتاً مہنگی ہے۔ ہر طرح کا مال یعنی اصلی' دو نمبر اور تین نمبر تک موجود ہے۔ تبرکاً کچھ کھجوریں' چند سستے کھلونے اور ونڈو شاپنگ کر کے اپنے کمروں میں پہنچے۔ انشاء اللہ کل واپس مکہ برائے عمرہ تمتع روانہ ہو جائیں گے۔ اس بار میقات مسجد شجرہ ہو گی۔

یکم اپریل کو نماز فجر مسجد نبوی میں ادا نہیں کر سکے رات کو تھکن نے نڈھال کر رکھا تھا۔ بیگم کو نزلہ اور زکام کی شدت بھی تھی۔ چنانچہ طے ہوا کہ نماز کمرے میں ادا کی جائے اور پھر مسجد نبوی ﷺ میں وداع اور زیارت کی نمازیں پڑھنے کے لئے روانہ ہوں گے۔ ہم لوگ سات بجے وہاں پہنچے فارسی بولنے والے ایرانی' آذر بائیجانی اور دوسرے لوگوں نے جنت البقیع اور بیرونی صحن مسجد میں دھرنا دے رکھا تھا جگہ جگہ بے شمار کارواں اپنے اپنے علم اٹھائے زیارتیں' مرثیے اور نوحے پڑھنے میں مصروف تھے۔ ہم نے اندر جا کر پہلے نفل ادا کئے اور پھر فردوس الجنہ میں نماز پڑھی یوں روضہ مبارکہ کی زیارت کرتے ہوئے تقریباً نو بجے باہر آ گئے۔ آج انتہائی سکون سے روضہ اقدس کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ورنہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ آج زیارت ہو سکے گی' لیکن جب حاضری قبول ہو تو اسباب از خود پیدا ہو جاتے ہیں' حضرت فاطمتہ الزہرہؓ کی قبر اطہر کی زیارت جھروکے سے ہو گئی۔ روضہ رسول ﷺ کے باہر جو دو کھڑکیاں لکڑی کے بورڈ کھڑے کر کے بند کی گئی ہیں ان کی زیارت بھی ہو گئی۔ کافی دیر صحن مسجد میں روضہ رسول ﷺ کے باہر رہے۔ پھر جنت البقیع میں زیارات پڑھ کر وداع ہوئے۔ وداع ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور ان کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتجی رہے کہ جب تک زندگی ہے بار بار آنے کی توفیق عطا ہو۔

سامان وغیرہ پیک کر کے تیار ہوئے کھانا کھایا۔ مدینہ التجارۃ میں گلزار نامی پاکستانی' لاہوری نوجوان نے دوبار مشہور امریکی آئس کریم کھلائی اصرار کے باوجود پیسے نہیں لئے۔ ظہر کے بعد واپسی کا پروگرام بنا تھا۔ تین بجنے والے ہیں ابھی تک بسیں نہیں آئیں جیسے ہی آئیں گی' مسجد شجرہ پہنچیں گے جہاں سے عمرہ تمتع کے لئے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ کو بعد از مغربین روانگی ہو گی' انشاء اللہ!

مسجد نبوی

مسجد غمامہ

چھٹا باب

مکہ کو واپسی

چار بجے کے بعد بسیں آئیں۔ "کاروان" کے لوگ جب اپنے سازو سامان کے ساتھ روانگی کے لئے نکلے تو اندازہ ہوا کہ مدینہ میں زائرین غیر ملکی سامان کی خریداری میں کس قدر دلچسپی لیتے ہیں کچھ لوگوں نے اس بات کی بھی پرواہ نہ کی کہ ہوائی جہاز میں 30 کلو سے زیادہ وزن کے سامان پر 30 ریال فی کلو زائد ادائیگی بھی کرنا پڑے گی جب کہ ستم ظریفی یہ تھی کہ جو چیزیں انہوں نے خریدیں تھیں وہ پاکستان میں سستے داموں ملتی ہیں۔ البتہ بچوں کے کھلونے پاکستان سے کچھ سستے مل جاتے ہیں۔ بہرحال بہت سی باتوں کے باوجود شاید یہاں آنے والے زائرین خریداری کے لئے سنت نبوی پر عمل کرتے ہیں۔ پتہ نہیں اس بارے میں حدیث کہاں تک معتبر ہے۔ ایک بات کا ذکر کرنا بھول گیا کہ انصار مدینہ کا علاقہ اب سکائی سکیپرز پر مشتمل ہے جب کہ مہاجرین کا بیشتر علاقہ مسجد کی توسیع کی وجہ سے ختم ہو چکا ہے۔ مدینہ کسی زمانے میں علم کا مرکز تھا۔ آج بھی یہاں کتابوں کی دکانیں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں پرنٹنگ کا معیار بھی بہت اعلیٰ ہے۔ زیادہ تر چھپنے والی کتابیں حدیث، تاریخ، فقہ اور مذہبی موضوعات پر ہیں۔ ناول، افسانہ اور دوسرے علوم و فنون پر کتابیں خال خال نظر آئیں۔ عربی زبان سے ناواقفیت اور وقت کی کمی کی بنا پر زیادہ معلومات حاصل کرنا مشکل ہو گیا۔ زیارات میں مصروفیت کی وجہ سے اتنا وقت نہ تھا کہ ذاتی طور پر ناشرین اور مدیران کے ساتھ ملاقات کر سکتا۔ یہ ایک الگ موضوع ہے ویسے جی چاہتا ہے کہ اس پر سیر حاصل گفتگو ہو۔ آخرکار دو بسوں میں لدلدا کر یہ قافلہ میقات، مسجد شجرہ پہنچا۔ مغرب کی نماز ختم ہو چکی تھی اس مسجد کا حوالہ نبی اکرم ﷺ کے واحد حج

پر روانگی سے پہلے احرام باندھنا ہے۔ یہاں اعلیٰ پائے کے انتظامات ہیں یہ شاندار مسجد صبح سے شام تک ہزاروں زائرین کو غسل اور وضو کی سہولت فراہم کرتی ہے یہاں پر نماز اور احرام کی نیت کے بعد قافلہ سوئے مکہ روانہ ہوا مکۃ المکرمہ کا راستہ ایک بے آب و گیاہ لق و دق مگر خوبصورت پہاڑی سلسلہ پر مشتمل ہے راستے میں وادی ارم کے بورڈ نظر آئے۔ فضا خنک اور ماحول سرسبز تھا لیکن اس کے بعد پھر وہی خشک پہاڑی سلسلہ' راستے میں پولیس کا کنٹرول سخت ہے ہمارے ڈرائیور کو یہ جرأت نہ تھی کہ چھت پر بندھے سامان کا رسہ کھل جانے کا علم ہونے کے باوجود راستے میں کہیں گاڑی روک کر رسہ ٹھیک کر لیتا۔ شرطوں کے خوف سے اس نے گاڑی بھگائے رکھی جن لوگوں کا سامان تھا وہ شور و غل مچاتے رہے' لیکن وہ خاطر میں نہ لایا۔ اس سنگدلی پر طبیعت مکدر ہوئی۔ حجاج کرام تکبیر کہتے جا رہے ہیں "اللہ میں حاضر ہوں۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو ہی تمام نعمتوں کا تمام ملکوں کا مالک ہے اے اللہ تو ہی واحد بادشاہ ہے۔۔۔ بہرحال ہمارا قافلہ صبح ساڑھے تین بجے مکہ شہر میں اپنے ہوٹل پہنچ گیا۔ جہاں اپنے اپنے کمروں میں سامان رکھوا کر سیدھے "الحرم" پہنچے۔ عمرہ تمتع کیا' سعی کی نماز ادا کی اور پھر واپس کمرہ میں پہنچے نہا کر لیٹے تو گہری نیند نے دبوچ لیا۔

2 اپریل کو پچھلے پہر چائے پینے کے لئے باہر نکلا تو شدید دھوپ اور گرمی تھی۔ چند قدم فاصلہ طے کر کے چائے کے لئے لوازمات لئے اور واپس کمرہ میں آگیا۔ رات کو کھانا باہر کھایا خواجہ صاحب سے معلوم ہوا کہ مکتب نمبر 5 میں کل صبح گیارہ بجے مولانا اکبر مسائل حج پر خطاب فرمائیں گے۔ شام ٹھنڈی تھی۔ "جرول" کے علاقہ میں جہاں ہم ہیں کچھ یرکی چند روز پہلے جب مکہ سے مدینہ گئے تھے تو تب یہ علاقہ زیادہ آباد نہیں تھا اب سارا علاقہ بھرپور انداز میں آباد ہو چکا ہے بازار سج گئے ہیں۔ خوب رونق ہے گہما گہمی عروج پر آتی جا رہی ہے۔

3 اپریل کو صبح تیار ہو کر باہر ناشتہ کیا۔ ڈسپنسری الافضل میں ہے جو ہماری بلڈنگ سے چند قدم کے فاصلہ پر ہے ڈاکٹر سے ملے۔ ہم دونوں میاں بیوی نزلہ زکام اور کھانسی کے

ساتھ سردرد میں بھی مبتلا ہو گئے۔ اہلیہ کے پیر سوج گئے ہیں۔ ڈاکٹر نے توجہ سے دیکھا اور دوائیں دیں۔ اہلیہ کو کم از کم دو روز بیڈ ریسٹ تجویز کیا گیا۔ انشاء اللہ 8 ذوالحج تک بالکل تندرست ہو جائیں گی۔ ڈسپنسری سے واپس مکتب نمبر 5 میں آئے اور مولانا کا خطبہ سنا جو دراصل مجلس کا ایک نیا انداز ہے اس مجلس میں احکامات حج اور فضائل اہل بیت پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ دھوپ کی شدت نے پی آئی اے کی فراہم کردہ چھتری استعمال کروائی۔ سفید چھتری نے دھوپ کی شدت ختم کر دی اور ہم نہایت سکون سے واپس کمرے میں آ گئے۔ چائے پی اور آرام کے لئے لیٹ گئے۔ رات ساڑھے آٹھ بجے مکتب نمبر 5 میں محفل دعائے کمیل میں شرکت کی۔ مولانا اکبر نے بہت دلجمعی سے دعائے کمیل پڑھی اور دعا کا پس منظر بتایا۔ تقریباً ساڑھے دس بجے محفل سے فارغ ہوئے جیسے جیسے مناسک حج کی منزل قریب تر آتی جا رہی ہے مکہ میں ہر رنگ و نسل کے مسلمانوں کا ہجوم بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ہر شخص ایک ہی دھن میں مگن ہے۔ اے اللہ میں حاضر ہوں۔

اللہ کے گھر میں مرد و زن کی کوئی تفریق باقی نہیں رہی۔ ہجوم عاشقاں کے آگے خدام حرمین شریفین بے بس ہو چکے ہیں۔ آنے والے دنوں میں جو کچھ ہو گا اس کا پورا پورا اندازہ ہونے لگا ہے۔ اہل مکہ، اہل مدینہ اور خاندان رسالت مآب ﷺ کے بارے میں بہت سی باتیں علم میں آئی ہیں۔ انشاء اللہ ان پر کبھی تفصیلی بات ہو گی۔

4 اپریل کو پاکستان ہاؤس کی ڈسپنسری میں اہلیہ کا چیک اپ کروایا۔ ڈاکٹر نے چند ادویات تبدیل کر دیں، حالت پہلے سے بہت بہتر ہے فلور نمبر 4 پر مجلس میں ہو رہی تھی۔ اس میں مولانا آغا موسوی صاحب خطاب فرما رہے تھے۔ وہاں پر نماز کے موضوع پر مدلل وعظ سنا پھر فلور نمبر 5 پر مولانا نجفی اور مولانا اکبر صاحب کی مجلس میں شرکت کی۔ آج کل مدینہ اور مکہ میں ہونے والی مجالس اور ان میں بیان کردہ واقعات کو سمجھنا جہاں بہت آسان ہے وہاں اہم بھی ہے۔ تاریخ کا تسلسل بھی سامنے رہتا ہے۔ بنیادی حقائق تو صدیاں گزر جانے کے باوجود وہی ہیں۔ منافقوں کی وہ مسجد جو اللہ کے حکم پر نبی اکرم ﷺ نے گرائی تھی آج تک کوڑا کرکٹ پھینکنے کے کام آتی ہے، لیکن عملاً مسجد مباہلہ کا

نام مسجد اجابہ رکھ دیا گیا۔ لیکن جب اجابیہ کے معنی لوگوں کی سمجھ میں آئے تو اس کا نام مسجد ہو معاویہ رکھ دیا۔ قدم قدم پر تاریخ اپنا آپ دکھاتی نظر آتی ہے کہ مکہ ایک بنجر شہر ہے۔ حرم کے علاوہ پورے شہر میں پانی کہیں کہیں محدود مقدار میں دستیاب ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں سارے شہر کو بڑے بڑے ٹینکرز جدہ سے لایا گیا پانی سپلائی کرتے ہیں۔ بڑی بڑی بلڈنگوں میں ایک دو ماہ حاجی کو چھ فٹ لمبا اور اڑھائی فٹ چوڑا فوم کا ایک فضول سا گدا اور تکیہ مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے چالیس روز کا کرایہ ایک لاکھ ستائیں ہزار چھ صد پاکستانی روپے کے برابر وصول کیا جاتا ہے۔ یعنی چالیس روز کے قیام کے عوض حاجیوں سے پوری بلڈنگ کا کئی سال کا کرایہ وصول کر لیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان کے کارندے اس کاروبار میں مقامی مکتب اور مطوف سے گٹھ جوڑ کر کے 1450 ریال کیٹگری کی رہائش والوں کو 900 ریال کی کیٹگری میں ٹھہراتے ہیں جس کی وجہ سے حجاج کو بے پناہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پاکستان ہاؤس کے ایک ذمہ دار آفیسر سے میں نے اپنے باتھ روم کا مسئلہ بیان کیا (تین کمروں میں رہائش پذیر چوبیں حاجیوں کے لئے ایک مشترکہ باتھ روم ہوتا ہے) کہا گیا کہ ہم ابھی آ کر صورت حال دیکھتے ہیں اس وقت رات کے گیارہ بج رہے ہیں لیکن ابھی تک کوئی اہلکار نہیں آیا میں نے ان حضرت کا نام اور عہدہ معلوم کرنا چاہا تو ٹال گئے۔ اس بلڈنگ میں موجود مصری مالک کے کارندے کا کہنا تھا کہ آپ نے محض چند روز رہنا ہے گزارا کر لیں یہ سلسلہ تو سال ہا سال سے ایسے ہی چل رہا ہے۔

مغرب اور عشاء کی نماز حرم کی دوسری منزل پر پڑھی تھی اب ہجوم حرم کے باہر سڑک تک پھیل چکا ہے۔ طواف بھی جاری و ساری ہے۔

5 اپریل کو فجر کی نماز الحرام میں باجماعت ادا کی نفل ادا کئے۔ طواف کی کیفیت دیکھی۔ اب تو ہر وقت اللہ کا گھر دنیا بھر سے کھنچے آئے مسلمانوں سے کھچا کھچ بھرا رہتا ہے۔ ہر شاہراہ سے پانچوں وقت نماز کے لئے لوگوں کا سیلاب سوئے حرم رواں رہتا ہے کیا روح پرور منظر ہوتا ہے۔

"یہ رواں دواں سیلاب--- جس میں حرکت بھی ہے اور مقصد بھی' جو حج کر رہا ہے' جو رکتا نہیں ہے' جو گندگی سے پاک ہے' چلتا جا رہا ہے' صاف ستھرا پرجوش و خروش' راہ کی ہر رکاوٹ کو توڑتا ہوا۔ صفرہ شکن' سد شکن اور پھر باغ و آبادی بھی اس سے سیراب ہو رہے ہیں۔ صحراؤں کو بہشت بھی بنا رہا ہے۔ اب اگر تم نے اس سیلاب سے اپنے آپ کو روکا تو گاد بن جاؤ گے' زمین سے چپک جاؤ گے اور پھر خشک ہو کر سخت ہو جاؤ گے' پپڑی بن جاؤ گے اور تم پر دراڑیں پڑ جائیں گے۔

صلصال کالفخار○

سیلاب اپنی رو میں ہے' مست اور صاف و شفاف' حیات بخش اور مسیحا دم۔

جاری ہو جاؤ' سیلاب بنو۔

ٹکراؤ' رکاوٹوں کو دور کرو' راستہ صاف کرو۔

اور باہر آؤ--- حج کرو۔

طواف کرنے والی خلقت کے گرداب میں اپنے آپ کو سمو دو--- طواف کرو۔"

سعودی حکومت کو یہاں اعلیٰ ترین انتظامات پر جتنی بھی داد دی جائے کم ہے۔ پولیس اسٹیٹ میں اگر پولیس دیانتدار ہو تو خلق خدا کو ایک عذاب کے عوض ہزار نعمتیں میسر آتی ہیں۔ عذاب ہے شاہی جبر کا' آزادی کے سلب ہونے کا' آنے والے دنوں میں سعودی حکمرانوں کے امریکی اثر و نفوذ بلکہ امریکی غلامی کے تحت ہونے والے فیصلوں کی سزا سعودی خاندان اور عرب عوام کو تو ملے گی ہی دنیا بھر کے مسلمان بھی ان کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکیں گے۔

مکتب نمبر 5 اور فلور نمبر 5 پر آج کی مجلس کا اہتمام ہماری طرف سے تھا۔ تبرک کے طور پر مشروبات کوکا کولا' پیپسی' سیون اپ اور مرنڈا وغیرہ کے ٹھنڈے ٹن پیش کیے گئے۔ مجلس معمول سے زیادہ رقت آمیز تھی۔ مولانا اکبر نے 8 ذوالحج سے 17 ذوالحج تک پیش آنے والے مناسک حج پر گفتگو کی۔ قربانی کے سلسلہ میں فی الحال یہ فیصلہ ہوا ہے کہ چار سو ریال فی کس کے حساب سے جمع کروا دیے جائیں بعد میں کل خرچہ کو مساوی تقسیم کر

لیا جائے گا۔ 50 ریال فی کس غرباء کے حصہ کے اور 50 ریال فی کس میدان عرفات' مزدلفہ' منیٰ' وغیرہ میں مجالس اور تبرک وغیرہ کے لئے جمع ہوں گے۔

مجلس کے بعد ڈسپنسری گیا۔ دوائی نزلہ کی شدت میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے حالانکہ کافی وقت آرام میں گزارتے ہیں۔ طواف کے لئے مناسب وقت کا جائزہ لینے میں دو روز لگے۔ اندازہ ہوا کہ صبح نماز فجر کے فوراً بعد یا پھر عشاء کی نماز کے فوراً بعد طواف کچھ آسانی کے ساتھ ممکن ہے۔ چنانچہ عشاء کی نماز کے فوراً بعد ہم "عمرہ تمتع" کا دوبارہ طواف حسب خواہش مقام ابراہیم کے اندر کرنے میں کامیاب ہو گئے جبکہ پچھلی مرتبہ پولیس نے مقام ابراہیم کے اندر سے چند چکر مکمل نہیں کرنے دیئے تھے اس لئے ہم نے یہ طواف اور اس کی نماز دوبارہ ادا کر کے اپنے ضمیر کو مطمئن کر لیا حالانکہ مولانا کا کہنا تھا کہ مجبوری کی حالت میں باہر سے کیا گیا طواف بھی ٹھیک ہے۔ اب حجاج کی اکثریت مقام ابراہیم سے ہی طواف کر رہی ہے کیونکہ مقام ابراہیم اور حجراسود قریب ہیں اس لئے یہاں ہجوم کا دباؤ شدید تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مغرب اور عشاء الحرم میں باجماعت ادا کی۔ کھانا وغیرہ کھا کر پونے گیارہ بجے کمرے میں پہنچے' نزلہ کی شدت فزوں تر ہے۔ "الراجی" بینک سے باقی 885 ڈالر ایکس سو تریسٹھ ریال میں تبدیل کروا لئے ہیں۔

6 اپریل کی صبح تہجد کے وقت حرم پہنچے' تیسری منزل کی چھت پر ٹھنڈی ہوا میں خانہ کعبہ اور حجراسود کے سامنے نماز کا بہت لطف آیا۔ اگرچہ ٹھنڈی ہوا نے تھوڑی دیر بعد نزلہ اور کھانسی کی شدت میں اضافہ کر دیا' لیکن وہاں سے ہلنے کو جی نہ چاہا۔ فجر کی نماز ادا کر کے ہی اٹھے۔ حلوا پوری کا ناشتہ کیا اور واپس آ کر سو گئے دو گھنٹے آرام کے بعد مجلس کے لئے فلور نمبر 5 پر چلے گئے۔ آج کل مناسک حج پر سیر حاصل گفتگو ہو رہی ہے۔ عرفات' مسجد الحرام اور منیٰ میں کس وقت کیا کرنا ہو گا۔ احرام مکہ سے بندھے گا وغیرہ وغیرہ--- اب وہ مرحلہ قریب ہے جسے "حج تمتع" کہتے ہیں اور جس کے لئے ساری دنیا سے مسلمان "لبیک" کہتے ہوئے مکہ شہر میں جمع ہو رہے ہیں۔ بازاروں میں کھوے سے کھوا چھلنے کا منظر ہے۔ پورے شہر میں لوگ احتیاط کے باوجود نزلہ زکام کی لپیٹ میں آ چکے ہیں

ہر ملک کی ڈسپنسری میں رش رہتا ہے۔ ایک دفعہ آفاقہ ہوتا ہے تو باہر نکلنے پر دوبارہ وہی کیفیت ہو جاتی ہے۔ چونکہ کھانے کے لئے ریڈی میڈ قسم کے کھانے ملتے ہیں۔ چنانچہ کبھی قبض کی شکایت ہو جاتی ہے اور کبھی اسہال کی۔ ایکویڈور کانگ سائز کیلا کھالیں تو کئی روز اجابت نہیں ہوتی۔ پورا نظام متاثر ہے۔ اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ آنے والے اصل اور مشکل مراحل صحت و تندرستی اور آسانی سے طے ہو جائیں آگے جو اللہ کو منظور ہو۔ اللہ تعالٰی صحت دے۔ چہرے پر "نور کی بارش" شروع ہے۔

دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک

مغربین کے لئے پھر حرم گئے ظہر اور عصر پڑھیں مغرب اور عشاء باجماعت ادا کی پھر خلق خدا کے سیلاب میں بہتے ہوئے واپس کمرہ میں وارد ہوئے۔ آج پہلی بار کھانا (مرغ روسٹ) اچھا لگا۔ اللہ کرے ہضم ہو جائے۔ "اردو نیوز" چند روز سے نہیں مل رہا تھا' آج مل گیا۔ جلدی ختم ہو جاتا ہے۔ اچٹتی نظر سے چند خبریں دیکھیں پھر سوچا لعنت بھیجو واپس جا کر پھر یہی کچھ دیکھنا ہے ابھی تو آنکھیں اور کان حج پر مرکوز رکھو۔ کیمرہ بھی اسی لئے نہیں خریدا کہ دھیان حج کی بجائے تصویروں کی طرف لگ جائے گا۔

7 اپریل کو صبح کوشش کے باوجود حرم نہیں جا سکے۔ طبیعت خراب رہی۔ نو بجے تک آرام کیا کچھ آفاقہ محسوس ہوا۔ نہا دھو کر دس بجے مجلس کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں مجلس کے بجائے عرفات' مزدلفہ و منیٰ میں ٹھہرنے کھانے اور مشترکہ عبادت' مجالس وغیرہ کے مسائل درپیش تھے۔ اخراجات کی مد میں چندہ جمع ہو رہا تھا۔ چنانچہ مبلغ ایک سو ریال چندہ جمع کروا کے ہم بھی "ثواب" میں شامل ہو گئے۔ فلم سٹار اسد بخاری نے دو سو ڈالر عطیہ دیا ایک اور بزرگ تھے انہوں نے فرمایا کہ جتنا کم ہو گا وہ میں دے دوں گا۔ میں نے سوچا شیخ پتر--- شیخ ہی ہوتا ہے چاہے معاملہ کوئی بھی ہو۔ کم پڑے گا تو مانگیں گے ممکن ہے کہ عطیات ضرورت سے زیادہ ہو جائیں۔ ابر صاحب کی--- Lopid تلاش کرتا رہا ہوں بڑے سٹورز پر بھی دستیاب نہیں۔ کل پھر دیکھوں گا۔ دوپہر کا کھانا کھا کر پھر سو گئے پونے پانچ بجے حرم کے لئے روانہ ہوئے۔ نماز عصر کی وجہ سے حرم کھچا کھچ بھرا ہوا تھا بعد

مشکل نماز کے بعد اندر داخل ہو سکے۔ فجر تا عصر نمازیں قضا پڑھیں۔ اب حرم کے تہہ خانے بھی کھول دیئے گئے ہیں صفا سے مروہ تک حصہ بند ہے باقی وسیع حصہ انگریزی حرف یو (U) کی طرح ہے جس میں ہزروں افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ میں نے پورا تہہ خانہ گھوم کر دیکھا اور مغرب کی نماز باجماعت بھی وہیں ادا کی۔ حطیم کے سامنے پہلے بھی نمازیں ادا کر چکے ہیں۔ ہجوم میں بیگم کو تلاش کرنا مشکل ہو گیا چنانچہ عشاء کی نماز ختم ہونے اور ہجوم کے چھٹنے کا انتظار کرنے لگا۔ بیگم کے ساتھ نو بجے سے پہلے باہر نکلنا ممکن نہ ہوا۔ بازار میں بنی سقیفہ ریسٹورنٹ سے کھانا کھایا اور واپس کمرے میں آ گئے اب مکہ میں قافلے دھڑا دھڑ چلے آ رہے ہیں آج ذوالحجہ کا چاند ہونے کا اعلان ہونا تھا' لیکن نہیں کیا گیا۔ قصہ یہ ہے کہ اگر عید جمعہ کی ہوگی تو حکومت کو دو مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پہلا یہ کہ ملک بھر میں سرکاری ملازمین کو ایک ماہ کا بونس دینا پڑے گا جبکہ سعودی حکومت آج کل مالی دباؤ میں ہے۔ دوسرا مسئلہ انتظامی ہے یعنی قرب و جوار کے تمام عرب ملکوں سے لوگ "حج اکبر" ادا کرنے کے لئے دوڑ پڑیں گے اس طرح مزید دس پندرہ لاکھ افراد کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ ماضی میں بھی ایسے مواقع پر حکومت چاند کے اعلان کو آگے پیچھے کرتی رہی ہے۔

آج کل اپنا علاج خود شروع کر رکھا ہے۔ چند سکہ بند گولیاں جو لاہور سے ہی ساتھ لائے تھے ان سے کام چلا رہے ہیں۔ انشاء اللہ باقی چند روز بھی خیریت سے گزر جائیں گے۔

خانہ کعبہ کا دروازہ اور قفل

غار حرا

غار حرا پہ حاضری

لیجئے آٹھ اپریل کو پروگرام اور اندازے کے مطابق چاند ہو گیا۔ آج ذوالحجہ کی پہلی تاریخ ہے۔ شاہ فہد اور یاسر عرفات نے غسل کعبہ کے عمل میں شرکت فرمائی۔ خانہ خدا میں جھاڑو دی اور یوں اپنے خادم ہونے کا عملی ثبوت دیا۔ خانہ خدا یعنی کعبہ' شریف اور عتیق صرف اور صرف اللہ کا گھر ہے۔ اس کا کوئی اور مالک ہو ہی نہیں سکتا۔ کہتے ہیں کہ جب طوفان نوح آیا اور ساری دنیا غرق ہو گئی تھی تو صرف خانہ خدا ہی محفوظ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ گھر چوتھے آسمان پر اٹھا لیا اور اب وہاں اس موجود کعبہ کے عین اوپر چوتھے آسمان پر موجود ہے۔ جہاں اللہ کی دوسری مخلوق ہر وقت اس کے طواف میں مصروف رہتی ہے ادھر زمین پر موجود کعبہ حضرت ابراہیم اور نبی کریم ﷺ کی یاد دلاتا ہے۔ اس کی ایک طویل تاریخ ہے۔ میری کوشش ہے کہ مجھے مکہ سے خانہ خدا اور مسجد نبوی کی تاریخ سے متعلق چند اچھی کتابیں مل جائیں انہیں ترجمہ کروا کر اور جدید تحقیق اور حقائق کو سامنے رکھ کر شائع کیا جائے۔ آج 23 روز بعد کمرے کی صفائی کروائی ہے ہمارے کمرے میں چھ خواتین ہیں جن میں سے دو ضعیف العمر اور دو جوان خانہ دار خواتین ہیں بیگم تو حسب عادت روزانہ ہی اپنے حصہ کی صفائی کر رہی تھیں لیکن یہ باقی خواتین جو کمرے کے بڑے حصہ میں رہتی ہیں صفائی ستھرائی میں یقین نہیں رکھتیں۔ ان کے گدوں کے نیچے سے وہ گندگی نکلی ہے کہ الامان الحفیظ' اللہ انہیں ہدایت دے۔ بلڈنگ کے منتظمین کو تاکید کر کے کمرے کی صفائی کروائی ہے۔ بیگم کا گدا تبدیل کروایا ہے ابھی غسل خانے کا مسئلہ باقی ہے۔

خانہ خدا کو آج غسل دے دیا گیا ہے۔ غلاف کعبہ 9 ذوالحجہ کو تبدیل ہو گا۔ آج کی تمام نمازیں بیت اللہ میں ادا کیں۔ نئے ماہ یعنی ذوالحجہ میں سلامتی صحت اور ترقی کاروبار کے لئے دو رکعت الگ سے ادا کئے ہیں۔ اس میں پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل ہو اللہ --- پندرہ مرتبہ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد انا انزلنہ پندرہ مرتبہ پڑھ کر دعا مانگی جاتی ہے اور یہ عمل ہر ماہ کیا جاتا ہے۔ آج کل مجالس میں فلسفہ نماز اور اہل بیت پر گفتگو ہو رہی ہے۔ ہمارے قریب کراچی سے بھی کئی کارواں آکر مقیم ہوئے ہیں یہ کاروان اور قافلے چونکہ منظم ہیں اس لئے حاجیوں کی تربیت کا عمل جاری رہتا ہے۔ بصورت دیگر جیسا کہ اکثر حاجیوں کو دیکھا ہے انہیں مسئلہ مسائل اور ادب آداب کا علم نہیں ہوتا چنانچہ کوئی نہ کوئی کوتاہی کر جاتے ہیں بہرحال یہ تو اللہ کا کام ہے وہ کس کا حج قبول کرتا ہے!

نو اپریل کی صبح عجب کشمکش سے شروع ہوئی رات سونے سے پہلے پروگرام بنایا تھا کہ تین بجے حرم پہنچیں گے۔ اڑھائی بجے میری آنکھ کھل گئی لیکن یہ سوچ کر کہ اگر ابھی بیگم کو جگایا تو طبیعت مزید نہ خراب ہو جائے پھر سو گیا۔ چار بجے سے پہلے پھر آنکھ کھل گئی سوچا حرم کا پروگرام بنایا تو تہجد کا وقت گزر جائے گا۔ چنانچہ وضو کیا اور تہجد کی نماز پڑھنے لگا۔ بیگم بھی جاگ گئیں انہوں نے تہجد اور فجر کی نماز کمرہ میں ہی پڑھ لی۔ آج میں نے فیصلہ کہ کیا تمام فرض نمازوں کے ساتھ ایک نماز قضا عمری بھی پڑھنا شروع کر دیں گے۔ اللہ غفور الرحیم ہے۔ نمازیں پڑھ کر سو گئے۔ ساڑھے نو بجے ریاضت حسین صاحب تشریف لائے کچھ گپ شپ ہوئی پھر ان سے اجازت لے کر مجلس میں پہنچے۔ ایک بجے کے بعد وہاں سے واپس آئے۔ آج بزرگ اور استاد علامہ مولوی نے وضو اور نماز کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کی۔ موصوف چونکہ استاد ہیں اور عمر عزیز کے اس حصہ میں ہیں جہاں خضوع و خشوع خود بخود آجاتا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ عالم باعمل ہیں ان کی گفتگو سے بہت متاثر ہوئے۔ ان سے پہلے تعارف جہاز میں ہوا اور پھر جحفہ میقات کے مقام پر مکہ آنے سے پہلے ہوا تھا وہاں آپ نے احرام

کے آداب پر لیکچر دیا تھا۔ میر کارواں نے آج صرف زیارت پڑھائی۔ نماز عصر کے بعد ہم حرم پہنچے۔ ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کیں۔ خانہ کعبہ کی زیارت کی۔ اخبار سعودی گزٹ (انگریزی) خریدا جس سے پتہ چلا کہ گزشتہ روز خانہ کعبہ کو غسل دینے والے شاہ فہد نہیں گورنر مکہ پرنس ماجد بن عبدالعزیز تھے اور یہ خبر بھی درست نہیں کہ یاسر عرفات ساتھ تھے گویا افواہیں صرف ہمارے ہاں ہی نہیں ارض مقدس میں بھی بدرجہ اتم موجود ہیں۔ نماز اور زیارت سے فارغ ہو کر ہوٹل میں کھانا کھایا۔ اس ہوٹل میں آج تیسری مرتبہ آنا ہوا تھا۔ آئندہ آنے سے توبہ کر لی۔ شوربے میں کچا گوشت ملا کر رکھ دیا گیا تھا۔ ہوٹل کا نام کیفے بنی سقیفہ ہے۔ بہرحال خالی شوربے اور دو روٹیوں کے 10 ریال یعنی ایک سو دس روپے ادا کر کے واپس آئے۔ رات آٹھ بجے جبل کعبہ روڈ جسے طریق جبل کعبہ کہتے ہیں' پر واقع قصر فہد میں ڈاکٹر صاحب سے ملے نماز عشاء کا وقت تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے مہربانی فرمائی اور جماعت چند منٹ لیٹ کر دی ہمیں ادویات دے کر فارغ کیا تو ہم ابر صاحب کی دوا تلاش کرنے چل پڑے۔ ایک کیمسٹ نے وعدہ کر رکھا تھا' لیکن اس نے آج بھی وعدہ پورا نہ کیا۔ کل کا حتمی وعدہ کیا گیا ہے' اگر کل بھی مہیا نہ کر سکا تو پھر جدہ فون کر کے عزیز سے منگوا لوں گا۔ کھانا کھایا آج اچانک مرغ روسٹ 10 ریال سے 18 ریال کا کر دیا گیا ہے۔ بہرحال کھانے سے فارغ ہو کر سیدھے حرم پہنچے اور طواف کے لئے ہجوم میں گھستے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے کامیابی دی اور دباؤ کے باوجود طواف مکمل ہو گیا۔ نماز طواف کے بعد مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔ آج دیکھا کہ شہر میں حاجیوں کا اژدہام مزید بڑھ گیا ہے اور اچھے اور اعلیٰ پیمانے پر انتظامی اقدامات کے باوجود دکانداروں نے لوٹ مچا دی' لیکن لوگ خوشی خوشی سستی چیزیں مہنگے داموں خرید رہے ہیں۔ مکہ اور مدینہ دو ایسے بین الاقوامی شہر ہیں جہاں صرف اور صرف مسلمان جا سکتے ہیں' لیکن یہاں کافروں کی مصنوعات بڑے اہتمام سے فروخت ہوتی ہیں۔ اور اکثر مسلمان انہیں مکے اور مدینے کی سوغات سمجھ کر جوش و خروش سے خریدتے ہیں۔

واجب نمازیں کمرے میں ادا کر چکے ہیں۔ اس کمرے میں آٹھ بستر ہیں، لیکن مرید کے کی ماسی اپنی سیلی کو لے آئی ہے۔ عطر چند کپور کے دور کی باتیں کرنے والا سرگودھا کا بابا اپنے بیٹے اور پوتوں کو جو سعودیہ میں کام کرتے ہیں، لے آیا ہے۔ لاہور کی "ب" اور "ص" کے خاوند بھی ریاض سے آکر اسی کمرہ میں اپنی بیویوں کے ساتھ بیٹھ گئے ہیں۔ یہ سب لوگ دن بھر حج کے موضوع کو چھوڑ کر دنیا جہان کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ عملاً آٹھ افراد کے اس کمرے میں اب پندرہ افراد رہ رہے ہیں۔ گویا شیطان نے ہمیں منیٰ سے پہلے ہی گھیر لیا ہے۔ اب کوئی کتنی دیر اپنی آنکھیں اور کان بند رکھ سکتا ہے لیکن کیا کریں درگزر تو کرنا پڑے گا۔ شیطان ہمارے ہاتھوں (ہمارے صبر سے) ذلت و خواری سے بچ نہ سکے گا۔ شیطان ملعون کا دوسرا حملہ ہمارے اوپر بیماری کی صورت میں ہے۔ اس کا مقابلہ بھی الحمدللہ علاج کے ساتھ ساتھ صبر اور نماز کے ساتھ جاری ہے۔ انشاء اللہ وہ اس میں بھی ناکام رہے گا۔ ان ساری باتوں کے باوجود ہمارا تبدیلی قلب کا عمل جاری ہے۔ بیگم بعض اوقات چھوٹے چھوٹے مسائل پر وسوسوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ بہرحال میر کارواں اور دوسرے علماء ہماری رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ مناسک حج کی جزیات پر تفصیل سے گفتگو ہر مجلس میں جاری ہے۔ آج ذوالحجہ کی 4 تاریخ ہے آٹھ کی رات مغرب کے بعد عرفات کے لئے روانگی ہو گی اور یہ عمل بارہ ذوالحجہ تک جاری رہے گا، انشاء اللہ۔

نماز عشاء کے بعد دعائے کمیل سے فارغ ہو کر (یہ دعا ہر جمعرات کی رات نو بجے ہو رہی ہے) حرم پہنچے۔ یہ سوچ کر کہ بعد میں رش بڑھ جائے گا، طواف کے لئے حلقہ میں گھستے چلے گئے۔ آج اندازہ ہوا کہ حلقہ طواف کتنا بڑا اور گھنا ہوا تھا۔ بہرحال مقام ابراہیم حجر اسود کے درمیان جہاں شدید دباؤ ہوتا ہے پہلا چکر خیریت سے مکمل ہو گیا۔ دوسرے چکر میں بھی دباؤ قابل برداشت تھا اور مکمل ہو گیا۔ تیسرے چکر میں ہاتھ ٹوٹتے ٹوٹتے بچا۔ چوتھے میں پیر کی انگلی کچلی گئی۔ پانچویں میں دوسرا ہاتھ بمشکل بچا چھٹے میں بیگم کا ہاتھ کسی کی گھڑی سے زخمی ہو گیا۔ ساتویں میں دو گروپوں کے درمیان

سنڈوچ بن گئے۔ اللہ نے فضل کیا اور جس کے نام یہ طواف کیا تھا اس کی نظر کرم ہوگئی' ہم لوگ طواف مکمل کر کے خیریت سے نکل آئے۔ اب طواف کے وسیع دائرے سے نکل کر مقام ابرہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھنا تھی۔ اللہ بھلا کرے ان ایرانیوں کا جنھوں نے اپنی خواتین کے گرد گھیرا ڈال کر نماز پڑھانا شروع کی ہوئی تھی۔ میں نے بھی بیگم کو اس دائرے میں شامل کر دیا اور خود حفاظتی گھیرے میں مردوں کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اس طرح بیگم کی نماز ہو گئی پھر جیسے تیسے میں نے نماز مکمل کی۔ اب ہم مسجد کے کسی پر سکون گوشے کی تلاش میں بیئر زم زم پر آئے مگر پھر صفا اور مروہ جانے والے گروپوں میں پھنس گئے۔ بہر حال باب فہد میں گوشہ عافیت مل گیا۔ ہم ابھی تک طواف کے سنسنی خیز مرحلے کے اثرات میں تھے۔

"سات چکر پورے کر کے تم طواف سے باہر آئے ہو' سات چکر---؟ ہاں!

یہاں سات' چھ جمع ایک نہیں۔ یعنی طواف خدا کے گرد' ایثار خلق خدا پر' ابدی ہے لامتناہی ہے۔ میں خلق خدا کی راہ میں اس کے گرد گھومتا رہوں گا۔ یہ حج ہے زیارت نہیں--- یہاں سات کا عدد دنیا کی خلقت کو یاد دلاتا ہے۔ کیا تم طواف میں اپنے آپ کو دنیا کے ذروں میں سے ایک ذرہ نہیں سمجھ رہے تھے؟ کیا ایک مرکز کے گرد طواف' عالم وجود کی ایک تمثیل نہیں ہے؟

جہاں بینی توحید اور اس کی تفسیر "حرکت" میں اور پھر مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز!

اب جب کہ تم نے کچھ دیر بعد اس طواف سے فراغت حاصل کی جہاں تم جذبہ عشق سے سرشار خلقت کے بحر فنا میں غوطہ زن ہوئے "طواف کرنے والی انسانیت" کے گرداب میں اپنے آپ کو ڈبو دیا۔ اپنے فنا پذیر وجود کو جو صرف اپنی ذات میں ہی گم رہتا ہے۔ خلق کے باقی رہنے والے وجود میں--- جس کا رخ خدا کی طرف ہے۔"

باب ہند کے قریب کچھ دیر خود کو منظم کیا اور پھر--- ہم نے اپنی قضا نمازیں پڑھیں اور رات دو بجے واپس کمرہ میں آگئے۔ اس شدید مشقت کے بعد کھانسی نے

آلیا۔ تقریباً ساری رات اسی پریشانی میں سوتے جاگتے گزری۔

گیارہ اپریل کو صبح آٹھ کر کمرے ہی میں نماز فجر ادا کی۔ طبیعت خاصی خراب تھی دوبارہ لیٹ گئے۔ کچھ دیر کے بعد مکتب نمبر5 کے فلور نمبر6 پر زیدی صاحب کے کمرے میں پہنچا۔ ان کے ایک ڈاکٹر دوست (جعفری صاحب) لاہور سے تشریف لائے ہیں ان سے کل تعارف ہوا تھا۔ ان سے مشورے کی نیت سے پہنچا تو زیدی صاحب اور ڈاکٹر جعفری نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ ڈاکٹر صاحب 32 واں حج کرنے کل ہی پہنچے ہیں۔ وہ بتا رہے تھے کہ جدہ ایئرپورٹ پر ان کی ادویات کو کلیئر نہیں کیا جا رہا تھا۔ طویل بحث کے بعد حکام کو بتایا گیا کہ وہ (ڈاکٹر حسین) حج تو پہلے سے 31 بار کر چکے ہیں اب تو بڑا مقصد اللہ تعالٰی کے مہمانوں کی خدمت ہے بیمار حجاج کرام سے ادویات کے پیسے بھی نہیں لئے جاتے تب انہیں اجازت ملی۔ مجلسوں میں ڈاکٹر صاحب کا تعارف کروایا گیا اور بیمار حضرات سے مفت دوا لینے کے لئے کہا گیا۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے اپنا مسئلہ بیان کیا زاہدہ بی بی جو امریکہ سے آئی ہیں اور بیگم کی دوست ہیں' انہوں نے بیگم کا مسئلہ پیش کیا۔ ڈاکٹر صاحب اس وقت ناشتہ کر رہے تھے انہوں نے پہلے تو اصرار کے ساتھ حلوا کھلایا پھر کچھ ادویات دیں۔ جو لے کر میں نیچے فلور نمبر5 پر مجلس میں آگیا۔

آج نقوی صاحب اور قاری جان محمد نے مجلس پڑھی۔ اس مجلس کا موضوع بھی نماز کی فضیلت تھا۔ جہاں یہ بات بھی بتائی گئی کہ ہمارے ہاں عزادار مقرر' خطیب یا ذاکر کہتے ہیں کہ روزے اور نماز کے علاوہ فضائل اور مصائب کا ذکر کیجئے تاکہ مجمع جم جائے اور واہ واہ ہو جائے۔ اس پر کرشن نگر کے نقوی صاحب کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ یہ کام تو مساجد کے سٹیج سے پیش امام کو اپنے خطبہ میں کرنا چاہئے--- اس پر نقوی صاحب اور قاری جان محمد نے مدلل انداز میں گفتگو کی۔ ان کا کہنا تھا کہ جہاں لوگ جاتے نہیں وہاں کیسے یہ ہو۔ جہاں جمع ہوتے ہیں وہاں آپ بات نہیں کرنے دیتے۔ حالانکہ نماز چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ جن کو پڑھنی چاہئے وہ پڑھتے نہیں اور جنہیں پڑھنی نہیں چاہئے وہ چھوڑتے نہیں۔ قاری جان محمد پنجابی کے مقرر ہیں پہلے اہل سنت

کے خطیب تھے پچھلے تیس سال سے عقیدہ تبدیل ہو چکا ہے اور خوب ہوا ہے۔
قادر الکلام مقرر ہیں انداز دلنشین ہے ان کے بات کرنے اور سمجھانے کا ڈھنگ منفرد
ہے۔ مخاطب کو چٹکیوں میں قائل کرنے کا ملکہ انہیں قدرت نے ودیعت کر رکھا ہے۔
اس مولائی مقرر کی ایک بات کسی نے مجھے سنائی کہ موصوف مجلس پڑھنے اہل زبان میں
کراچی جا نکلے۔ مجلس کے بعد میزبان نے کھانے کا اہتمام کر رکھا تھا۔ کچھ تو مولانا کو
بھوک زیادہ محسوس ہو رہی تھی اور کچھ مرغ بھی لذیذ تھا چنانچہ مرغ کا کچھ حصہ ہڈیوں
سمیت چبا گئے۔ اس پر وہاں موجود کسی شخص نے فقرہ چست کیا کہ قاری صاحب ہڈیاں
بھی آپ کھا گئے تو کتے کیا کھائیں گے۔ قاری صاحب نے برجستہ فرمایا وہ پان کھا کر
گزارا کر لیں گے۔ محفل کشت زعفران بن گئی۔ کراچی کے کاروان بلال اور کاروان
سلمان کے شیدا حسن زیدی صاحب اور صابر صاحب وغیرہ سے قاری صاحب اور
نقوی صاحب کی دورے گپ شپ ہوتے دیکھی تو اس بات کا یقین ہو گیا۔ اب کسی
وقت شیدا صاحب سے اس سلسلہ میں بات کروں گا۔ تمام کاروان منظم انداز میں اہل
بیت اطہار کا تعارف اور بچے کھچے آثار کے ساتھ واقعات کی جزئیات زائرین کو
سمجھاتے ہیں تو حقائق سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

ادھر حجاج کے رہائشی مسائل پر کچھ اور حقائق معلوم ہوئے ہیں کہ 350 ریال کا
سیزن کا کمرہ آٹھ افراد کو 1450 ریال سے لے کر 1550 ریال تک میں دیا گیا حالانکہ
عمارتوں کی کوئی قلت نہیں تھی بلکہ اب بھی بے شمار عمارتیں اس علاقے میں خالی پڑی
ہیں اور مالکان کے پاکستانی کارندے گاہک تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ ڈاکٹر جعفری
صاحب کی ادویات نے کام کر دکھایا ہے۔ طبیعت کافی سنبھل چکی ہے امید ہے چند روز
میں کیفیت معمول پر آ جائے گی۔ بیگم کی طبیعت بھی اب بہتر ہے۔ ایک اور ڈاکٹر
صاحب اس کارواں کے ساتھ لاہور سے آئے ہیں وہ ادویات بھی ساتھ لائے تھے'
لیکن جب انہوں نے اپنا ڈھنڈورا پٹوا لیا تو ادویات چھپا لیں اور صرف پرچیاں لکھ کر
دینا شروع کر دیں۔ بازار سے ادویات مکمل پیک شکل میں ملتی ہیں دو دو چار گولیاں

نہیں ملتیں پھر قیمت پاکستان سے دوگنا ہے۔ دوپہر آرام کے بعد پانچ بجے ہم لوگ حرم پہنچے۔ زیارت کعبہ شریف کی اور اس دالانے میں گئے جہاں بقول مجھے چند سال پہلے بغاوت کچلنے کے لئے پاکستانی فوجیوں نے پانی چھوڑا اور پھر اس پانی میں بجلی دوڑا کر کئی سو باغیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ یہ بات مجھے یہاں کے کئی مقامی افراد نے بتائی اور اس طنزیہ انداز میں بتائی کہ میں اس چوٹ کو بری طرح محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔ قضا نمازیں اور مغرب کی نماز باجماعت پڑھ کر باہر نکلا تو دیکھا کہ مسجد آدمی سے زیادہ خالی ہے لیکن باہر لوگ عشاء کی نماز کے انتظار میں سڑکوں پر جائے نماز بچھا کر بیٹھے ہیں دراصل کچھ لوگ راستہ روک لیتے ہیں بقیہ لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید اندر جگہ نہیں ہے اس طرح خود بھی غلط جگہ پر نماز پڑھتے ہیں اور دوسروں کو بھی مجبور کر دیتے ہیں۔ مسجد کے اندر مختلف ممالک کے لوگ نماز کے بعد آرام کی غرض سے لیٹتے اور سو جاتے ہیں پھر نماز شروع ہوتی ہے تو اکثر بغیر وضو دوبارہ جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ افریقہ کی عورتیں خانہ وضو برائے خواتین میں کپڑے اتار کر اجتماعی طور پر نہاتی ہیں۔ یہ لحیم شحیم سات سات فٹ کی عورتیں جس طرح اپنے لئے جگہ بناتی ہیں وہ بھی منظر خوب ہوتا ہے۔

ترک عورتیں اپنے مردوں کی بیلٹ کو پیچھے سے اس طرح مضبوطی سے پکڑے رکھتی ہیں کہ وہ بے چارے آزادی سے حرکت بھی نہیں کر سکتے یہ عورتیں ڈیل ڈول میں مردوں سے دوگنا ہوتی ہیں۔ ان کے بعد ایرانی عورتوں کا نمبر ہے لیکن یہ لوگ بڑے منظم انداز میں مناسک حج ادا کرتے ہیں ہر گروپ کی قیادت ایک مستعد عالم کرتا ہے نوجوان اور ادھیڑ عمر لوگ اپنی عورتوں کے گرد گھیرا ڈال کر چلتے ہیں یوں ان کو طواف اور نماز میں آسانی رہتی ہے۔ حج مذہبی فریضہ کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی فیسٹویل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ حج کی تیاریاں عروج پر ہیں اور عاشقان رسول محو انتظار ہیں کہ کب 8 ذوالحج آئے اور وہ فریضہ ادا کریں۔ آج یعنی بارہ اپریل کو ڈاکٹر جعفری صاحب کے پاس مریضوں کی طویل قطار تھی۔ وہ ہر مریض کو بڑی توجہ اور

سکون سے دیکھتے اور قیمتی ادویات مفت تقسیم کر رہے تھے۔ آج فون پر بچوں سے بات ہوئی لاہور سے راشد اور فیصل آباد سے ندیم اور نغمہ نے بات کی۔ 43 ریال میں بچوں کی خیریت سے مطلع ہو سکے۔ شام تقریباً ساڑھے پانچ بجے جبل کعبہ روڈ سے حرم کو روانہ ہوئے ایک فرلانگ سے کم فاصلہ ہجوم کی وجہ سے گھنٹہ بھر میں طے ہوا۔ شدید جدوجہد کرکے صفیں پھلانگتے سیڑھیاں چڑھتے اترتے باب فہد کی بالائی منزل پر پہنچ گئے۔ راستوں کے درمیان جگہ بنا کر مغرب کی نماز کا انتظار کرنا شروع کیا۔ اچانک پیشاب کی حاجت ہوگئی اب نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن--- جگہ چھوڑی اور بیگم کو تاکید کی کہ نماز ختم ہونے پر بھی اپنی جگہ سے نہ ہلیں۔ اب جو صفیں پھلانگتا تھوڑی دور ہی گیا کہ گزرنا ناممکن ہوگیا وہاں ابھی کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کروں' اذان ہو گئی۔ پھر اقامت بھی ہوگئی اسی صف میں تھوڑی سی جگہ بنا کر مراکش' انڈونیشا اور افریقہ کے لوگوں کے درمیان بھنچ بھنچا کر نماز پڑھنا شروع کر دی۔ بعد میں عشاء کے چار نفل اور دو نفل تحیت مسجد پڑھ کر پھر سے صفیں پھلانگتا باہر آیا۔ اب دوسرا مرحلہ وسیع صحن مسجد کی صفیں پھلانگنا تھیں۔ بڑی مشکل کے بعد ٹائیلٹ پہنچا۔ نیچے پہلی منزل میں جہاں سینکڑوں ٹائیلٹ ہیں لمبی قطاریں تھیں مزید ایک منزل نیچے گیا تو وہاں بھی قطاریں لگی تھیں۔ چوتھی رو کی 680 ویں ٹائیلٹ کی قطار میں تین آدمی تھے۔ غنیمت جان کر لائن میں لگ گیا۔ پندرہ منٹ بعد نمبر آیا اور اب دوبارہ باب فہد کی دوسری منزل پر جانا اور بیگم کو ساتھ لانا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا' لیکن یہ تو کرنا ہی تھا بہرطور عشاء کی اذان ہونے سے کچھ دیر پہلے بیگم تک پہنچ گیا۔ وہاں سے آب زم زم کی تلاش میں مروہ کے سرے والے دروازے کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ دوسری منزل پر لوگ نماز کے انتظار میں بیٹھے تھے مخالف سمت میں آگے بڑھنا مسئلہ بن گیا۔

نصف گھنٹے کی جدوجہد کے بعد باہر سڑک پر آئے نماز شروع ہوگئی باہر دور تک سڑک پر لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے ہم چونکہ عشاء پڑھ چکے تھے اور پھر میں وضو سے بھی نہیں تھا اس لئے باہر نکلنا ضروری تھا۔ جو بعد از خرابی بسیار ممکن ہوا۔ سوچا

ہوں کہ آٹھ ذوالحجہ کو جب یہ لوگ اور آنے والے تمام لوگ (یعنی چھتیس لاکھ کے قریب انسان) میدان عرفات میں وقوف کریں گے تو تب کیا حال ہوگا لیکن پھر یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہم سب اللہ کے مہمان ہیں اور وہ علیم و خبیر مسب الاسباب بھی ہے۔ بازاروں کا جائزہ لینے بچوں کے لئے چھوٹی موٹی چیزیں خریدتے دس بجے رات کمرے میں پہنچے۔ کمرے کا نقشہ ہی بدلتا جارہا ہے۔ خریداری کے ساتھ مزید مہمانوں نے بھی اس میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خیریت کے ساتھ تمام مراحل طے ہو جائیں اور کوئی بدمزگی نہ ہو۔ بیگم جھنجلاتی ہیں تو یہ کہہ کر خاموش کراتا ہوں کہ بس چند روز رہ گئے ہیں صبر کریں اپنی توجہ عبادت پر رکھیں۔ آج 13 اپریل کو سعودی عرب میں چھ ذوالحجہ ہے۔ چھ ذوالحجہ حضرت امام جعفر صادقؑ کا یوم شہادت ہے آج کی مجلس میں آپ کی شہادت اور مقام پر مواعظین نے سیر حاصل گفتگو کی۔ آج کچھ گرمی بھی زیادہ رہی۔ میر کارواں اور زیدی صاحب سے مل کر ڈاکٹر صاحب سے دوائیاں لے کر واپس کمرے میں دو بجے کے قریب آئے کھانا کمرے میں ہی کھایا اور سیزن میں دوسری بار کمرے کا ایئر کنڈیشنڈ چلا کر آرام کیا۔ ظہر عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں بھی کمرے ہی میں ادا کیں۔ نو بجے رات اس خیال سے حرم کو روانہ ہوئے کہ اب راستہ صاف ہوگا لیکن پھر جم غفیر میں پھنس گئے بڑی مشکل سے دو فرلانگ کا فاصلہ ایک گھنٹے میں طے ہوا۔ حرم میں سکون تھا۔ اطمینان سے کعبۃ اللہ کی زیارت کی اور اطمینان کے ساتھ قضا نمازیں پڑھیں پھر مروہ والے دروازے سے باہر آئے۔ مدینہ گیٹ کے باہر سے "بنی بوٹی" لی محمد یوسف عطار نے اکبر صاحب کے حوالہ پر ایک کی بجائے دو پیکٹ دیئے اور اصرار کے باوجود پیسے بھی نہ لئے۔ یہ حیرت کی بات اس لئے نہیں کہ یوسف عطار پنجاب کا رہنے والا ہے مکہ یا مدینہ کا نہیں ہے ورنہ ان سے زیادہ بددماغ بلکہ بدعہد شاید ہی دنیا میں کوئی اور ہو۔ پھر کتابوں کی چند دکانوں کا جائزہ لیا۔ خانہ کعبہ کی کچھ قدیم تصاویر خریدیں۔

ایک تصویر دو سو سال پرانی ہے ایک اور تصویر سیلاب کے زمانے کی ہے جب

کعبتہ اللہ پانی میں تھا اور لوگ تیر کر طواف کرتے تھے' لیکن تصویر میں ایسا منظر نہیں ہے۔ اٹلی کا چھپا ہوا ایک البم دیکھا اس میں خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کی خوبصورت تصاویر ہیں۔ مولانا اکبر صاحب سے بھی کچھ کتابیں ملی ہیں امید ہے چند اور مل جائیں گی۔ تاریخ کعبہ پر ایک کتاب دیکھی جو عربی میں ہے۔ کل پھر کتب فروش حضرات کے ہاں چکر لگے گا۔ آج پروگرام تھا کہ رسول اکرم ﷺ کی پسندیدہ خلوت گاہ یعنی غار حرا کی زیارت کی جائے جہاں برسوں تک آپ ﷺ عبادت فرماتے رہے اور حضرت خدیجہؓ وہاں آپ کے لئے سامان خورد و نوش لے کر جاتی رہیں۔ کوشش کر کے اس پہاڑ پر چڑھنا چاہئے بیگم کا بھی اصرار ہے کہ غار حرا کی زیارت ضرور کی جائے اور پھر اس بات کا بھی کچھ پتہ نہیں کہ سعودی حکومت کب اس پہاڑ کو غائب کر کے کمپلیکس کھڑا کر دے اور دوسری بے شمار نشانیوں کی طرح اس کا بھی محض ذکر باقی رہ جائے۔

حسب پروگرام آج یعنی چودہ اپریل کو صبح سات بجے ٹیکسی لے کر جبل نور (غار حرا) پہنچے۔ تقریباً دو ہزار فٹ کی بلندی پر بے شمار لوگوں کو چڑھتے دیکھ کر خوشی تو ہوئی لیکن یہ سوچ کر متذبذب ہو گیا کہ بیگم یہ چڑھائی کیسے چڑھ پائیں گی۔ جبکہ راستہ بھی خاصا کٹھن ہے' لیکن بیگم کی ہمت دیکھ کر فیصلہ کیا کہ آج چاہے سارا دن لگ جائے یہ مرحلہ ضرور طے کرنا ہے۔ کیونکہ مکہ مکرمہ میں صدر اسلام کی جو نشانیاں باقی ہیں ان میں سے ایک غار حرا ہے اور یہ بہت اہم مقام ہے جو اپنی اصلی حالت بھی ابھی تک موجود ہے۔ اگرچہ اس عظیم پہاڑ کی قطع برید بھی شروع ہے اور صاف نظر آرہا ہے کہ مستقبل میں سعودی سرکار اس پہاڑ کو صاف کر کے عالمی اسلامی ورثہ کو تباہ کرنے کا ایک اور اعزاز حاصل کر کے رہے گی۔ داخلے والی پکی سڑک کے شروع میں سعودی سرکار نے کئی زبانوں میں بڑے بڑے بورڈ لگا رکھے ہیں کہ جبل نور پر عبادت کرنا اور وہاں کی مٹی کو تبرک سمجھ کر لے جانا بدعت اور شرک ہے۔ مختلف زبانوں میں پمفلٹ بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔ جن میں شرک اور بدعت سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جبل نور پر لاؤڈ سپیکر کے ذریعے عربی میں لوگوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ کیا کیا حرکات

شرک کے زمرے میں آتی ہیں۔ اس کی تائید میں مختلف حدیثوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر حدیثیں حضرت عائشہؓ سے منسوب ہیں، لیکن پاکستانی، بھارتی، ایرانی، انڈونیشی، ترک اور مختلف علاقوں کے لوگ سعودی تبلیغ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اللہ اکبر کے نعرے اور درود و سلام پڑھتے اوپر چڑھنے میں مصروف ہیں۔ چڑھائی انتہائی مشکل تھی۔ بیگم نے راستے میں کئی بوتل پانی پی کر اپنے آپ کو سنبھالا۔ بہرحال ٹھنڈا پانی اور بوتلیں پیتے ہوئے اور دائیں بائیں ہونے والی ڈویلپمنٹ کو دیکھتے ہوئے ہم اوپر چڑھتے رہے نصف بلندی پر پہنچ کر دیکھا کہ کسی نے خاص محنت کرکے اور جانفشانی سے کام لیتے ہوئے بہت سی سیڑھیاں بنا دی ہیں۔ جن سے چڑھائی خاصی آسان ہو گئی ہے۔ کچھ حصوں میں سیڑھیاں باقاعدہ سیمنٹ سے بنائی گئی ہیں جب کہ بقیہ حصوں میں پتھروں کو جما کر زینہ بنا دیا گیا ہے۔ مزید کچھ اوپر جا کر ایک موڑ آیا جہاں پر ایک پاکستانی پھاوڑا اور کدال لے کر بیٹھا چندہ جمع کرتا نظر آیا اس نے بتایا کہ وہ کئی سال سے یہ کام تن تنہا کر رہا ہے آتے جاتے لوگ اسے کچھ ریال دے جاتے ہیں جس سے اس کی گزر بسر بھی ہو جاتی ہے اور معقول رقم اکٹھی ہونے پر وہ سیمنٹ خرید لاتا ہے جس سے سیڑھیاں بناتا رہتا ہے۔ اس طویل پہاڑی راستے میں نگینے، گھڑیاں اور دیگر اشیاء بیچنے والوں کی خاصی تعداد موجود تھی جن میں سے اکثریت پاکستانیوں کی تھی ان میں سندھی زیادہ ہیں۔ گداگروں کا بھی قدم قدم پر قبضہ ہے جو زبردستی کرتے ہیں۔ کپڑے پکڑ کر کھینچتے اور ریال مانگتے ہیں یہ بھی تقریباً سب کے سب سندھی ہیں۔ جبل نور کی چوٹی پر پہنچ کر دیکھا کہ دوسری طرف سے اوپر چڑھنا ناممکن ہے کیونکہ اس طرف ڈویلپمنٹ کا کام ہو رہا ہے۔ غار کے پاس پولورائیڈ کیمرے والوں کا ہجوم تھا۔ ایک اونٹ بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ سوال یہ ہے کہ یہ اونٹ اوپر کیسے پہنچا، اب وہ غار ہماری آنکھوں کے سامنے تھا۔ جہاں حضور ﷺ کئی برس تک مسلسل آ کر عبادت کرتے رہے اور پھر یہیں پر اقرا بسم ربک الذی خلق اور بعد کی کچھ آیات جبرئیلؑ نے حضور انور ﷺ کو پہنچائیں۔ اللہ کا کلام اسی مبارک مقام پر رسول اکرم

ﷺ پر نازل ہونا شروع ہوا۔ اب یہاں عجیب منظر تھا ایرانی گروپ باآواز بلند رسول مقبول اور اہل بیت اطہار کی شان میں رطب اللسان تھا۔ پھر زیارت اور دعا وغیرہ ہوئی۔ میں نے اور بیگم نے یہاں دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سعادت نصیب کی۔ اس عمر میں اس عظیم نشانی کی زیارت معمولی بات نہیں چوٹی سے غار کا اندرونی منظر صاف نظر آرہا تھا۔ غار کچھ زیادہ بڑی نہیں بس دو تین آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے یا پھر ایک آدمی آرام کر سکتا ہے۔ حیرت ہوئی کہ حضرت خدیجہ روزانہ آپ کے لئے یہاں کھانا لے کر آتی تھیں۔ ممکن ہے تب کوئی ایسا راستہ ہو جو پہاڑوں میں پگڈنڈیوں کی صورت میں موجود ہو اب تو کسی ایسے راستے کا نشان تک موجود نہیں ہے۔ آج کل تو یہ پہاڑ جدید مکہ کے وسط میں آچکا ہے۔ اس زمانے میں شہر سے باہر تھا لیکن غار کا رخ کعبہ شریف کی طرف ہے۔ غار کے اندر جانے کے لئے راستہ مزید مشکل تھا ممکن ہے ہمت کرکے اندر چلا جاتا لیکن بے پناہ ہجوم اور بیگم کے اصرار نے آگے جانے سے روک لیا۔ قریب ہی جہاں سے منظر صاف نظر آتا ہے چند ایک تصاویر بنوائیں۔ گرمی اور دھوپ نے رنگ جما لیا تھا اس لئے واپسی کا ارادہ کیا۔ واپسی تیزی سے مکمل ہوئی اور تقریباً چالیس منٹ میں ہم لوگ نیچے پہنچ گئے۔ اب حرم جانے کے لئے ویگن پر سوار ہوئے اس نے حرم کی پشت پر اتار دیا۔ ہمارے لئے شہر کا یہ حصہ اجنبی تھا۔ یہاں کی زبردست قسم کی مارکیٹوں میں بھٹکتے ہوئے تقریباً دو بجے حرم کے سیکرٹریٹ والے حصہ میں پہنچے۔ وہاں سے دوسری ویگن میں بیٹھے جس نے جرال پہنچانے کی بجائے کسی اور جگہ پہنچا دیا۔ چنانچہ وہاں سے ایک ٹیکسی لی جس کی مدد سے ہم جرال یعنی اپنی رہائش گاہ کے علاقہ میں پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ کھانا وغیرہ کھا کر جیسے گھوڑے بیچ کر سو گئے۔ اب رات کو اٹھے اور پہلے ظہر، عصر اور پھر مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔ انشاء اللہ رات کا کھانا باہر کھائیں گے اور حرم کا چکر لگا کر کل حج تمتع کی تیاری کریں گے کل بعد از عشاء عرفات کا پروگرام ہے۔

عرفات ہے آغاز --- اس دنیا میں ہماری خلقت کا آغاز --- آدم کے قصے میں (یعنی

آغاز خلقت انسان اور زمین پر بنی نوع انسان کی پیدائش کے باب میں) کہا جاتا ہے کہ ہبوط کے بعد، یعنی زمین پر انسان کی زندگی کے آغاز کے بعد پہلی بار یہاں "آدم و حوا" نے ایک دوسرے کو از سرنو "پہچانا!"

کعبہ سے عرفات تک جانے اور عرفات سے کعبہ کی طرف منیٰ تک لوٹنے کا نام حج ہے۔

خدا کی سمت لوٹنے اور کعبہ کی سمت آنے کے تین مرحلے میں --- عرفات، مشعر اور منیٰ

عرفات --- گفتگو ہے شناخت کی

مشعر --- گفتگو ہے شعور کی

منیٰ --- گفتگو ہے عشق کی

یہاں ہم "نیت عمل" نہیں کریں گے۔ "نیت وقوف" کریں گے۔ پس اصلی بات ان تین مقاموں کی نہیں تین وقوف کی ہے۔

غار حرا پر حاضری

حج اکبر

ذی الحجہ کی نو تاریخ ہے۔ حج کا آغاز ہو چکا ہے۔ حج اکبر، گزشتہ عمل۔۔۔ عمرہ تھا۔ حج اصغر۔۔۔ اب حج اکبر کا آغاز ہوتا ہے۔ ڈاکٹر شریعتی اس مرحلہ پر چونکا دیتے ہیں۔

کہاں ہو۔۔۔؟ جہاں کہیں بھی ہو۔

مسجد الحرام میں ہو، کعبہ میں ہو، گلی میں ہو، سڑک پر ہو، بازار میں ہو، ہوٹل میں ہو، کوئی حرج نہیں، نیت کر لو، ایک بڑے سفر کا آغاز ہے، احرام پہنو اور مکہ سے باہر آؤ۔

عجیب بات ہے۔ اب تمہیں کعبہ کو چھوڑنا ہو گا۔ مکہ کو پس پشت ڈالنا ہو گا۔

حج اکبر۔۔۔ عزم کعبہ حج نہیں، قبلہ حج کعبہ نہیں۔ شروع میں تم یہی سمجھ رہے تھے اور یہ غلط ہے۔ اب اس بات کو سمجھو کہ حج، کعبہ کو جانا نہیں، کعبہ سے جانا ہے۔

اب اپنے عمل سے تجربہ حاصل کرو۔ توحید ابراہیم سے سیکھو کہ شروع ہی سے مقصد کعبہ نہیں تھا۔ ہر چیز کعبہ کی دوسری سمت سے شروع ہو کر کعبہ کی طرف آتی ہے۔ تم اپنی سرحد کے اختتام تک کعبہ سے پہنچے ہو۔

اے دل میں "اس کا" قصد رکھنے والے مہاجر، تمہارے قدم دوسری سرزمین پر پہنچتے ہیں۔ تم دوسری راہ اختیار کرتے ہو۔ اب یہاں اپنے سے گزرنے اور گھر کو چھوڑنے کی گفتگو نہیں ہے۔ یہ سب چیزیں تم میقات میں چھوڑ آئے تھے۔ اب بات خانہ خدا کو چھوڑنے کی ہے۔

اب تم "خدا" تک جاؤ۔

گھر کا حج نہ کرو۔۔۔ گھر کے خدا کا حج کرو۔"

آج یعنی پندرہ اپریل کا دن حج تمتع کے سلسلے میں تیاری کا دن رہا نماز ادا کر کے کپڑے اور دیگر ضروری اشیاء جو ساتھ لے جانا تھیں کم سے کم کرتے ہوئے ایک بیگم اور ایک تھیلے پر مشتمل رہ گئی ہیں۔ ایک چھتری احتیاطاً رکھ لی ہے۔ تیاری کے بعد پہلے حرم گئے جہاں نمازیں ادا کیں۔ زیارت خانہ کعبہ کی' ایک طواف کیا۔۔ نماز طواف پڑھی۔ یہ طواف نبی کریم ﷺ کی نیابت میں کیا۔ پھر مارکیٹ میں گھومتے پھرتے رات کا کھانا کھایا اور ٹھیک نو بجے مکتب نمبر5 میں میر کارواں کے پاس پہنچ گئے۔ وہاں سے عرفات کے لئے تقریباً دس بجے روانگی ہوئی۔ آج صبح سے سنی حضرات منیٰ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ منیٰ میں سب لوگ بستیوں میں رہتے ہیں۔ خیمہ بستیاں بلاکوں پر مشتمل ہیں۔ لاکھوں افراد کے لئے بلاکوں میں نصب خیموں میں رہائش کے انتظامات ہیں۔ انہیں رہائش کہنا بہرحال زیادتی ہے۔ ایک معقول رقم کے عوض دس بارہ یا اس سے بھی زیادہ افراد کو دس فٹ چوڑے اور دس فٹ لمبے خیمہ میں ٹھہرایا جاتا ہے۔ باتھ کی سہولت نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ چنانچہ حاجائے ضروریہ کے لئے چیختے چلاتے عورتوں اور مردوں کی لمبی لمبی قطاریں ہوتی ہیں۔ آج تقریباً گیارہ بجے پہلی خبر آئی کہ منیٰ میں آگ لگ گئی ہے۔ ہمیں ساتھ والے کمرے میں مقیم لوگوں نے بتایا کہ آگ خاصی خطرناک صورت میں ہے اور پولیس نے ہمیں وہاں سے بھگا دیا ہے میں نے خبر کو زیادہ اہمیت نہ دی کہ اتنے بڑے اجتماع میں چھوٹے موٹے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ لوگ خوامخواہ مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں' لیکن ایک بجے کے بعد کسی نے بتایا کہ ستر ہزار خیمے جل گئے ہیں اور سینکڑوں افراد مارے گئے ہیں' لیکن پھر بھی حالات کی سنگینی کا اندازہ نہ ہو سکا سوچا کہ کل کے اخبارات سے درست اندازہ ہو گا۔ ٹی وی دستیاب نہ تھا عربی زبان نہ جاننے کی وجہ سے کسی ذمہ دار آدمی سے بات نہ ہو سکتی تھی اس لئے صورت حال کے بارے میں تشویش بڑھتی جا رہی تھی' عرفات روانگی سے پہلے ایک معقول قسم کے آدمی نے بتایا کہ ایک سو بہتر آدمی مارے گئے ہیں اور بارہ

سو سے زیادہ شدید زخمی ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ سنی سنائی بات ہے یا آپ نے خود دیکھا ہے۔ اس نے جواب دیا میں نے بھی کسی سے سنا ہے۔ دراصل میں اپنے ملک کے افواہ ساز مزاج کو دیکھتے ہوئے گپ سمجھتا رہا اتنے بڑے سانحہ کا یقین نہیں آ رہا تھا۔ پھر یہ سوچ کر کہ صبح تک صحیح صورت حال واضح ہو جائے گی اطمینان سے عرفات کے لئے روانہ ہوئے۔ عرفات میں رات اور اگلے روز سورج غروب ہونے تک وقوف تھا۔ تقریباً گیارہ بجے رات میدان عرفات میں پہنچے۔ مولانا نے نیت کرائی۔

اب ہم عرفات میں آ گئے ہیں۔ ایک خشک وادی' ساحلی نرم ریت سے بھرا میدان' جبل الرحمت کی ایک پتھریلی چٹان کے درمیان' جہاں پیغمبر اسلام ﷺ نے آخری حج کے موقعہ پر لوگوں کو اپنا آخری پیغام سنانے کے لئے منبر بنایا تھا۔

انتہائی خستہ و خراب خیمہ میں مٹی سے اٹی دری بچھی تھی۔ گویا مٹی پر لیٹ گئے۔ سعید عالم زیدی صاحب نے فرمایا کہ میرے پاس ہی لیٹ جائیں انہوں نے ایک چادر بھی دی اور کہا یہاں کوئی مچھر کیڑا حتیٰ کے سانپ یا بچھو بھی آ نکلے تو اسے مارنا نہیں۔ وہ جو جی چاہئے کرے نہ تو منہ ڈھانپنا ہے اور نہ ہی پیر چھپانے ہیں۔ حالت احرام میں جیسے تھے لیٹ گئے میں نے حشرات الارض کو مخاطب کر کے کہا کہ میں آج رات آپ کا مہمان ہوں جو جی چاہے سلوک کریں۔ میں تو سونے جا رہا ہوں اور پھر نیند آ گئی۔

16 اپریل کی صبح میدان عرفات میں بھی حسب عادت تین بجے آنکھ کھل گئی۔ وضو کیا اور تہجد کی نماز پڑھی۔ تقریباً پانچ بجے فجر کی اذان ہوئی مسجد نمرہ یہاں سے دو فرلانگ کے فاصلے پر ہے جہاں سے اذان کی آواز آ رہی تھی۔ مولانا آغا موسوی صاحب نے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھائی پھر مولانا نے دن کی نیت کرائی۔ دیر تک مسجد نمرہ سے عربی زبان میں خطبہ کی آواز آتی رہی۔ نو بجے خواجہ صاحب کو لے کر عرفات کے میدان میں آئے جہاں نبیوں' پیغمبروں' اماموں اور برگزیدہ ہستیوں نے اللہ کی حقانیت کا اقرار کیا اور جسے مستند روایات کے مطابق میدان حشر بھی کہا گیا۔ یہاں کا وقوف حج تمتع کے لئے ایک ضروری عمل ہے یہاں پڑھی گئی عبادت کا عظیم مقام ہے۔

اس عظیم الشان میدان کے ایک حصہ میں تمام کے تمام [illegible]
ہر قافلہ اپنے علماء کرام کی زیر ہدایت مصروف عمل تھا۔ مجالس برپا ہو رہی تھی۔ دوپہر کو ظہرین باجماعت (اس مقام پر ایک اذان اور دو اقامت یعنی ظہر اور عصر ملا کر پڑھنا ہر فرقے کے لوگوں پر لازم ہے) کے بعد دعائے عرفہ۔ حضرت امام حسین کی دعا پڑھی گئی۔ یہ دعا علم و ادب کا شاہکار اور قادر الکلامی کا بے نظیر نمونہ ہے۔ اس بات کو بڑے سے بڑا عالم بھی نہیں جھٹلا سکتا۔ اس دعا میں امام پاک نے عاجزی اور عبودیت کا ایسے الفاظ میں تذکرہ کیا ہے کہ بے ساختہ زبان سے سبحان اللہ کا ورد جاری ہو جاتا ہے۔ حیرت ہے کہ اتنا بڑا شاہکار لوگوں نے نظر انداز کیا ہوا ہے۔ دعائے عرفہ کو اگر سمجھ کر پڑھا جائے تو مجھے یقین ہے کہ پھر انسان زندگی بھر کوئی غلط کام کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ دعائے عرفہ کے بعد مشروبات کا دور چلا۔ میں نے خواجہ صاحب کے ساتھ ایک حصے کا جائزہ لیا۔ مجھے ٹیلی فون بوتھ کی تلاش تھی۔ چند ایک بوتھ نظر آئے مگر ہجوم بہت تھا۔ تھوڑی سی تگ و دو کے بعد ایک لوکل بوتھ پر اپنا نمبر بھی آگیا' لیکن جدہ میں عزیز صاحب کو رنگ نہ کر سکا۔ سکہ ڈالنے کے لئے فون کی مشین میں گنجائش نہ تھی۔ 999 پر آکر مشین بلاک تھی۔ میں چاہتا تھا کہ عزیز صاحب کو کہہ کر لاہور میں بیٹے راشد کو خیریت کی اطلاع بھجوا دوں کیونکہ پاکستان میں لوگ اپنے عزیز و اقارب کے لئے سخت پریشان ہو رہے ہوں گے۔ ہماری بچت اس لئے ہو گئی کہ ہمارے علماء کرام حج تمتع کا سفر صرف رات کو کرتے ہیں اور رات کو عرفات پہنچ کر وقوف کرنا مستحب سمجھتے ہیں۔ اہل سنت حضرات کا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ حج تمتع کے لئے ایک روز پہلے آئے۔ مسجد خیف ان کی نشانی کے طور پر بنی ہوئی ہے۔ چھوٹی سی وادی میں یہ ایک عظیم الشان اور طویل مسجد ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اہل سنت حضرات کا ایک حصہ کل ہی وہاں پہنچ گیا تھا۔

"اے میرے اللہ یہ منیٰ ہے اور یہی وہ مقام ہے جس کی وجہ سے تو نے ہم پر مناسک کے ذریعے احسان فرمایا۔ میں تجھ سے یہی سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر اس طرح

احسان فرما جس طرح تو نے اپنے نبیوں پر احسان فرمایا۔ کیونکہ میں تیرہ بندہ ہوں اور تیرے قبضہ میں ہوں۔"

عرفہ کی رات منیٰ میں گزارتے اور اطاعت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ ساری عبادتیں خصوصاً نمازوں کا مسجد خیف میں بجالانا بہتر ہے۔ صبح کے بعد طلوع آفتاب تک تعقیبات پڑھ کر عرفات کے لئے روانہ ہونا اور فجر کے بعد جانے میں کوئی بھی حرج نہیں ہے، لیکن سنت یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے پہلے وادی محسر سے نہ گزرے۔ نیز صبح سے پہلے روانہ ہونا مکروہ ہے۔ عرفات کا رخ کرتے ہوئے یہ دعا پڑھی گئی۔

ترجمہ: "اے میرے اللہ میں نے تیری طرف ارادہ کیا ہے۔ تجھی پر اعتماد کیا ہے اور تیری ہی ذات کا ارادہ کیا ہے۔ تجھی سے سوال کرتا ہوں کہ میرے سفر کو بابرکت بنا۔ میری حاجت کو پورا فرما اور مجھے ان سے قرار دے جو روز قیامت فخر سے یہ کہیں کہ وہ کون ہے جو مجھ سے افضل ہو۔"

عرفات میں وقوف کرنا واجب ہے۔ وقوف سے مراد عرفات میں نیت قربت خدا کے ساتھ جس طرح بھی ہو سکے۔ زوال سے غروب تک رہنے کا نام ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص وقوف کے پورے عرصہ میں بے ہوش رہے یا سوتا رہے تو اس کا وقوف باطل ہو گا۔

احتیاط کے طور پر نویں ذوالحجہ کو زوال کے بعد سے غروب آفتاب شرعی تک عرفات میں رہنا ضروری ہے۔ تاخیر کرکے عصر کے وقت آکر وقوف کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر "وقوف رکنی" کو چھوڑ دے یعنی ظہر سے مغرب کے درمیان کسی وقت بھی عرفات میں نہ رہے تو اس کا حج باطل ہو گا اور ان کے لئے اضطراری وقوف شب عید کرنا کافی نہ ہو گا۔

عرفات میں وقوف کے مستحبات میں باطہارت رہنا، ظہر کے قریب غسل کرنا بہتر ہے۔ حواس باختہ ہونے کے اسباب سے دور رہنا تاکہ ساری توجہ بارگاہ ایزدی کی

طرف رہے وقوف اس حصہ میں کرنا جو مکہ سے آنے والے قافلے کے اعتبار سے پہاڑ کے بائیں جانب ہو۔ جبل الرحمت کے دامن اور ہموار زمین پر وقوف کرنا' پہاڑ کے اوپر جانا' مکروہ ہے۔ ظہرین کی نماز کو اول وقت میں ایک اذان اور دو اقامت سے بجا لانا۔ حضور قلب کے ساتھ اللہ کی حمد و ثناء کرنا۔ سو مرتبہ اللہ اکبر کہنا اور سو مرتبہ سورہ توحید پڑھنا اور جو چاہے دعا کرنا پھر اللہ سے شیطان کے شر سے پناہ مانگنا اور یہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے۔

ترجمہ: "اے میرے اللہ تمام مشاعر کے پروردگار جہنم سے میری گردن آزاد فرما اور میرے لئے رزق حلال میں وسعت عطا فرما اور مجھ سے جنوں اور انسانوں کے شر کو دور فرما۔ اے میرے اللہ مجھ سے نہ تو فریب ہونے دے اور نہ ہی کسی دھوکہ و فریب سے دوچار فرما۔ سب سے زیادہ سننے والا دیکھنے والوں میں سے سب سے زیادہ دیکھنے والے اور بہت جلد حساب لینے والے اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے میں تجھ سے مانگتا ہوں کہ تو محمد ﷺ اور آل محمدؑ پر رحمت فرما۔"

ایک تھوڑے سے عرصہ میں 30 لاکھ کا ایک شہر آباد ہو گیا ہے۔ ایک ایسا شہر جس کے ہر فرد کا ایک لباس جن کے لب پر ایک ہی نام جس کے ہر فرد کے دل میں ایک ہی آرزو' اے اللہ میری توبہ قبول کرلے۔ میرے گناہ معاف کر دے۔ یہ دنیا بھر کے بکھرے ہوئے انسانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہے۔ جو ہر سال ہوتا ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ عرفات کے میدان میں علمائے کرام آج کے دن کی فضیلت پر خطاب فرماتے ہیں۔ یہاں شرط یہ ہے کہ آپ نے غروب آفتاب تک جاگ کر دن گزارنا ہے۔ چنانچہ جیسے تیسے دن گزر گیا۔ ہمارے قریب ہی امریکہ اور یورپ میں مقیم حضرات کے کیمپ تھے جو اپنے اپنے طریقے سے عبادت کر رہے تھے۔ بعض لوگوں نے اپنی تھکن سو کر اتاری۔ سورج غروب ہوتے ہی تمام قافلے کوچ کے لئے تیار ہو کر

بسوں میں بیٹھ گئے۔ اب اگلا مرحلہ مزدلفہ مشعرالحرام میں رات کا وقوف تھا۔ بسوں میں بیٹھے بیٹھے تنگ آ گئے۔ ٹریفک کے زبردست دباؤ کی وجہ سے قافلے پھنسے کھڑے تھے' بعد مشکل دو اڑھائی گھنٹے بعد روانگی ہوئی۔ جدھر نظر پڑتی انسان ہی انسان رواں دواں دکھائی دے رہے تھے۔ حجاج کی اکثریت پیدل گامزن تھی۔

"ایک عجیب و غریب شہر جو ایک دن میں ریت سے پھوٹا اور بعد نماز عصر سمٹ گیا۔ اقوام عالم کا شہر' بے سازو سامان' تمام بشری نسلوں کی ایک خلقت' بے رنگ' دنیا کے تمام ممالک کا مجموعہ' قید سرحد سے آزاد' پوری زمین ایک وادی میں دور دور تک' افق تا افق اور صف در صف سفید خیمے' شخصات برائے نام' اشرافیت کتنی پست نمود و نمائش مفقود' زیبائیاں کتنی بدصورت۔۔۔

کیا عمل ہے کہ جس کو انجام دینے کے لئے یہ مشقت برداشت کرتے ہو۔۔۔ کچھ نہیں؟ آزادی' اس ناپیداکنار بشری دریا میں غوطہ خور جہاں چاہے اور جس صورت چاہے دن گزار سکتا ہے۔

عرفات کا آفتاب ڈھل گیا۔ اب عرفات سے چل نکلو۔ اس لئے کہ عرفات خود بھی جا رہا ہے۔ عرفات رات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ رات عرفات کو نگل لے گی' محو کر دے گی۔

رات عرفات میں نہ رہو۔ سورج ڈھلنے پر چل پڑو۔ اس لئے کہ سب لوگوں نے چلنے کا عزم کر لیا ہے۔ رات جب آتی ہے تو کسی مسلمان کو اپنی راہ پر نہیں پاتی۔ "سورج کا شہر" اچانک غروب کے ابہام میں چھپ گیا اور وادی کو چھوڑ کر تیزی سے بھاگ نکلا۔ مگر کہاں؟۔۔۔ مشعر میں۔ رات کو مشعر میں رہنا ہو گا۔"

ارشاد خداوندی ہے:

"تم نے عرفات میں اپنے اندر جوش و جذبہ اور بہاؤ پیدا کیا اب مشعرالحرام میں خدا کی یاد کو اپنی آگاہی اور اپنے احساس میں جگاؤ۔۔۔ اس کو یاد کرو جس نے تمہیں راستہ دکھایا۔ ہرچند کہ تم

اس سے پہلے تم گمشتہ راہ لوگوں میں سے تھے اور پھر چل پڑو جہاں سے کہ انبوہ خلق جاری ہے۔۔۔" (سورہ بقرہ)

عرفات اور منیٰ کے درمیان سے مشرق کی جانب حدود حرم میں داخل ہو کر ایک تین میل کا میدان ہے اس کو مزدلفہ کہتے ہیں۔ اس میدان کی آخری حد پر ایک پہاڑ ہے جسے مشعرحرام کہتے ہیں۔ راستہ میں حجاج تسبیح' ذکر اور تلبیہ کہنے میں مصروف ہوتے ہیں۔ مزدلفہ میں پہنچ کر مشعرحرام کے آس پاس ٹھہرنا افضل ہے۔ کیونکہ رسول اکرم نے مشعرحرام کے پاس قیام فرمایا تھا۔

روز عید کی صبح فجر صادق سے طلوع آفتاب مشعرحرام میں وقوف کرنا واجب ہے۔ مشعرحرام میں وقوف کی نیت کرنا واجب ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ شب عید عرفات سے کوچ کرنے کے بعد سے لے کر طلوع آفتاب تک بہ نیت خالص مشعر حرام میں گزرے۔

"میرے اللہ میری زندگی کا یہ آخری وقوف نہ ہو بلکہ جب تک تو مجھے باقی رکھے بار بار مجھے وقوف کی توفیق عطا فرما۔ میرے لئے اس دن کو کامیابی اور دعا کی مقبولیت' بخشش اور رحمت کا دن قرار دے اور اس دن کو اس طرح بدل دے جس طرح تو اپنے حرمت والے گھر کے حجاج اور کاروانوں کے لئے بہترین طریقہ سے بدلے گا۔ آج کے دن کو اپنے حضور بہترین وفد کی حاضری کا دن قرار دے اور مجھے خیر و برکت رحمت و رضوان اور مغفرت اس بہترین طریقہ سے عطا فرما جو تو ان میں سے کسی ایک کو افضل طریقہ سے عطا فرمائے گا اور برکت عطا فرما کہ میں اپنے اہل و عیال' تھوڑے یا بہت مال کی طرف لوٹ سکوں اور ان تمام میں میرے لئے برکت نازل فرما۔"

"اے اللہ میرے اللہ اس وقوف میں مجھ پر رحم فرما۔

میرے عمل میں اضافہ فرما۔ میرے دین کو محفوظ فرما اور مجھ سے
میرے مناسک کو قبول فرما۔"

"مشعر کی رات کا آغاز ہو چکا ہے۔ مشعر میں چراغ نہیں ہے۔ رات' چاند کی روشنی اور ان ستاروں کے موتے اور تابناک قطروں کی بارش سے روشن ہے جو آسمان کی قندیلیں ہیں۔ مشعر کی رات کو' اس خوبصورت آسمانی وجود کو وہ لوگ نہیں پہچان سکتے جنہوں نے مٹی میں منہ ڈال رکھا ہے اور لقمہ کو خاک میں ڈھونڈتے پھرتے ہیں جس شب کو وہ پہچانتے ہیں وہ دوسری ہے... شب مشعر تعریف سے باہر ہے۔ شب مشعر' جنت کی خیال پرور اور دل انگیز راتوں کا ایک سایہ ہے۔ اس کی چاندنی ٹھنڈی' نکھری اور پرکشش ہے۔ خدائے مہربان کی مسکراہٹ ہے اور اسی کے چہرے میں یہ بات ہے کہ تمہارا دل "ماہ و مہتاب پر خدا کی قسم" کی گواہی دیتا ہے۔"

وادی میں دائیں بائیں قیام کے لئے پارکنگ بنی ہوئی تھی۔ جس کو جہاں جگہ ملی وہیں چٹائی بچھا کر لیٹ گیا۔ ہمارے قافلے کی دو بسیں تھیں انہوں نے ہمیں سڑک پر اتارا اور خود غائب ہو گئیں۔ یہاں فٹ پاتھ اور سڑک کا کچھ حصہ خالی تھا اس پر چٹائیاں بچھا کر مرد و زن لیٹ گئے۔ میں ٹائیلٹ کی تلاش میں بھٹک گیا۔ جب ٹائیلٹ ملا اور وہاں طویل قطار میں لگ کر فارغ ہو کر باہر نکلا تو سمت کا ٹھیک اندازہ نہ رہا۔ گھنٹہ ڈیڑھ کی خرابی و خواری کے بعد قافلہ ملا اور کچھ کھائے پیئے بغیر ہی سو گیا۔ حسب عادت رات کو دو تین مرتبہ اٹھا اور پریشان ہوتا رہا۔ بڑی مشکل سے یہ وقوف گزرا یہاں تہجد اور پھر فجر کی نماز باجماعت ہوئی۔ ادھر بھی مولانا نے رات کو ہی طلوع سحر سے طلوع آفتاب تک کی نیت کرا دی تھی۔ صبح طلوع سحر کے فوراً بعد روانہ ہونا تھا مگر بسیں غائب تھیں اور آنے کا بھی کوئی امکان نہ تھا۔ نتیجتاً سات آٹھ کلومیٹر کا فاصلہ سامان کے ساتھ پیدل طے کرنا تھا۔ رات کو اپنی ضرورت کے چکر میں' میں نے جن جن حصوں کا مشاہدہ کیا وہاں صورت حال ابتر تھی۔ ہر طبقے کے مسلمان زمین پر پڑے تھے۔ کھانے پینے اور ضروریات کے انتظامات ناکافی تھے۔ جگہ کم اژدہام زیادہ۔ یہاں

سے ہی جمرات کو مارنے کے لئے کنکریاں تلاش کر رہی تھیں۔ جو قافلے کے باقی لوگوں کے ساتھ مل کے ہی جمع کیں۔ جیسے ہی طلوع فجر ہوئی قافلہ منیٰ کی طرف چل پڑا۔ جیسے جیسے آگے بڑھتے گئے ہجوم بڑھتا گیا یعنی انسان اور بیچ میں شور مچاتی ایمبولینس اور پولیس کی گاڑیاں۔ بیگم کے لئے پیدل چلنا بہت تکلیف دہ تھا لیکن کوئی اور حل بھی میسر نہ تھا۔ قافلے کا جھنڈا بہت اہم ہو گیا۔ کبھی قافلے کے ساتھ ساتھ ہوتے اور پھر ہجوم میں تتر بتر ہو جاتے۔ قافلے کا جھنڈا دوبارہ اکٹھے ہونے میں مدد دیتا۔ تمام سڑکیں ایک ہی منزل کو رواں تھیں۔ آخر کار ہم چھت والے راستے تک پہنچ گئے۔ یہ طویل راستہ خاص طور پر لو اور دھوپ سے بچنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر جہازی سائز پنکھے لگے ہوئے تھے لیکن یہ تمام پنکھے بند تھے۔ راستہ کم از کم سو فٹ چوڑا ہو گا لیکن اس کے زیادہ تر حصے پر شب بسری کرنے والے غیر قانونی حاجیوں کا قبضہ تھا۔ اگرچہ ہجوم کے دباؤ نے کافی راستہ خالی کرا لیا تھا۔ اس کے باوجود لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اب صورت حال یہ تھی کہ گرمی گھٹن اور دباؤ نے لوگوں کے سانس اکھاڑ دیئے تھے۔ میں نے سامان اٹھا رکھا تھا اور اہلیہ قافلہ کے باقی لوگوں کے ساتھ آگے نکل چکی تھیں۔ پیاس سے میرا برا حال تھا۔ ادھر ادھر ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ تقریباً نصف راستہ طے کیا ہو گا کہ اچانک پنکھے چل پڑے۔ ماحول خوشگوار ہو گیا۔ سانس بحال ہو گیا اور جان میں جان آئی۔ ان پنکھوں کی ساخت دیکھنے میں ہوائی جہاز کے جیٹ انجن جیسی ہے۔ طویل راستے میں یہ بڑے بڑے جیٹ پنکھے سینکڑوں کی تعداد میں نصب ہیں۔ اس راستے کے ایک طرف کھانے پینے کی دکانیں اور ٹائیلٹ بنے ہوئے ہیں۔ ہمارا قافلہ اور دیگر خواتین و حضرات جن کے رنگ، نسل اور زبانیں مختلف تھیں ایک دوسرے سے جڑے دھکے دیتے گرتے پڑتے چلے جا رہے تھے۔ رکنے یا سانس لینے کی جو بھی کوشش کرے گا بچھڑ جائے گا چنانچہ سبھی چلے جا رہے ہیں۔ جیسے تیسے یہ پیدل سفر تقریباً تین گھنٹے میں مکمل ہوا اور ہم لوگ منیٰ میں داخل ہوئے۔ پل کبریٰ خالد کے نیچے کیمپ 1 تا 5 پاکستان کی خیمہ بستیاں ہیں۔ نمبر 5 میں ہمیں

چھ خیمے الاٹ ہوئے۔ ان چھ خیموں میں تقریباً 150 افراد ٹھہرے۔ منیٰ میں چند روز پہلے لگی آگ کے اثرات نمایاں تھے۔ اگرچہ حکومت نے بڑی چابک دستی سے کام لیتے ہوئے نئے خیمے لگوا دیئے تھے' لیکن آگ کے اثرات کا مکمل طور پر خاتمہ ممکن نہ ہو سکا تھا یہاں ہمارے قافلے کا پڑاؤ تین روز کے لئے تھا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ فوری طور پر بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے کا فریضہ سرانجام دیا جائے۔

چنانچہ پرچم کی سرکردگی میں قافلہ بڑے جمرے سے نمٹنے کے لئے چل پڑا۔ وہاں ایک جم غفیر بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے میں مصروف تھا۔ عملی صورت یہ تھی کہ لوگ ایک دوسرے کو دھکے مکے مار رہے تھے اس ہنگامے میں میری چھتری گری اور گم ہو گئی۔ خود میں کنکریوں کی زد سے بصد مشکل بچا۔ اہلیہ کو دو تین پتھر لگ گئے۔ یہ پتھر مارنے کا عمل مزدلفہ سے منیٰ تک کے پیدل سفر سے بھی زیادہ مشکل ثابت ہوا۔ اہلیہ کا جوتا بھی شیطان نے اتروا لیا۔ بہرحال اس فریضہ سے نمٹنے کے بعد ہم لوگ واپس خیمے میں آئے اب یہ طے ہوا کہ قربانی آج ہی کر دی جائے۔ چنانچہ قافلے میں جو لوگ خود قربانی کرنا چاہتے تھے میر کارواں کی سربراہی میں قربان گاہ نمبر 5 پہنچے ہم اپنے قافلہ میں سے دس بارہ افراد تھے۔ وہاں بکروں چھتروں اور دنبوں کی قربانی کا منظر دیکھا۔ جس شخص کے ساتھ سودا ہوا تھا وہ 300 ریال فی بکرا مانگنے کی کوشش میں طے شدہ سودے سے مکر گیا۔ اس کا کہنا تھا کہ آپ لوگ تاخیر سے آئے ہو' مال بک گیا ہے۔ اس سے ایڈوانس واپس لیا' ایک اور ڈیلر سے 260 میں بات ہوئی لیکن وہ بھی بات پر قائم نہ رہ سکا۔ پھر ایک اور ڈیلر سے رابطہ کیا اس سے 250 ریال فی بکرا طے ہو گیا۔ ذبیحہ کے انچارج مولانا اکبر صاحب نے جانور نکالنے اور پاس کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ میں نے اپنا اور بیگم کا قربانی کا فریضہ سرانجام دیا۔ ظفر مسعود اور ان کی بیگم کے لئے بھی جانور لئے یوں کل چار بکرے ذبح کیے۔ مولانا نے دعا اور نیت کرائی۔

"اور اب تم ابراہیم کے منیٰ میں ہو۔ اپنے اسمٰعیل کو مقتل میں لائے ہو۔
تمہارا اسمٰعیل کون ہے؟

کیا ہے؟

ابراہیم کے لئے اسمٰعیل تھے... تمہارا اسمٰعیل شاید "تم خود" ہو شاید تمہارا گھرانہ ہے... تمہارا شغل ہے... تمہاری دولت ہے... تمہاری حیثیت ہے...

اپنے اسمٰعیل کی قربانی دو۔

اپنے ہاتھ سے اسے ذبح کرو۔

اس کی شہ رگ کاٹ دو۔

اپنے پیروں تلے اس وقت تک دابے رکھو جب تک تمہیں یہ نہ محسوس ہو جائے کہ اس کا تڑپنا ختم ہو گیا ہے... اور اس کے بعد تم اٹھ کھڑے ہو اور اپنی قربانی کے سر و بدن سے الگ ہو جاؤ۔

نفس کو مارو... نفس کے وسوسے سے پرہیز کرو' پابند نفس نہ رہو... "مرنے سے پہلے مر جاؤ..." خود پرستی کو اپنے سے دور کر دو۔

قربانی سے فارغ ہو کر نکلے تو قافلہ سالار اور دوسرے لوگ بچھڑ چکے تھے۔ تھوڑی دیر تلاش کیا۔ پھر سوچا کہ آج صبح سات بجے سے پیدل مارچ ہو رہا ہے اب مزدلفہ کے قربانی والے گیٹ پر ہوں پورا منیٰ کراس کر کے کوبری خالد (پل) پہنچنا ہے اس لئے بہتر ہے کہ فریش ہو کر مارچ کیا جائے۔ منیٰ کے شروع ہی سے کیمپ ٹاؤن آباد ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ آگ نے اس وادی کو اس طرح جھلسایا تھا کہ کوئی خیمہ جلنے سے نہ بچا۔ منیٰ میں آگ کی شدت کا اندازہ صورتحال سے ہو رہا تھا۔ منیٰ سے متعلق بہت سی باتیں ذہن میں آنے لگیں کہ کس طرح جمرات کے ساتھ اللہ کی راہ میں لڑنے والے آن کر ٹھہرتے ہیں۔ اور اسے کنکریاں مارتے ہیں لیکن کس طرح ہر سال چھوٹا بڑا حادثہ ضرور ہو جاتا ہے۔ کیا یہ محض اتفاق ہے؟ یا پھر شیطان اللہ تعالیٰ سے حاصل کردہ آزادی کا فائدہ اٹھا کر اپنا کام پہلے ہی کر دیتا ہے۔ اس بار اس کا انتقام بہت شدید تھا۔ آگ لگنے کے اسباب کچھ بھی کیوں نہ ہوں۔ منیٰ میں شیطان (جمرات) کی شرارت کے عجیب عجیب منظر دیکھنے میں آئے۔ باتھ رومز کے باہر لمبی لمبی قطاروں میں اپنی باری

labaik ya Hussain AS
anjumhasnain2008@yahoo.com

مروہ پہاڑ پر دعا

زم زم پر دعا

کے انتظار میں بے چینی سے کھڑے لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی اندر ذرا وقت زیادہ لے لے تو وہ دروازہ پیٹنے لگتے ہیں۔ جواب میں اندر سے مغلظات سننے کو ملتی ہیں۔ منیٰ میں پانی بہت پریشر کے ساتھ آتا ہے۔ اگر کوئی بے دھیانی سے پانی کا لیور کھول دے تو خود کو اور باہر کھڑے لوگوں کو نجس کر بیٹھتا ہے چنانچہ تو تکار کی نوبت آجاتی ہے۔ آپ اپنی طرف سے بہت دیکھ بھال کر چل رہے ہیں اچانک ایک آدمی پیچھے سے نکلتا ہے اور آپ کو دھکا دے کر بڑھ جاتا ہے۔ ایک فیملی صبح صبح ہمارے خیمہ میں داخل ہوئی۔ نماز کا وقت تھا۔ فیملی میں پانچ خواتین ایک ضعیفہ دو جوان لڑکیاں ایک بزرگ جو سربراہ ہوں گے اور ایک دو اور افراد جوان کے عزیز ہوں گے خیمے میں آئے اور ہمیں حکم دیا کہ یہ جگہ خالی کر دو۔ ابھی ہم حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے کہ بزرگ فرمانے لگے لڑکیو تم دیکھ کیا رہی ہو ان کے اوپر گر پڑو اور پھر ایک ہنگامہ بپا ہو گیا۔ غرض یہ کہ جدھر جائیں اس علاقہ میں ذرا ذرا سی بات پر ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ دکانداروں کی لوٹ مار الگ ہے۔ اردو نیوز اخبار جو دو ریال کا ہے تین ریال میں بیچا جا رہا ہے۔ ایک ریال کی پانی کی بوتل دو ریال میں--- لگتا ہے ہر شخص شیطان کے زیر اثر عہد کئے ہوئے ہے کہ کچھ بھی ہو جائے حاجیوں کو لوٹ لینا ہے۔ عرفات اور مزدلفہ کا سنجیدہ حاجی بھی یہاں پہنچ کر باؤلا محسوس ہوتا ہے' یہاں تک کہ حکومت کے زیر انتظام چلنے والے ادارے بھی لوٹ مار کا بازار گرم کئے ہوتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جناب سال میں صرف یہی گنتی کے چند دن تو ہمیں ملتے ہیں پھر آگے پیچھے کون آتا ہے۔ اس لئے خاموشی سے لوگوں کو کھلے دل کے ساتھ لٹنے لٹانے کا منظر دیکھئے۔ عرفات کے میدان سے لے کر منیٰ تک حج تمتع کے اس عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی اوقات یاد دلائی ہے۔ 2 ان سلی چادروں میں فقیر سے لے کر بادشاہ تک قافلوں میں اس طرح پھر رہے ہیں جیسے حشرات الارض ہوں اور رہے حشرات الارض تو آپ کو اجازت نہیں کہ انہیں گزند پہنچائیں۔ بس یہ کر سکتے ہیں کہ نرمی سے ہاتھ سے ہٹا دیں۔ منیٰ کے حادثہ نے شہری زندگی کو متاثر کیا ہے۔ ٹیلی فون

بوتھ بند پڑے ہیں۔ ٹیلی فون کا نظام ابھی تک بحال نہیں ہو سکا۔ کئی بار خیال آیا کہ بین الاقوامی میڈیا نے اور پاکستانی اخبارات نے بہت سنسنی پھیلائی ہو گی اور گھر میں سب پریشان ہوں گے۔ کہیں سے فون کرنا ممکن نہیں۔ عرفات میں ٹیلی فون بوتھوں پر لمبی لمبی قطاریں لگ گئی تھیں۔ مزدلفہ میں سہولت محدود ہے۔ منیٰ کا نظام آگ کی نظر ہو چکا ہے۔ اب ایک ہی حل ہے کہ مکہ سے فون کیا جائے ساتھ ہی طواف حج تمتع وغیرہ بھی کر لیا جائے۔ منیٰ میں تین راتیں گزارنا ضروری تھا۔

اگلے روز ہم نے دس دس ریال سے ٹیکسی لی اور حرم پہنچے۔ حرم سے سیدھے کمرے میں آئے کچھ دیر آرام کیا۔ نہائے دھوئے اور پھر عصر کی نماز کے فوراً بعد طواف میں شامل ہو گئے۔ زبردست ہجوم نے پہلے دو چکروں میں پاؤں اکھاڑ دیے' لیکن پچھلے چند روز جس ہجوم میں گزارے۔ اس کے سامنے اس ہجوم کی کیا حیثیت تھی۔ کئی دفعہ پیر کچلے گئے لیکن طواف مکمل کر کے دم لیا۔ نماز طواف مقام ابراہیم کے پیچھے قریب ہی پڑھی۔ پھر صفا اور مروہ کے سات چکر لگائے ہجوم یہاں بھی کافی تھا لیکن دباؤ نہیں تھا۔ چالیس منٹ میں سعی مکمل ہو گئی پھر ہم نے طواف نساء کا پروگرام بنایا۔ اس دوران نماز مغرب کا وقت ہو گیا۔ نماز کے فوراً بعد طواف نساء مکمل کیا اب حرم میں ہجوم بڑھ چکا تھا اور مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان دباؤ کے باوجود طواف آسانی سے ہی مکمل ہو گیا۔ نماز طواف بھی ادا کیا۔ عشاء کی نماز کے بعد ٹیلی فون کا ارادہ کیا۔ لاہور میں عید تھی اس لئے گھر میں سب کے ملنے کا امکان تھا ٹیلی فون شاپ گئے گھر فون کیا۔ بجیلہ سے پہلے بات ہوئی پھر راشد سے بات کی۔ بیگم نے بھی بات کر لی۔

بچوں کی تسلی کرنے کے بعد منیٰ کا رخ کیا کہ رات بارہ بجے سے پہلے پہلے وہاں پہنچنا ضروری تھا۔ برگر اور کولڈ ڈرنک لئے اور منیٰ کے لئے بس میں سوار ہو گئے۔ نو بجے کے سوار ہوئے ساڑھے دس بجے منیٰ پہنچے۔ بے پناہ ہجوم میں بس نے بلندی پر اتار دیا۔ یہاں سے اترنا شروع کیا۔ جمرات کے سامنے تھے تقریباً دو سو اَدو سو سیڑھیاں

اتر کر ہجوم میں پھنس گئے۔ جانا تھا پل کبری خالد کی طرف لیکن چل پڑے مزدلفہ کی طرف کافی دور جانے کے بعد پتہ چلا کہ غلط سمت میں جا رہے ہیں۔ تقریباً بارہ بجے رات پھر جمرات والے حصہ میں تھے جہاں کنکریاں مارنے والوں کا ہجوم پہلے جیسا ہی تھا۔ بالائی حصہ میں سے ترائی کے دوسرے کنارے پرانی آبادی میں پہنچے۔ مسجد خیف کا تذکرہ کسی نے کیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے یہاں نماز پڑھی تھی۔ اس مسجد کے بیت الخلا حرم کعبہ اور مسجد نبوی کے بیت الخلا سے ہر لحاظ سے اعلیٰ درجہ کے تھے۔ بیگم کا پیدل چلنے سے برا حال ہو چکا تھا۔ ایسے میں بیگم نے کوئی بات کی جس کا جواب میں نے سخت لہجے میں دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی شیطان کا ہی اثر ہوگا۔ ورنہ مجھے ایسی بات نہیں کرنا چاہیے تھی۔ بیگم بھی تو آخر آج کم از کم 35 کلو میٹر پیدل چل چکی تھیں۔ یہاں سے اب مکتب نمبر 6 کی تلاش شروع ہوئی۔ اندازے سے آگے بڑھتے گئے اچانک پاکستانی پرچم نظر آگیا۔ مکتب نمبر 6 ملتے ہی بیگم تیزی سے اندر چلی گئیں۔ مجھے آفس کاؤنٹر پر بیٹھے شخص نے چائے پلائی۔ ادھر خیمہ میں میری جگہ اور تکیہ وغیرہ پر قبضہ ہو چکا تھا۔ بچے پیروں میں نشیب تھا۔ تھوڑی سی جگہ خالی تھی گتے کے ڈبے کھول کر بچھائے اور لیٹ کر سو گئے۔ یہ نیند بھی خوب ہے جب آتی ہے تو پھر کچھ نہیں دیکھتی غلبہ پا لیتی ہے۔

انیس اپریل کو منیٰ میں صبح ساڑھے تین بجے آنکھ کھلی۔ مولانا نے ایک شاگرد کو اذان دینے کے لئے کہا۔ جس نے بڑی خوبصورت آواز میں اذان دی۔ نماز فجر باجماعت ادا کی۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ باتھ روم کیسے استعمال کیا جائے۔ قسمت نے یاوری کی دس منٹ بعد نمبر آگیا۔ کتنی بڑی حقیقت ہے کہ انسان کو اپنی جسمانی ضرورت پر بھی کنٹرول نہیں اور دعوے کرتا ہے زمین و آسمان کے الامان الحفیظ سات بجے کارواں شیطانوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ کنکریوں سے مسلح حجاج نے پہلے چھوٹے جمرہ پھر درمیانے اور آخر میں بڑے جمرے کو نشانہ بنایا سات سات کنکریوں کی برسات شیطان پر اس طرح کی گئی جیسے مارنے والوں سے زیادہ بہادر کوئی نہیں۔ یہ لوگ شیطان کو کم اور ایک دوسرے کو زیادہ مار رہے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر

شیطان اپنی اصلی شکل میں آن کر یہاں کھڑا ہو جائے تو یہ بہادر! سب نہیں تو آدھے سے زیادہ دوڑ لگا جائیں گے۔ ایک ستون کو مارنے کے لئے عجیب انداز میں یہ لوگ حملہ آور ہو رہے تھے اس حملہ میں اپنے بھائی بندوں کو زخمی کر رہے تھے دھکم پیل ہو رہی تھی اس صورت حال میں خواتین کا برا حال تھا اس طرح تو کسی وقت بھی کوئی بڑا حادثہ ہو سکتا ہے (اور بارہ ذوالحجہ یعنی کنکریاں مارنے کے آخری دن حادثہ ہو گیا) منیٰ سے واپسی پر ہم نے ایک جم غفیر کو چاروں طرف سے شیطانوں پر یلغار کرتے دیکھا۔ یقین تھا کہ آج کچھ نہ کچھ ہو کر رہے گا۔ بعد میں ہمارے معلم نے بتایا کہ جمرات سے لوٹتے ہوئے دو سو بیالیس حجاج شہید ہو گئے ہیں اب خود ہی انصاف کیجئے۔ یہ بد نظمی، بے تدبیری ہے یا پھر شیطان کی کارستانی؟ بہر حال ہم لوگ گیارہ بجے اپنے کیمپ واپس آگئے اور ساڑھے بارہ بجے سہ پہر بیدار ہو کر حرم جانے کی تیاری کی اور پھر حرم پہنچ کر سب سے پہلے طواف حج تمتع کیا۔

خانہ کعبہ میں حجاج کرام کا ہجوم اپنی جولانی پر تھا بہر حال پھنس پھنسا کر طواف مکمل کر لیا۔ پھر نماز طواف ادا کی صفا اور مروہ کے سات چکر لگا کر سعی مکمل کی۔ (یہ سات چکر انتہائی اطمینان اور سکون سے ادا ہوئے) اب مغرب کا وقت ہو گیا۔ مغرب کے بعد دوسرا طواف النساء ادا کیا اور پھر دو رکعت نماز ادا کی۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور حرم سے باہر آگئے۔

"طواف میں تم نے ہاجرہ کا رول ادا کیا۔

مقام میں تم ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ دونوں کے کردار کا آئینہ بنے اور اب تم سعی کی ابتدا کرتے ہو۔

اور ایک بار پھر ہاجرہ کے رول میں واپس آتے ہو۔

سعی، یہاں تم ہاجرہ کی منزل پر ہو۔

حج کی تمثیل میں یہ خاتون ممتاز ترین جان تمثیل اور منتخب ترین چہرہ ہیں --- حرم خاص میں ایک تنہا عورت، ایک ماں اکیلی، ہولناک درہ، تنہائی، موت

labaik ya Hussain AS
حجر اسود
anjumhasnain2008@yahoo.com

جائے نماز' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سربفلک پہاڑوں کے درمیان دوڑنے کا عمل

جستجوئے آب ہیں۔

پانی کی جستجو میں سعی' کہ جو مادی اور زمینی زندگی کی مظہر ہے جو آدم اور مٹی کے

پیوند میں ایک ضرورت عینی ہے' جو اس دنیا کی بہشت اور مائدہ زمینی ہے۔

سعی--- ایک مادی عمل' ایک مادی تلاش' پانی اور روٹی کے لئے تگ ودو تاکہ

تم اپنی پیاس بجھاؤ' اپنے بچے کی بھوک مٹاؤ اور ایک اچھی زندگی گزارو۔

طواف--- جبر الٰہی اور بس

سعی--- انسانی اختیار اور بس

طواف--- ہمہ "او!"

سعی--- ہمہ "تو!"

جینا--- جینے کے لئے نہیں' بلکہ خدا کے لئے۔"

سعی--- سعی کے لئے نہیں' بلکہ خلق خدا کے لئے

بیس اپریل کی صبح سات بجے ہمارا کاروان پھر جمرات پر حملہ آور ہوا۔ گروپ کی لیڈر شیطان کے سامنے سے یکایک ہٹ گئیں۔ بیگم ان کے پیچھے تھیں دھکا لگا اور وہ منہ کے بل نیچے جاگریں۔ وہ تو غنیمت ہوا کہ اکرام صاحب اور دوسرے احباب نے فوراً اٹھا لیا ورنہ جنگ میں مصروف سورما خواتین و حضرات نے کچل کر رکھ دینا تھا۔ بہرحال اللہ کا فضل ہوا اور یہ منزل بھی جیسے تیسے مکمل ہو گئی۔ واپس کیمپ روانہ ہو گئے۔ ہم منتظر تھے کہ کوئی سواری ملے۔ اچانک کاروان کے لئے مخصوص بسوں میں سے ایک بس پہنچ گئی۔ ہم لوگ اس میں سوار ہو کر اڑھائی بجے کے قریب مکہ پہنچ گئے۔ تھکن سے بے دم تھے اپنے اپنے گدوں پر گر کر سو گئے۔ اگلے روز یعنی اکیس اپریل کو صبح میر کارواں سے ملاقات ہوئی مجلس کا پروگرام تھا اس میں مناسک حج کے حوالے سے بقیہ فرائض کے بارے میں کارآمد باتیں بیان کی گئیں۔ حضرت مسلم اور ان کے بچوں کی

شہادت کا دن تھا اس حوالے سے سب نے مل کر پہرہ دیا۔ بعد میں ہوٹل آ کر سامان لے کر مطوف کے پاس گیا جس سے جدہ جانے کی تحریری اجازت لی۔ عزیز صاحب کو فون کیا کہ بھائی ہم تیار ہیں اور آ رہے ہیں لیکن ان کا اصرار تھا کہ میں خود لینے آ رہا ہوں آپ انتظار کریں میں دس بجے تک پہنچ جاؤں گا لیکن جب وہ دو بجے تک نہ آئے تو ہم ٹیکسی لے کر جدہ پہنچ گئے۔ جدہ میں ہماری دلچسپی کی جگہ بی بی حوا کی قبر تھی۔ جدہ نام بھی اسی حوالے سے موسوم ہے۔ عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ مارکیٹیں بند تھیں۔ یہاں سے عزیز صاحب کے بھائی (سٹور) فون کیا پتہ چلا کہ وہ تو مکہ گئے ہوئے ہیں اور آنے ہی والے ہیں۔ چنانچہ ہم ٹیکسی لے کر ان کے سٹور پہنچ گئے وہاں ان کی بیگم نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ بیگم عزیز بہت ملنسار اور حلیم الطبع خاتون ہیں۔ ان کی بیٹی مریم اور دیگر بچے بہت جلد اپنے دادا یعنی مجھ سے گھل مل گئے۔ بیگم کی بے چینی دیدنی تھی۔ بیگم عزیز نے بہت خاطر مدارات کیں۔ کسی نہ کسی طرح فون پر عزیز صاحب کے ساتھ رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔ عزیز صاحب سے میری بات کروائی۔ اب ان کا اصرار تھا کہ رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھائیں۔ بعد میں شاپنگ کریں گے اور پھر میں آپ کو خود مکہ چھوڑ کر آؤں گا۔ ان کے بڑے بھائی ایک مارکیٹ میں کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں۔ بیگم نے یہاں سے اپنی ضرورت کے لئے تھوڑا سا کپڑا خریدا۔ بازار رات بارہ بجے بھی کھلا تھا۔ ایک دکان سے چمن کا بنا ہوا انجیر خریدا اور واپس عزیز صاحب کے ساتھ چائے پی اور مکہ سفر کی تیاری شروع کر دی۔ میں نے بہت سمجھایا کہ تکلف نہ کریں لیکن وہ باز نہ آئے اور رات ڈیڑھ بجے ہم لوگ مکہ میں واپس اپنے کمرہ میں پہنچ گئے۔ اگلے روز صبح بائیس اپریل کو پی آئی اے کی ٹکٹ کے مطابق ہمیں ایئر پورٹ جانا تھا اس لئے سامان رکھ کر کچھ اور چیزیں خریدنے کے لئے پھر بازار چلے گئے۔ مکہ کا بازار ساری رات کھلا رہتا ہے۔ مٹھائی خرید کر باہر نکلے تو تہجد کی اذان ہو رہی تھی۔ ساڑھے تین بجے صبح کمرہ میں واپس آ کر تہجد کی دو رکعتیں پڑھیں پھر فجر کا وقت ہو گیا۔ فجر کی دو رکعت پڑھیں اور پھر سو گئے۔ دس بجے تک پیکنگ سے فارغ ہو

کر باہر نکلے۔ نوٹس دیکھا جس میں پی کے 1305 کے متعلق تو لکھا تھا۔ پی کے 1936 کے بارے میں کوئی ذکر نہیں تھا۔ چنانچہ شاہراہ منصور پر پی آئی اے کے آفس پہنچا۔ منیجر آئی اے خان نے پہچان لیا۔ جدہ فون کر کے دونوں نشستیں چھبیس اپریل کے لئے کنفرم کروا دیں۔ شام کو حرم میں نمازیں پڑھیں۔ طواف کی ہمت نہ ہوئی۔ ڈسپنسری سے دوالی جو خاصی موثر ثابت ہوئی۔ آرام کیا گیارہ بجے کے قریب ٹیکسی لے کر منیٰ میں مسجد خیف پہنچے۔ اندر جا کر دیکھا خوبصورت ستونوں پر مسجد استوار ہے بہت خوبصورت مسجد تھی لیکن افسوس ہوا کہ سارا سال مقفل رہتی ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہماری خواہش پوری ہوئی اور مسجد کے اندر نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ روایت ہے کہ اس مقام پر رسول خدا نے نماز ادا کی تھی اور یہ کہ یہاں ایک رکعت نماز کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔ مسجد خیف سے نکلے۔ سخت گرمی اور دھوپ تھی ہم لوگ ٹیکسی لے کر حرم پہنچے۔ ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کیں اور مارکیٹ کے راستے خراماں خراماں کمرہ میں واپس آگئے۔ مکہ سرنگوں اور پلوں کا خوبصورت شہر ہے۔ یہاں پانی مہنگا اور پٹرول سستا ہے۔ لوگ بد مزاج اور اکھڑ ہیں۔ بد زبانی اور بے ایمانی میں بھی شائد ان کا کوئی ثانی نہیں۔ کھرے پیروں مکر جانا اور شرمندہ نہ ہونا ان کا خاصا ہے۔ دراصل یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے رسول اکرم کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ بہرحال مکہ کی زندگی بے جان سی ہے۔ اچھے ہوٹلوں میں بھی ڈھنگ کا کھانا نہیں ملتا۔ ویٹر کا کہنا ہے کہ جب حاجی جائیں گے تو کھانا اور سوپ وغیرہ معیار کے مطابق تیار ہوا کریں گے۔
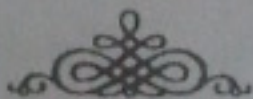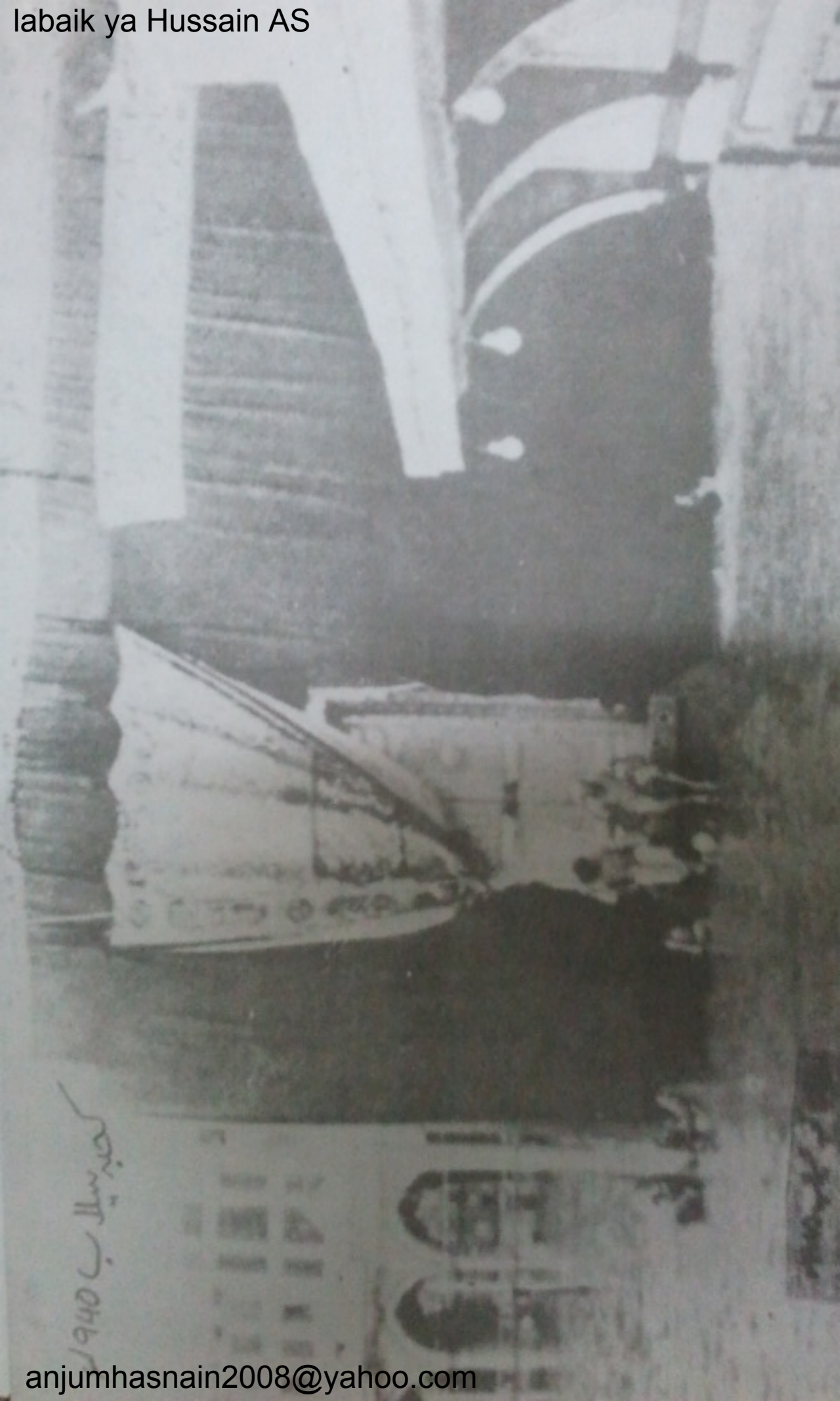
وداع

چوبیس اپریل کی صبح طبیعت کچھ سنبھلی ہوئی ہے۔ آٹھ بجے ناشتہ کیا مکتب میں گیا تو پتہ چلا کہ کل گیارہ بجے تک جدہ کے لئے روانگی ہے۔ مجلس کا پروگرام بھی تبدیل ہو گیا تھا۔ رات آٹھ بجے (جمعہ کی رات) دعائے کمیل اور جشن عید غدیر منایا جائے گا۔ پورا دن سوتے جاگتے آرام کرتے گزرا۔ رات نو بجے مکتب نمبر5 سے کاروان ولی عصر کی جدہ روانگی کا منظر قابل دید تھا۔ تمام مومنین اور عاشقان اہل بیت نے جو خریداری فرمائی تھی وہ سامنے تھی اور اب سامان اٹھائے نہیں اٹھ رہا تھا۔ دو بڑی بسوں میں مسافروں کی جگہ سامان لد چکا تھا اور ابھی فٹ پاتھ اور سڑک پر ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ تیس ریال فی کلو زائد سامان پر اضافی کرایہ کے علاوہ جو وقت اور پریشانی ہوگی انہیں کسی بات کی پرواہ نہیں تھی۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ شائد ارض مقدس آئے ہی اس لئے تھے۔ خیر دلوں کا حال تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ دعائے کمیل اور جشن غدیر کے لئے لوگوں کے پاس وقت نہیں تھا۔ حاضری کم تھی اس لئے میر کاروان نے حدیث کساء نقوی صاحب سے پڑھوائی اور اعلان کرا دیا کہ کل صبح آٹھ بجے جشن غدیر منایا جائے گا۔ دیکھیں کل کیا ہوتا ہے؟ دس بجے حرم پہنچے۔ صحن مسجد حرام میں نماز پڑھی طواف کے لئے ماحول سازگار پا کر ایک طواف کر لیا اور رات سوا بارہ بجے بوجھل دل اور بھاری قدموں سے واپس کمرہ میں آ گئے۔ نبی پاک اور اہل بیت اطہار کی سرزمین سے واپسی کا سب سے کٹھن مرحلہ سامنے تھا۔ بیگم میں ایک تبدیلی محسوس کر رہا ہوں۔ بہت زیادہ چڑچڑی ہو گئی ہیں۔ بے مقصد اور بے معنی باتوں کا

نوٹس لینا اور پڑا مسئلہ... مجھے معلوم ہے کہ جب وہ بچوں کو مس کرتی ہیں تو اس کیفیت میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ شائد ارض حرم چھوڑنے کے احساس نے انہیں بھی دکھی سی نفسیاتی کیفیت کا شکار کر دیا ہے۔ یقیناً یہ لاہور جا کر معمول پر آجائیں گی۔ پیکنگ وغیرہ مکمل ہے پہلے ہمارے پاس تین نگ تھے کل وزن میں کلو تھا اب چھ نگ اور آب زم زم کے 5 لیٹر والے دو کنستر تھے۔ خیال ہے کہ وزن 75 کلو سے زیادہ نہیں ہو گا۔ اب یہاں قیام کا وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ آج حرم سے جدا ہوتے وقت گہرے دکھ کی کیفیت تھی۔ جی تو چاہتا ہے کہ کعبۃ اللہ کے سامنے بیٹھا رہوں، لیکن یہ بھی تو اپنے اختیار میں نہیں... آخر انسان کے اختیار میں ہے کیا؟

آج پچیس اپریل کو عید غدیر کا دن ہے۔ مکتب نمبر 6 میں مجلس کا اہتمام ہے۔ مولانا نقوی، قاری جان محمد، مولانا نجفی اور مولانا اکبر صاحب نے عید غدیر کے حوالے سے تفصیلی اظہار خیال کیا۔ ذکر ہوا کہ حضور ﷺ نے غدیر کے مقام پر (جحفہ کی مسجد، غدیر کے میدان میں واقع جہاں ہم نے 16 مارچ کی رات مکہ جانے سے پہلے احرام باندھا۔ یہ ایک اہم میقات ہے) حج سے واپسی پر حضور ﷺ نے یہاں قیام کیا اور پالانوں کا اسٹیج بنوا کر تمام لوگوں کو جمع کیا۔ (لوگ لاکھوں کی تعداد میں تھے) اللہ کے حکم سے اعلان کیا کہ میں جس جس کا مولا ہوں علیؑ اس کے مولا ہیں۔ یہ اعلان زبان ہی سے نہیں بلکہ اشارے اور علی کو اپنے پاس اسٹیج پر کھڑا کر کے کیا تاکہ اللہ کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے اس حکم پر مبارک باد دی۔ یہ خم غدیر اور خطبہ حج الوداع متفقہ اور بلا تنازعہ ہے اس پر کہیں کوئی اختلاف نہیں، لیکن عملاً مسلمانوں نے اس کی نفی کر دی اور اللہ کے حکم کو نہیں مانا اس مقام پر حضور کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دین کے مکمل ہونے کی نوید سنائی لیکن جو کچھ نبی رحمت نے کہا وہ ان کی زندگی میں بھی دل سے نہ مانا گیا اور ان کے بعد تو جو کچھ ہوا تاریخ کا حصہ ہے۔ حضرت علیؑ کی عمر باقی خلفاء سے زیادہ تھی۔ لوگ اس وقت نبی کی وصیت اور اللہ کی رضا کو تسلیم کر لیتے تو آج تاریخ اسلام خون کے آنسو نہ رو رہی ہوتی اور دین کی بھی

یہ حالت نہ ہوتی جو ملوکیت کے سبب ہوئی اور مسلسل چودہ سو سال سے ہوتی چلی آرہی ہے۔ حق سچ اور فریب کے درمیان ایک واضح خط کھینچ کر رہ گیا ہے۔ بہرحال ذکر ہو رہا تھا جشن غدیر کا اور وہ بھی مکہ کی فضاؤں میں۔ حضور کے اہل بیت کا ذکر مدینہ 'عرفات' منیٰ غرض جہاں بھی موقع ملا علمائے کرام نے مسخ شدہ تاریخ کو موقع پر زندہ کیا اور اہل بیت سے متعلق باقی ماندہ نشانات' مٹے ہوئے نشانات پر کھڑے ہو کر میگافون پر ببانگ دہل حق اور سچ بیان کیا۔

ان مقامات پر سعودی عرب کے سرکاری کارندوں کی بے بسی دیدنی تھی اور کہیں کہیں تو میں نے یہ محسوس کیا کہ دل ہی دل میں وہ بھی خوش ہیں' لاپرواہی' لاتعلقی اور بے نیازی کا اظہار دیدہ دانستہ کیا جا رہا ہے۔ اب حقیقت کیا ہے؟ وقت بتائے گا کہ کیا سعودیوں (حکومت) کی سوچ بدل رہی ہے یا مصلحتاً ایسا ہو رہا ہے۔ ہمارا معلم سعودی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ حکومت کا اسلام سے تعلق محض دکھاوا ہے۔ اندر سے سعودی خاندان کا اور اس کی حکومت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔ خیر مجلس کے بعد طے ہوا کہ قافلہ بعد از نماز عصر جدہ ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہو گا۔ چنانچہ ہم تین بجے اپنے کمرے سے نکل کر مکتب نمبر 5 پہنچے۔ پانچ بسیں آگئیں اور اس وقت (آج کی ڈائری لکھتے وقت) چھبیس اپریل کی رات گیارہ بجے جدہ ایئرپورٹ کے کھلے آسمان تلے پڑے ہیں۔ پی آئی اے کے وسیع و عریض حصہ میں سات آٹھ ہزار حاجی اور ان کا بے شمار سامان موجود ہے۔ صبح دس بج کر پینتالیس منٹ پر ہماری پرواز پی کے 1936 ہے لیکن اس سے پہلے پاکستان کے لئے سات پروازیں جائیں گی۔ یعنی ہم سے پہلے یہ جم غفیر پاکستان کے مختلف شہروں میں بکھر چکا ہو گا۔ کیمپ میں افراتفری ختم ہو چکی ہے۔ کاروان کی طرف سے حاجیوں کو کھانا کھلایا جا چکا ہے۔ حاجیوں کی اکثریت زمین پر پڑی نیند کے مزے لے رہی ہیں۔ دیکھیں باقی رات اور صبح تک کیا ہوتا ہے۔ بیگم میری ڈائری روزانہ پڑھ رہی ہیں۔ اپنے بارے میں میری رائے پڑھ کر ان کا اصرار ہے کہ میں نے اپنا محاسبہ نہیں کیا' گویا ان کے ساتھ زیادتی ہے اور یہ ان کا حوصلہ ہے کہ وہ

مسلسل برداشت کئے چلی جا رہی ہیں تب سے میں سوچ رہا ہوں کہ کیا واقعی میں اپنا محاسبہ کرنے میں ناکام رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ درست ہو شاید میں ہی کچھ کھسک گیا ہوں۔ ویسے اس عرصے میں جب بھی میں نے ڈاکٹر سے بلڈ پریشر چیک کرایا اسے نارمل پایا۔ پھر بیگم کو یہ احساس کیوں ہو رہا ہے۔ بیگم کے ساتھ 37 سال کی رفاقت ہے۔ ایک دو روز کا معاملہ تو نہیں۔ درست ہے کہ اکیلے ایسے ماحول میں بچوں سے دور بھی اتنا طویل عرصہ گھر سے باہر نہیں رہے' لیکن پھر بھی لگتا ہے کہ مزید غور کی ضرورت ہے بیگم بھی کسی ایک ایسے نکتے کو بیان کرنے سے قاصر ہیں جسے میں اپنے محاسبہ کے لئے قابل غور سمجھوں۔ ہو سکتا ہے کہ میں ہی غلطی پر ہوں۔ اب جبکہ ہوائی اڈے پر ہم موجود ہیں۔ پی آئی اے والے ستر کلو سے زیادہ سامان کی اجازت نہیں دے رہے اور باقی ماندہ تقریباً پندرہ سے بیس کلو کے لئے 30 ریال فی کلو کا مطالبہ کر رہے ہیں دوسری طرف میرے پاس بارہ سو پاکستانی روپے اور 120 ریال باقی ہیں دیکھیں کیا بنتا ہے۔ اس طرح کے مسائل میرے سامنے رہتے ہیں ان کی وجہ سے شاید میرے لہجے میں کچھ تلخی آجاتی ہو۔ ویسے بھی خوراک کم ہے۔ کچھ نزلے زکام نے بھی پریشان کیا ہوا ہے پھر نئی دنیا نئے لوگ نئی زبان' شہر سے ناواقفیت۔ ٹیکسی والے کو کہا کچھ جاتا ہے اور کرتا کچھ ہے۔ ہوٹل میں جائیں' منگائیں کچھ ملتا کچھ ہے۔ بہرحال میں نے دیدہ دانستہ کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے بیگم کی دل شکنی ہو۔ ہاں جب بازار میں پیدل چل رہے ہوں تو میرے لئے بیگم کی آہستہ خرامی مشکل پیدا کر دیتی ہے۔ میں ذرا تیز چلنے کا عادی ہوں۔ بہرحال آئندہ پہلے بیگم کا اور اپنا علاج کروائیں گے پھر کہیں جانے کا فیصلہ کریں گے۔

جدہ حج ٹرمینل میں رات کس حال میں گزری ایک طویل داستان ہے۔ آٹھ بجے ہماری بسیں معہ سامان حج ٹرمینل پہنچ گئی تھیں۔ ادھر صورت حال یہ تھی کہ کسی بھی پارکنگ لائن میں بس کھڑی کرنے کی جگہ نہیں تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ مکہ سے بھی لوگوں کی یکدم جدہ واپسی شروع ہو گئی ہے۔ اس بات کا خیال نہیں رکھا گیا کہ

گنجائش سے زیادہ لوگ کہاں بیٹھیں گے۔ آخر کار فیصلہ ہوا کہ کھلے آسمان تلے فرش پر رات گزاری جائے۔ اس طرح قافلہ پھر منیٰ' عرفات' مزدلفہ کے تجربے سے دوچار ہو گیا۔ لیٹنے اور وقت ضائع کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ ایک بجے کے بعد میں نے پورے حج ٹرمینل کا جائزہ لیا۔ دس دروازوں سے ساری دنیا کے مسلمانوں کو روانہ کرنے کا اہتمام تھا۔ گیٹ نمبر 5 پاکستان کے لئے مخصوص تھا۔ ایک رات میں آٹھ پروازوں کا شیڈول تھا ہماری پرواز کا وقت کل صبح دس بج کر پینتالیس منٹ تھا۔ دن نکلا کچھ پروازیں جا چکی تھیں' لیکن مکہ سے بسوں کی آمد میں کوئی کمی نہ آئی۔ ٹرمینل میں کھڑے ہونے کی بھی جگہ نہ تھی۔ تھوڑی دیر بعد پتہ چلا کہ ہماری پرواز 3 گھنٹے لیٹ ہو گئی ہے۔ سخت گرمی اور نفسا نفسی کے عالم میں سورج نے کھلی جگہ پر بیٹھنا ناممکن بنا دیا۔ سامان دھوپ میں ایک جگہ جمع کر کے جسے جہاں جگہ ملی بیٹھ گیا۔ وقت گزارنا ناممکن ہو گیا۔ پی آئی اے کے ذمہ دار کہیں منہ چھپائے بیٹھے تھے۔ ایک افسر ہاتھ لگا۔ جس نے کہا جی ہم کیا کر سکتے ہیں۔ معلم حضرات نے آنے والی پندرہ بیس پروازوں کے حاجی ایک ساتھ بھجوا دیئے ہیں۔ ہمارے پاس جگہ صرف گیٹ نمبر 5 کے سامنے ہے کسی اور جگہ ہم کسی کو نہیں بٹھا سکتے اور نہ بیٹھنے کے لئے کہہ سکتے ہیں۔ یہ ٹرمینل دراصل ایک جیل ہے اس سے باہر کوئی حاجی جا نہیں سکتا اور پرواز اس کے اختیار میں نہیں۔ ایک طویل عذاب جھیلنے کے بعد ایک بجے کے قریب اعلان ہوا کہ پی کے 1936 کے مسافر گیٹ نمبر 5 سے اندر چلے جائیں۔ اب جو حشر بپا ہوا تو الامان الحفیظ اس پرواز سے 480 مسافروں کو جانا تھا۔ سامان اور مسافروں کی رسہ کشی نے اودھم مچا رکھا تھا۔ جیسے تیسے اندر داخل ہوئے۔ پہلا مرحلہ سیکورٹی چیک تھا۔ سامان اور مسافروں کی پڑتال ہوئی' مشینوں سے فارغ ہو کر آگے نکلے تو یہ دیکھ کر سر پیٹ لیا کہ عرب سیکورٹی گارڈز نے سامان کو ڈے کرکٹ کی طرح اچھال اچھال کر انبار کی صورت بنا دی تھی۔ آب زم زم کے کنٹر' بیگ تھیلے' بریف کیس' اٹیچی' شاپر اور دیگر چیزیں سب کچھ گڈمڈ ہو کر ڈھیر ہو گئی تھیں' اس پر سب حاجیوں کو کہا گیا کہ اپنا اپنا سامان اٹھاؤ اور سامنے پی آئی

اے کے کاؤنٹر سے بورڈنگ کارڈ لے لو۔ اب جو نفسانفسی اور چھینا جھپٹی دیکھنے میں آئی وہ پورے حج میں نہیں دیکھی تھی۔ قدم قدم پر نظم و ضبط اور صبر سکون کی تلقین کرتے چلے آرہے تمام حاجی آخری مرحلے پر اس بدنظمی کا حصہ بنے ہوئے تھے۔ اس محشر میں تھیلے کھل گئے' شاپر پھٹ گئے زپیں ادھڑ گئیں سامان بکھر گیا اب عورتیں اور مرد سب کچھ بھول کر اپنے اپنے سامان کی تلاش اور ملنے والے سامان کو دوسروں کے قدموں تلے روندے جانے سے بچانے کی کوشش میں لگ گئے۔ اب ہو یہ رہا تھا کہ اپنا سامان تلاش کرنے کے لئے دوسروں کا سامان روندا جارہا ہے۔ ایک دوسرے کو دھکے دیئے جارہے تھے اور لوگ ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ میں نے ایک شاپر میں دو قیمتی نازک سے ڈیکوریشن پیس' چند نایاب تصاویر اور اہم کاغذات وغیرہ رکھے ہوئے تھے جو ڈھیر میں کہیں گم ہوگئے۔ اس صورت حال میں اپنی طرف سے ان کی فاتحہ پڑھ چکا تھا کچھ دیر کے بعد جب ذرا سکون ہوا تو مجھے ایکنگ مشین کے نیچے شاپر پڑا نظر آیا۔ قریب جا کر دیکھا تو یہ وہی میرا شاپر تھا اور جیسے بڑی حفاظت سے کسی نے سنبھال کر رکھ دیا ہو محفوظ پڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور شاپر نکال کر کاؤنٹر پر لے آیا۔ خدا خدا کرکے یہ مرحلہ بھی طے ہوا۔ تقریباً تین بجے ہم لوگ امیگریشن وغیرہ کے مراحل سے فارغ ہوئے۔ ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کیں اور جہاز میں سوار ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ گیٹ پر سعودی حکومت (وزارت حج) کی طرف سے کلام پاک کا ایک نسخہ اور مختلف مسائل پر سعودی نکتہ نظر پر مبنی ایک کتاب جس میں کئی پمفلٹ شامل تھے ہر حاجی کو گفٹ کیے گئے۔ کلام پاک کا نسخہ خوبصورت چھپائی کا عمدہ نمونہ تھا۔ پمفلٹ' شرک' بدعت وغیرہ کے موضوعات پر مشتمل تھے۔ ازبک ایئرلائن کا بوئنگ جہاز پی آئی اے کے یونیفارم میں ہمیں لے کر ساڑھے تین بجے روانہ ہوا۔ ساڑھے چار بجے طیارے میں کھانا دیا گیا۔

بھوک سے لوگوں کا برا حال تھا یوں یہ کھانا من و سلویٰ سے کم نہ تھا۔ ازبک ایئرہوسٹس کا مسئلہ زبان تھا چنانچہ مسافر اشاروں کنایوں سے کام چلا رہے تھے۔ بہرحال

حاجی کھانے پر ٹوٹ پڑے۔ اگر کہیں بوفے ہوتا تو---؟ چائے بھی ساتھ دے دی گئی۔ چالیس روز کے بعد پیٹ بھر کر عمدہ کھانا کھایا۔ ساڑھے چار گھنٹے کے بعد یہ جہاز لاہور کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر اترا' یہاں حج ٹرمینل پر امیگریشن اور کسٹمز کا مرحلہ تھا لیکن دروازے پر راشد کے دوست بٹ صاحب منتظر تھے۔ ان کی وجہ سے ہاتھوں ہاتھ کام ہو گیا لیکن سامان آتے آتے جدہ سے دوسرا جہاز بھی پہنچ گیا۔ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے باہر نکلے تو راشد' ندیم' رضوان' عارف' منیر مع اپنی بیٹی اور دوسرے کارکنوں' ابر صاحب' فضل شاہ صاحب' اقدس صاحب صفدر رضا صاحب اور دوسرے دوست پذیرائی کے لئے موجود تھے۔ دوستوں' عزیزوں' ساتھیوں' رشتہ داروں اور احباب نے محبت کے پھولوں سے لاد دیا۔ ساری تھکن دور ہو گئی اور حج کے دوران اخذ کی ہوئی روحانی لذت نے سرشاری طاری کر دی یہ سفر اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ!

جنت المعلی کا بیرونی منظر

میدان رحمت

میدان عرفات میں

خطبہ حجۃ الوداع

عظیم الشان اجتماع میں بے مثال تقریر

جبل رحمت' عرفات میں آپ ﷺ کا خطبہ

لوگو! میری بات سنو۔ زندگی کا کیا بھروسہ' ہو سکتا ہے اس کے بعد یہاں تم سے ملاقات ہو یا نہ ہو۔

آدمیت احترام آدمی ست: لوگو! تمہاری جان و مال مرتے دم تک محترم ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے آج کے دن' یا آج کے مہینے کا احترام--- تمہیں حضور الٰہی میں حاضر ہونا ہے اور وہاں تمہارے اعمال کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔ کیوں میں نے تبلیغ احکام میں کوئی کمی تو نہیں کی؟

امانت: جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو' وہ اسے واپس کر دے۔

سود حرام ہے: ہر سود معاف ہے۔ ہاں تم لوگ اپنا اصل روپیہ بغیر ظلم کئے اور ظلم اٹھائے لے سکتے ہو۔

سابقہ سودی معاملہ ختم: اللہ کا فیصلہ ہے کہ "ربا" حرام ہے اور عباس بن عبدالمطلب کا (قابل وصول) سود آج معاف کرتا ہوں۔

اسلام سے پہلے کا خون معاف: جاہلیت کا ہر خون معاف کرتا ہوں اور ان میں سے سب سے پہلا خون ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہے جو معاف ہے۔

قانونی نظیر میں اپنے گھر کے خلاف فیصلہ:

دونوں باتوں کا تعلق بنی ہاشم سے تھا' عباس کا تجارتی کاروبار تو تھا ہی مگر سود کا پھیلاؤ بھی کم نہ تھا۔ شاید اسی مجبوری کی وجہ سے وہ مکہ نہیں چھوڑ سکے۔ ربیعہ بن حارث کا دودھ پیتا بچہ' بنی لیث کی کھلائی کے یہاں دودھ پیتا تھا۔ ہذیلیوں نے بنی لیث کے یہاں جاکر

اسے قتل کر دیا۔

شرک کا خاتمہ: لوگو! تمہاری زمین پر شیطان اپنی پرستش سے ہمیشہ کے لئے مایوس ہو چکا ہے لیکن تم اپنے نزدیک چھوٹے چھوٹے معاملات میں اس کی اطاعت کرو گے اور وہ اس پر خوش ہے۔ دیکھو دین کے بارے میں شیطان سے ڈرو--- لوگو! "نسی" کفر کی ایک زیادتی ولا قانونی ہے اس سے کافر گمراہ ہوا کرتے تھے یہ لوگ---

جنتری اور اسلامی سال کیلئے حکم: ایک ہی مہینے کو ایک سال حلال اور دوسرے سال حرام کر دیتے تھے۔ خدا نے نسی کو حرام کر کے اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینوں کی حیثیت برابر کر دی۔ اب لوگ اللہ کے حرام کو حلال اور اللہ کے حلال کئے ہوئے کو حرام کرتے ہیں۔ دنیا اپنی اس سابقہ حالت میں آگئی جس میں زمین و آسمان کی پیدائش کے دن تھی اور اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ انہی میں چار حرام ہیں۔ تین مسلسل (ذی قعد' ذی الحجہ' محرم) اور ایک مضری سال کا رجب جو جمادی الثانی و شعبان کے درمیان میں آتا ہے۔

عورت کی اہمیت فرائض و سفارشات: لوگو! عورتوں پر تمہارے اور ان کے تم مردوں پر کچھ حقوق ہیں۔ ان پر یہ فرض ہے کہ تمہاری آرام گاہ میں وہ کسی ایسے شخص کو نہ بٹھائیں جنہیں تم ناپسند کرو۔ کوئی مہمل غلط کاری نہ کریں اگر ایسا کریں تو اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ

(1)ان کے ساتھ ترک ربط و استراحت کرلو۔ (2)معمولی قسم کی ضرب و سزا دے دو۔ اگر باز آجائیں تو حسب دستور انہیں نان و نفقہ دو۔

دیکھو' عورتوں کا احترام کرو۔ نیکی کے ساتھ پیش آؤ۔ وہ تمہاری زیردست ہیں۔ وہ اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتیں۔ تم نے انہیں امانت کے طور پر لیا ہے اور احکام خدا ساتھ ان کی عفت کو لیا ہے--- میری بات اچھی طرح سمجھ لو--- میں حق تبلیغ ادا کر چکا۔

میرے بعد: میں اپنے بعد کے لئے تم میں قرآن و سنت چھوڑے جاتا ہوں۔ جب تک ان دونوں کا ساتھ دیتے رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

دیکھو' میرے بعد کافر و گمراہ نہ ہو جانا یہ نہ ہو کہ ایک دوسرے پر حکومت کی فکر کرنے لگو۔

میں تم میں قرآن اور اپنی عترت--- اہل بیت چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک ان سے وابستہ رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ کیوں میں نے فرض تبلیغ ادا کیا؟

لوگوں نے کہا: "جی ہاں!"

فرمایا: اللھم اشھد "پروردگارا گواہ رہنا۔"

اسلامی برادری: اچھی طرح سمجھ رکھو' ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان ایک برادری ہیں--- اس لئے کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ بلا رضامندی و خوشنودی کے کسی کا مال لے خبردار اپنے اوپر ظلم نہ کرنا--- کیوں؟ میں نے پیغام پہنچا دیا؟

فرمایا اللھم اشھد

یہ بھی اعلان کیا گیا کہ اس تقریر کو تمام اسلامی آبادیوں اور بافہم بستیوں تک پہنچا دیا جائے کہ جہاں میں نہ پہنچ سکوں وہاں میری آواز پہنچ جائے۔ اس کے بعد قربانی کے جانور آئے۔ قربانی کے بعد مناسک حج انجام دیئے۔ رمی جمرات' طواف وغیرہ کے مسائل سمجھائے اور حج سے فارغ ہو گئے۔ ایک آدھ دن قیام فرما کر مدینے کے لئے تیار ہوئے۔ ہزارہا حاجیوں کا مجمع خوشی و غم کے ملے جلے جذبات کے ساتھ ہمرکابی میں حاضر تھا۔ قافلہ رواں تھا کہ جبرائیل وحی لے کر حاضر ہوئے۔

مسجد فاطمۃ الزہرا

آبیار علیؑ

تتمہ 2

رسول اکرم ﷺ کا غدیر خم میں آخری خطاب

18 ذی حجہ کو جحفہ کی منزل سامنے تھی' یہاں سے راستے پھٹتے اور قافلے بٹتے تھے' دھوپ کی شدت سے زمین تمتما اور آسمان توا' فضا تنور ہو رہی تھی۔ اشارہ شناس نبی ﷺ نے قافلوں کو رکوایا۔ قریب ہی "غدیر خم" نامی مقام پر حاجیوں نے پالان کھول دیئے۔ ناقے بٹھا دیئے گئے۔ نماز ظہر کا اعلان ہوا۔ ظہر کے بعد آنحضرت ﷺ نے پالان شتر کا ممبر بنوایا۔ اب فضا ہی کچھ اور تھی۔ گلشن اسلام پر بہار کا شباب' نسیم انفاس پیغمبر سے دلوں میں ٹھنڈک اور جمال جہاں آرا کی زیارت سے آنکھیں خنک تھیں۔ جم غفیر براہ مجمع آنحضرت ﷺ کو ممبر پر دیکھ کر ہمہ تن گوش ہو گیا۔ لوگ سمٹ سمٹ کر یکجا ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی آخری تقریر اجتماع عام میں آخری زیارت کا وقت تھا۔ آوازیں خاموش اور فضا میں سناٹا تھا۔ لب وحی ترجمان' عنبر فشاں تھے۔

غدیر خم کا خطبہ

اللہ کی حمد' اسی سے طلب گار اعانت ہوں' اس پر ایمان و بھروسہ ہے۔ اپنے نفس و اعمال کی کوتاہیوں سے خدا کی پناہ' کہ جس سے وہ توفیق ہدایت لے لے' اسے کوئی ہدایت اور جسے وہ توفیق ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔

اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں۔ اور محمد ﷺ اس کے عبد خاص و رسول ہیں۔

امابعد:

لوگو! مجھے لطیف و خبیر نے وحی کی ہے۔ کسی نبی کو اس کے ماقبل کی نصف عمر سے زیادہ نہیں ملی۔ مجھے خیال ہے ندائے غیب آنے والی ہے اور میں اسے لبیک کہہ رہا

ہوں۔

مجھ سے بھی سوال ہو گا' تم سے پوچھا جائے گا۔ بتاؤ تم کیا کہو گے؟

لوگوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ آپ نے تبلیغ و نصیحت و اصلاح میں کوئی کمی نہیں فرمائی' خدا آپ کو جزائے خیر مرحمت فرمائے--- آپ نے فرمایا:

کیا تم یہ گواہی نہیں دیتے کہ اللہ ایک اور وحدہ لاشریک' محمد عبد خدا اور رسول ہیں؟ اور جنت' دوزخ' موت' قیامت' حشرونشر کے قائل نہیں ہو؟

لوگوں نے--- اقرار کیا۔

فرمایا--- خداوند گواہ رہنا

اچھی طرح سن رہے ہو؟

لوگوں نے کہا-- جی ہاں

فرمایا:

میں حوض پر آؤں گا' تم بھی میرے پاس آؤ گے' حوض "کوثر" کا طول و عرض جیسے صنعاء اور بصری (مشرق و مغرب) کے برابر ہے' اس پر ستاروں کی تعداد میں پیالے رکھے ہوں گے۔

دیکھو' ثقلین (دونوں قیمتی چیزوں) کے بارے میں تم ہوشیار رہنا۔

لوگوں نے پوچھا: ثقلین کیا ہے؟

فرمایا:

① کتاب خدا جس کا ایک رخ دست قدرت میں اور دوسرا رخ تمھارے پاس اس سے وابستہ رہو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔

② دوسرا ثقل اصغر میرے اہل بیت ہیں۔

لطیف و خبیر نے مجھ پر وحی کی ہے کہ دونوں آپس میں جدا نہ ہوں گے تا اینکہ حوض کوثر پر پہنچیں۔ میں نے دونوں کے لئے خدا سے دعا کی تھی۔ دیکھو دونوں کے بارے میں

افراط تفریط نہ کرنا ورنہ ہلاک و تباہ ہو جاؤ گے۔

اسی گفتگو کے بعد بڑھ کر علی بن ابی طالب کے بازو پکڑے اور اتنا بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل مبارک نمایاں ہو گئی۔ تمام لوگوں نے علی کو دیکھا۔ پھر فرمایا:

حضرات' مومنوں سے بہتر کون ہے؟

"لوگوں نے عرض کیا!"

اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے۔

فرمایا:

اللہ میرا مولیٰ' اور میں مومنوں کا مولیٰ اور ان سے بہتر ہوں ان کی جانوں کا مالک ہوں۔

اور جس کا میں مولا ہوں یہ علی بھی اس کے مولا ہیں۔

تین یا (بقول احمد بن حنبل) چار مرتبہ یہ جملہ دہرانے کے بعد ارشاد ہوا۔

"خداوند' جو علی سے محبت کرے تو بھی اسے پسند فرما' جو ان سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔ جو اسے ناکام چھوڑے تو بھی اسے چھوڑ دے' حق کو علی' کے ساتھ گردش دے۔

حاضرین غیر حاضر افراد تک یہ پیغام ضرور پہنچا دیں۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

"آج کے دن تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل اور تمہارے اوپر نعمتوں کو تمام اور تمہارے لئے اسلام کو پسندیدہ دین قرار دے دیا!"

بڑے بڑے صحابی' مخلص ترین کلمہ گو' معززین و حاضرین نے اس اعلان کے بعد حضرت علی! کو مبارک باد دی۔ شاعر رسالت مآب ﷺ حسان بن ثابت نے قصیدہ پڑھا۔ اور خدا کے آخری رسول ﷺ نے شکر خدا ادا کیا۔

جنت البقیع

تکیہ علی

دعائے امام حسینؑ

عرفہ کے دن میدان عرفات میں دعائے حضرت امام حسینؑ

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس کی قضاء و قدر کو کوئی نہیں روک سکتا اور اس کی بخشش کو کوئی منع نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی اس جیسا صانع ہے۔ اس کی سخاوت وسیع ہے۔ اس نے (مختلف) جنسوں کو خلق فرمایا۔ اس نے حکمت (کاملہ) سے تمام مصنوعات پر حکم جاری کیا۔ گزشتہ دستے اس سے مخفی نہیں ہیں۔ اس کے پاس امانتیں ضائع نہیں ہوتیں وہ ہر محسن کو جزا دینے والا ہے۔ وہ ہر قانع کو زندگی فراہم کرنے والا ہے۔ ہر نالہ کرنے والے پر رحم کرنے والا ہے۔ منفعت اور کتاب جامع کو نور ساطع کے ساتھ نازل کرنے والا ہے۔ وہ لوگوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ پریشانیوں اور تکلیفوں کو دفع کرتا ہے۔ پس اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے برابر اور مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ سننے والا' دیکھنے والا ہے لطیف و آگاہ اور ہر چیز پر قادر ہے۔ خدایا' میں تیرا بڑا مشتاق ہوں تیری ربوبیت کی گواہی دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ تو میرا رب ہے اور تیری ہی طرف میری بازگشت ہے۔ قبل اس کے کہ میں (لوگوں) میں یاد کیا جاؤں۔ تو نے میرے نعمت وجود کا آغاز کیا۔ تو نے مجھے مٹی سے پیدا کرنے کے بعد (پاک) پشتوں میں ساکن رکھا کہ میں خوف' موت اور اختلاف زمانہ اور صدیوں کی آفات سے آسودہ تھا۔ میں ایام گزشتہ اور زمانہ ماضی میں برابر پشت سے رحم کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں۔ جن کفار نے تیرے عہد کو توڑا اور تیرے انبیاء کی تکذیب کی ان کے دور حکومت میں تو اپنے لطف و کرم اور احسان سے مجھے دنیا میں بھیجا۔ لیکن تو نے مجھے اس ہدایت کے لئے پیدا کیا جو میرے لئے مقدر تھی اور جو مجھے تو نے میسر فرمائی اور اس میں تو نے میری نشوونما کی اور اس سے پہلے بھی میرے ساتھ تو نے بہترین اور وسیع انعام و احسان سے مہربانی فرمائی۔ پس تو نے

میری صورت کو قطرہ آب ریختہ سے پیدا کر کے گوشت و خون اور پوست کے درمیان تین تاریکیوں میں ساکن رکھا۔ تو نے میری خلقت پر مجھے گواہ نہیں بنایا اور نہ ہی تو نے میری خلقت میرے سپرد کی۔ پھر تو نے مجھے صحیح و سالم ہدایت مقدرہ کے ساتھ دنیا میں بھیجا۔ تو نے گہوارے میں میری حفاظت کی اور تو نے خوشگوار اور نرم دودھ میری غذا بنائی اور تو نے تربیت دینے والوں کو مجھ پر مہربان کیا اور تو نے مجھے میری ماؤں کی کفالت میں رکھا۔ اور رات کو آنے والے جنوں سے تو نے ہی مجھے محفوظ رکھا۔ تو نے مجھے ہر کمی و زیادتی سے سالم رکھا۔ تو ہی بزرگ و برتر ہے۔ اے رحیم و رحمان حتیٰ کہ وہ وقت آیا کہ میں نے بولنا شروع کیا اور تو نے مجھ پر وافر نعمتیں تمام کیں۔ تو نے ہر سال اضافہ کرتے ہوئے میری پرورش کی۔ حتیٰ کہ میری فطرت کامل ہوئی اور میری قوت اعتدال کو پہنچی۔ تو نے اپنی رحمت کا مجھ پر الہام کر کے اپنی حجت مجھ پر لازم کر دی۔ اپنی عجیب حکمتوں سے مجھے ششدر کر دیا۔ تو نے زمین و آسمان میں پیدا شدہ مختلف مخلوق سے مجھے باخبر کیا۔ تو نے اپنے شکر و ذکر سے مجھے آگاہی دی اور تو نے اپنی اطاعت و عبادت مجھ پر واجب قرار دی۔ جو کچھ تیرے رسول ﷺ لے کر آئے وہ تو نے مجھے سمجھا دیا اور تو نے اپنی مرضیوں کی قبولیت کو مجھ پر آسان کر دیا۔ تو نے اپنے لطف و کرم سے ان (سب) چیزوں میں مجھ پر احسان کیا۔ پھر جبکہ تو نے مجھے بہترین خاک سے پیدا کیا۔ اے الٰہی تو نے ایک ہی نعمت میرے لئے پسند فرمائی بلکہ کئی نعمتوں کو میرا ذریعہ معاش بنایا۔ اور تو نے بزرگ ترین منت اور احسان کے ساتھ مجھے کئی قسموں کا لباس فاخرہ عطا فرمایا۔ حتیٰ کہ تمام نعمتیں تو نے مجھے عطا کیں۔ اور تو نے ہر بلا کو مجھ سے برطرف کیا تو میری نادانی اور دلیری نے تجھے ان چیزوں پر میری رہنمائی کرنے اور توفیق دینے سے روکا نہیں ہے۔ جو مجھے تیرے قریب کرتی ہیں اور تیرے نزدیک لاتی ہیں۔ اور اگر میں نے تجھے پکارا تو تو نے مجھے جواب دیا۔ اگر میں نے چاہا تو تو نے عطا کیا اگر میں نے اطاعت کی تو تو نے قدردانی کی اور میں نے شکر کیا تو تو نے عطا میں اضافہ فرمایا۔ یہ سب کچھ تیری نعمتوں اور احسان کا مجھ پر اتمام ہے۔ تیری ہی ذات پاک ہے۔ تو ہی پیدا کرنے والا اور لوٹانے والا ہے اور حمید و مجید

ہے۔ تیرے ہی تمام نام پاک اور نعمتیں بزرگ ہیں۔ اے الٰہی میں تیری کون سے نعمت شمار کر کے یاد کروں۔ میں تیری کس بخشش کا شکر کر سکتا ہوں۔ اے پروردگار تیری کثیر نعمتوں تک شمار کرنے والوں کی رسائی نہیں اور نہ ہی حفظ کرنے والے ان کا احاطہ کر سکتے ہیں۔ اے خدایا جو بلا و سختی تو نے مجھ سے دفع کی ہے کہیں زیادہ ہے اس سے کہ تو نے مجھ کو خیر و خوشی عطا فرمائی ہے۔ اے خدایا میں گواہی دیتا ہوں اپنے حقیقی ایمان اور یقینی ارادے اور خالص (اقرار) توحید و ضمیر باطن اور نور بصر اور پیشانی والی لکیروں اور آواز کھینچنے والے اپنے کانوں کے پردے کے ساتھ اور آپس میں متصل اپنے ہونٹ اور وقت تلفظ اپنی زبان کی حرکت اور تالو اور جبڑے کے کے پیوند اور دانتوں کے اگنے والے مسوڑوں اور کھانے پینے کے آسان راستے کے ساتھ اپنے مغز سر کو اٹھانے والے مقام اور رگہائے گردن میں سے نکلنے والی نالی کے ساتھ اور ان چیزوں کے ساتھ جو میرے سینے کے ظرف کے اندر ہیں اور رگ دل اور دل کے پردہ جگر کے ٹکڑوں کے ساتھ اور اس کے ساتھ جس کو میری ٹیڑھی پسلیوں نے گھیر رکھا ہے اور جوڑوں کے بلند حصوں اور کام کرنے والے اعضاء اور انگلیوں کے سروں کے ساتھ میرا گوشت' میرا خون' میرے بال' میرا چمڑا' میرے پٹھے' سیدھی ہڈی (بلکہ) تمام ہڈیاں' میری مخ اور رگیں غرض میرے تمام اعضاء اور جو کچھ ایام رضاعت میں مجھ میں (گوشت وغیرہ) اگا اور جو کچھ زمین نے مجھ سے اٹھایا اور نیند و بیداری و سکونت اور رکوع و سجود کی حرکات کے ساتھ میں گواہی دیتا ہوں اگر میری عمر طولانی ہو جائے اور تمام زمانے میں کوشش کرتا رہوں کہ تیری نعمتوں میں سے کسی ایک کا شکر ادا کر سکوں پھر بھی مجھ میں قدرت نہیں ہے سوائے تیرے احسان کے جو ہمیشہ تیرا شکر بجالانے کا ایک نیا موجب اور تیری ثناء تازہ کا سبب بنے گا۔ ہاں اگر میں حریص بن کر لوگوں کے ساتھ مل کر تیرے گزشتہ اور آئندہ انعامات کا شمار کرنا چاہوں تو پھر بھی تیرے انعامات کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ تو نے اپنی کتاب ناطق اور بیان صادق میں خبر دی ہے کہ اگر تم خدا کی نعمات کا شمار کرنا چاہو تو ہرگز شمار نہیں کر سکتے۔ اے خدایا' تیری کتاب اور تیری خبر سچی ہے۔ جو کچھ وحی کے ذریعے دین

کے متعلق تو نے انبیاء پر نازل کیا وہ انہوں نے بندوں تک پہنچا دیا۔ اے خدایا' میں اپنی کوشش و اندازہ طاقت و وسعت سے گواہی دیتا ہوں۔ میں ایمان و یقین کے ساتھ خدا کی حمد کرتا ہوں وہ خدا جس کی اولاد نہیں تا کہ وارث بنے اور نہ ہی اس کے ملک میں کوئی شریک ہے تا کہ پیدا کرنے میں اس کی ضد ہو اور نہ اس کا کوئی مددگار ہے تا کہ صنعت میں اس کی کمک کرے۔ اس کی ذات پاک ہے پاک' اگر زمین و آسمان میں کئی خدا ہوتے تو زمین و آسمان تباہ و برباد ہو جاتے۔ منزہ ہے خدا' یگانہ و یکتا' بے نیاز' نہ کسی نے اس کو جنا نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ کوئی اس کے برابر ہے' حمد کرتا ہوں جو مقرب فرشتوں اور انبیاء و مرسلین کی حمد کے برابر ہے۔ اس کی بہترین خلق خاتم الانبیاء محمد ﷺ اور ان کی پاک و صاحب اخلاص آل پر رحمت خدا اور دورود و سلام ہو۔

امام کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ الفاظ زبان پر جاری تھے۔ پھر فرمایا:

اے خدایا مجھے ایسا خائف بنا دے گویا تجھے دیکھ رہا ہوں اور تقویٰ کے ساتھ خوش بخت بنا دے اور مجھے اپنی معصیت کے ساتھ بدبخت نہ بنا اور میرے مقدر میں خیر کا تعین فرما اور تو اپنی تقدیر کو میرے لئے بابرکت قرار دے تا کہ میں جلدی نہ کروں جس میں تو تاخیر چاہتا ہے۔ خدایا میرے نفس کو غنی اور میرے دل میں یقین پیدا کر دے۔ اور میرے عمل میں اخلاص' میری آنکھوں میں نور' میرے دین میں بصیرت اور میرے اعضاء سے مجھے بہرہ ور قرار دے۔ میرے کان و آنکھ کو میرے تابع قرار دے اور جو مجھ پر ظلم کرے اس کے خلاف میری نصرت فرما اور ظالم سے میری آرزو کے مطابق انتقام لے کر میری آنکھوں کو ٹھنڈا کر دے۔ اے اللہ میری پریشانیوں کو بر طرف فرما۔ میرے عیب کو چھپا کر میری خطا کو بخش دے۔ شیطان کو دور کر دے اور مجھے رہن سے آزاد کر دے۔ الٰہی دنیا و آخرت میں میرے درجات بلند فرما۔ خدایا تو نے مجھے خلق کرنے کے ساتھ سمیع و بصیر بنایا ہے۔ پس تیری ہی حمد کرتا ہوں۔ تو نے اپنی رحمت کے ساتھ مجھے خلق فرما کر صحیح و سالم رکھا۔ اس لئے تیری حمد کرتا ہوں۔ حالانکہ تو میری خلقت سے بے نیاز تھا۔ اے پروردگار تجھے تیری اس قدرت کا واسطہ جس کے ساتھ تو نے مجھے پیدا کیا۔ تو نے مجھے اچھی صورت

دے کر پیدا کیا۔ تو نے مجھ پر احسان کیا۔ تو نے مجھے خیر و عافیت دی۔ تو نے میری حفاظت کی اور توفیق عطا فرمائی اور تو نے مجھے نعمت ہدایت سے نوازا۔

خدایا تو نے مجھے احسان مند کیا۔ ہر خیر عطا فرمائی اور تو نے مجھے کھلایا پلایا۔ خدایا تو نے مجھے بے نیاز رکھا۔ تو نے ہی میری حفاظت فرمائی۔ تو نے ہی میری مدد کی اور مجھے عزیز بنایا۔ خدایا تو نے مجھے صاف لباس سے مزین کیا اور تو نے اپنی صنعت کو میرے لئے ہموار کیا۔ تو محمد ﷺ و آل محمد ﷺ پر رحمت بھیج اور دن رات کی گردش اور بد زمانے سے مجھے محفوظ فرما۔ مجھے خطرات دنیا اور آخرت کی گرفتاری سے نجات دے۔ اور زمین میں ظالموں کے شر کو مجھ سے دفع فرما۔ خدایا جس چیز سے میں ڈرتا ہوں تو ہی کفایت فرما کہ ہر خوف میں میرے نفس اور دین کی حفاظت فرما۔ حالت سفر میں میری نگہداشت کر۔ میرے اہل و عیال و مال میں تو ہی جانشین بن جا اور میرے رزق میں برکت دے۔ مجھے اپنے نفس میں کمتر بنا دے لیکن لوگوں کی نظروں میں مجھے محترم اور جن و انس کے شر سے مجھے سالم قرار دے۔ مجھے گناہوں کے سبب سے رسوا نہ کر اور نہ ہی مجھے باطنی و ظاہر عمل میں گرفتار فرما اور نہ ہی اپنی نعمات مجھ سے چھیننا۔ مجھے اپنے غیر کے سپرد نہ فرما۔ خدایا اگر تو مجھے کسی قریبی کے سپرد کرے گا تو وہ مجھے چھوڑ دے گا۔ یا کسی غیر کے سپرد کیا تو وہ ترش روئی کرے یا وہ جو مجھے ضعیف سمجھتے ہیں حالانکہ تو ہی میرا رب اور میرا مالک ہے۔

میں اپنی غربت' دوری وطن اور کمزوری اور اس سے جس کو تو نے میرے کام پر مسلط کیا ہے۔ فقط تیرے ہاں شکایت کرتا ہوں۔ خدایا تو اپنے غضب کو مجھ پر حلال نہ کر اور اگر تیرا غضب مجھ پر نہ ہوا تو پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ تیری ذات پاک ہے۔ تحقیق تیری ہی خیر و عافیت میرے لئے وسیع تر ہے۔ اے خدا تجھے اپنے خاص نور کہ جس کی وجہ سے زمین و آسمان روشن ہوئے اور جس کی وجہ سے تاریکیاں دور ہوئیں اور جس کی وجہ سے اولین و آخرین کے امور کی اصلاح ہوئی' کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے اپنے غضب کے ساتھ موت نہ دینا اور نہ ہی اپنی سختی کو مجھ پر نازل کرنا۔ تجھ سے عذر خواہ ہوں تاوقتیکہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو ہی بلد محترم

(مکہ) اور مشعر الحرام اور قدیم گھر کا رب ہے۔ وہ گھر جس پر تو نے برکت نازل کی اور لوگوں کے لئے تو نے اسے جائے امن قرار دیا۔ اے وہ ذات جو اپنے علم سے گناہ کبیرہ کو عفو کر دیتی ہے۔ اے وہ ذات کہ جس نے اپنے فضل و کرم سے نعمات کو وسیع کر دیا اور اپنے فیض سے کثرت کے ساتھ بخشش کی۔ تو ہی میری شدت کو دور کرنے پر آمادہ ہے۔ تو ہی خلوت میں ناصر اور گرفتاری میں داد رس اور میری نعمت کا سرپرست ہے۔

اے میرا اور میرے باپ ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے معبود، اے جرائیل و میکائیل اسرافیل اور محمد ﷺ خاتم الانبیاء اور اس کی منتخب آل کے پروردگار تو ہی تورات و انجیل و زبور اور فرقان اور کھیعص، طٰہٰ و یٰسین اور قرآن حکیم کو نازل کرنے والا ہے۔ جبکہ وسیع راستے مجھے عاجز کر دیں اور فرش زمین میرے لئے تنگ ہو جائے تو تو ہی میری جائے امید ہے۔ اگر تیری رحمت نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا اور تو ہی میری لغزش سے درگزر کرنے والا ہے۔ اگر تیری طرف سے پردہ پوشی نہ ہوتی تو میں رسوا تھا اور تو ہی دشمنوں پر غالب ہونے کے لئے میری نصرت کرنے والا ہے۔ اگر تیری نصرت نہ ہوتی تو میں مغلوب رہ جاتا۔ اے وہ ذات جس نے بلندی اور برتری کو اپنے لئے خاص کیا ہے۔ پس اس کی عزت سے اس کے اولیاء بھی باعزت ہیں۔ اے وہ جس کے لئے بادشاہوں نے اپنی گردنوں پر ذلت کا جوانہ ڈال رکھا ہے۔ پس وہ اس کی سلطنت سے ڈرتے ہیں۔ وہ تو آنکھوں کی خیانت اور سینوں سے مخفی چیزوں کو جانتا ہے۔ اور ہر زمانے اور دہر کی غائب چیزوں کو جانتا ہے۔ اے وہ کہ اس کے سوا اس کی کیفیت کو کوئی نہیں جانتا۔ سوائے اس کے اس کو کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے۔ اے وہ ذات جس نے پانی پر زمین کا فرش بچھایا اور ہوا کو آسمان پر بند کیا اور جس کے بہترین نام ہیں۔ اے صاحب احسان جو ہمیشہ جاری ہے۔ اے وہ ذات جو بیابان میں حضرت یوسفؑ کے لئے قافلے کو لانے والا، پھر یوسف کو چاہ سے نکالنے والا ہے اور جس نے بندگی کے بعد ان کو بادشاہ بنایا۔ اے وہ جس نے یعقوبؑ کے لئے یوسف کو لوٹایا جبکہ غم کی وجہ سے یعقوب کی آنکھیں سفید ہو چکی تھیں۔ حالانکہ وہ غصے کو پینے والے تھے۔ اے وہ ذات جس نے

حضرت ایوب سے مصیبت و بلا کو دور کیا۔ اے حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھ کو بڑھاپے کے بعد فرزند کو ذبح کرنے سے پکڑنے والی ذات' اے وہ جس نے حضرت زکریا کی دعا کو قبول کیا اور ان کو فرزند یحییٰؑ عطا فرمایا۔ تاکہ ان کے وارث بنیں۔

اے وہ جس نے حضرت یونسؑ کو شکم ماہی سے باہر نکالا اور جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا کو شگافتہ کیا اور ان کو نجات دی۔ فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کیا۔ جس نے رحمت والی بارش سے پہلے بشارت والی ہواؤں کو بھیجا جو گناہ گار لوگوں کے عذاب میں جلدی نہیں کرتا۔ جس نے طولانی انکار کرنے والے جادوگروں کو نجات دی۔ حالانکہ وہ نعمت یافتہ اس کا رزاق کھانے والے اور غیر کی عبادت کرنے والے تھے۔ حالانکہ وہ اس کے مد مقابل بنے ہوئے تھے اور اس کے انبیاء کی تکذیب کرتے تھے۔ اے خدا' اے خدا اے پیدا کرنے والے' تیرا کوئی ہمسر نہیں۔ تو ہمیشہ ہے اور تجھے فنا نہیں' اے وہ جو اس وقت بھی زندہ ہے جب کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا اے مردوں کو زندہ کرنے والے۔ اے ہر نفس کو اپنے کئے ہوئے فعل پر اجر دینے والے' میری کم شکری کے باوجود اس نے مجھے محروم نہیں رکھا۔ اگرچہ میری خطاء بزرگ تھی لیکن اس نے مجھے رسوا نہیں کیا۔ اس نے مجھے گناہگار پایا مگر مجھے مشہور نہ کیا۔ اس نے بچپن میں میری حفاظت کی اور بڑھاپے میں مجھے رزق دیا۔ اے وہ جس کے احسان میرے شمار سے باہر ہیں۔ جس کی نعمتیں بے بدل ہیں۔ جس نے خیرو احسان کیا اور میں نے برائی و عصیان سے کام لیا۔ اے وہ جس نے مجھے ایمان کی ہدایت کی۔ قبل اس کے کہ میں احسان کا شکر بجالاتا میں نے حالت بیماری میں اس کو پکارا تو اس نے مجھے شفا دی۔ عریاں تھا اس نے مجھے لباس دیا۔ بھوکا تھا اس نے مجھے سیر کیا۔ میں پیاسا تھا اس نے مجھے سیراب کیا' میں کمتر تھا اس نے عزت دی' میں جاہل تھا اس نے معرفت دی۔ میں اکیلا تھا اس نے کثرت دی۔ دور تھا اس نے لوٹایا۔ میں تنگدست تھا اس نے غنی بنایا۔ میں نے نصرت چاہی اس نے نصرت دی۔ مجھ سے ثروت کو نہ چھینا۔ ان تمام اشیاء سے ساکت تھا اس نے ابتداء کی۔ اے وہ جس نے میری لغزش سے درگزر کیا۔ جس نے میری گرفتاری کو بر طرف کیا اور میری دعا

کو قبول کیا میرے عیب کو چھپایا۔ میرے گناہ معاف کیے۔ مجھے اپنے مقصد تک پہنچایا اور میرے دشمن پر میری نصرت کی۔ تیرے لئے حمد و شکر ہے۔ اگر تیری نعمات و احسان اور اچھی بخشش کو شمار کرنا چاہوں تو شمار نہیں کر سکتا۔ اے مولا تو نے ہی احسان کیا ہے۔ تو نے ہی مجھے نعمات سے نوازا۔ تو نے مجھے نیک رفتار بنایا۔ تو نے ہی مجھے توفیق دی۔ تو میں نے مجھے کامل بنایا۔ تو نے ہی مجھے روزی دی۔ تو نے ہی مجھے توفیق دی۔ تو نے ہی مجھے عطا کیا۔ تو نے ہی مجھے غنی بنایا۔ تو نے ہی میری حفاظت کی۔ تو نے ہی مجھے پناہ دی۔ تو نے میری کفالت کی۔ تو نے مجھے ہدایت کی۔ تو نے مجھے بچایا۔ تو نے میری پردہ پوشی کی۔ تو نے مجھے معاف فرمایا۔ مجھ سے تو نے درگزر کیا۔ تو نے ہی مجھے غلبہ دیا۔ تو نے ہی مجھے عزیز بنایا۔ تو نے ہی میری مدد کی۔ تو نے ہی میرا ہاتھ پکڑا۔ تو نے میری تائید کی۔ تو نے ہی نصرت کی۔ تو نے ہی مجھے شفاء بخشی۔ تو نے مجھے عافیت دی۔ تو نے مجھے عزت دی۔ تو برکت و رفعت والا ہے۔ ہمیشہ تیری ہی حمد اور تیرا ہی شکر ثابت ہے۔ اس کے بعد اے خدایا میں اپنے گناہوں کا معترف ہوں۔ مجھے بخش دے۔ میں نے معصیت کی۔ میں نے خطا کی۔ میں جان بوجھ کر کرنے والا ہوں۔ میں جاہل ہوں۔ میں غافل ہوں۔ میں فراموش کرنے والا ہوں۔ میں اعتماد رکھتا ہوں۔ میں ہی عمداً کرتا ہوں۔ میں وعدہ خلاف ہوں۔ میں نے پیمان توڑا اور میں نے اقرار کیا۔ تیری نعمات جو مجھ پر ہیں ان کا میں اعتراف کرتا ہوں۔ میرے گناہ کا بوجھ سنگین ہے تو ہی مجھے بخش دے۔ اے وہ ذات جس کو بندوں کے گناہ ضرر نہیں دیتے اور وہ ان کی اطاعت سے مستغنی ہے۔ وہ اپنی نصرت و رحمت کے ساتھ نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے۔ اے میرے معبودؐ اے میرے سردار' تیرے لئے حمد و ثناء ہے۔ الٰہی تو نے مجھے حکم دیا۔ میں نے نافرمانی کی۔ تو نے مجھے روکا میں تیری نہی کا مرتکب ہوا۔ اس حالت میں میں گناہوں سے بری نہیں ہوں۔ کہ بہانہ پیش کروں اور نہ ہی قوت رکھتا ہوں کہ غالب آؤں پس کیا لے کر تیرے سامنے آؤں۔ اے میرے مولا کیا میں کان یا آنکھ یا زبان یا ہاتھ یا پاؤں کے ذریعے تیرے سامنے آسکتا ہوں۔ کیا تیری سب نعمتیں میرے پاس نہیں ہیں؟ باوجود ان کے نافرمان ہوں۔ اے مولا حق تیرے ساتھ

ہے۔ مسئولیت مجھ پر ہے۔ تو نے مجھے خاندان اور بھائیوں سے چھپایا تا کہ سرزنش نہ کریں۔ تو نے مجھے سلاطین سے چھپایا۔ تا کہ مجھے عتاب نہ کریں۔ اے مولا جس چیز پر تو مطلع ہوا ہے اگر وہ مطلع ہو جاتے تو وہ مجھے مہلت نہ دیتے۔ وہ مجھے دھتکار دیتے۔ میرے ساتھ قطع تعلق کرتے۔ پس میں اب تیرے سامنے ہوں۔ بری الذمہ نہیں ہوں۔ عذر خواہ ہوں اور نہ صاحب قوت کہ غالب آسکوں۔ میرے پاس کوئی دلیل نہیں ہے جس سے صفائی پیش کروں اور نہ ہی کہہ سکتا ہوں کہ میں نے برائی نہیں کی اور نہ ہی بد اعمالی سے انکار ہے۔ اے مولا اگر میں انکار کروں تو میرے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔ میں کیسے انکار کر سکتا ہوں حالانکہ میرے تمام اعضاء گواہ ہیں جو کچھ میں نے کیا ہے۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کچھ شک نہیں ہے۔ تو بزرگ کاموں کے متعلق مجھ سے سوال کرے گا تو حاکم عادل ہے۔ ظلم نہیں کرتا۔ تیری عدالت مجھے ہلاک کرنے والی ہے۔ تیری ہی عدالت سے بھاگتا ہوں۔ اے خدا۔ اتمام حجت کے بعد تو مجھے اگر عذاب دے گا تو میرے ہی گناہوں کی شامت ہے۔ اور اگر تو مجھ سے درگزر کرے تو تیرے حلم' جود اور کرم کا نتیجہ ہو گا۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تیری ذات منزہ ہے۔ میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔

تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے۔ میں تجھ سے ڈرتا ہوں۔ بس تو ہی معبود ہے۔ تو ہی پاک ہے۔ میں عفو کا طالب ہوں۔ تو معبود حقیقی ہے۔ تو ہی پاک ہے۔ میں تیری وحدت کا اقرار کرتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے۔ میں تجھ سے ڈرتا ہوں۔ بس تو ہی معبود ہے۔ تو ہی پاک ہے۔ میں تجھ سے خائف ہوں۔ تو ہی معبود ہے۔ تو ہی پاک ہے۔ میں تو امیدواروں میں سے ہوں۔ تو ہی معبود ہے۔ تو ہی پاک ہے میں تیرا ہی مشتاق ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو پاک ہے۔ میں تہلیل کرنے والا ہوں۔ تو ہی معبود تو ہی پاک' میں تو سائل ہوں۔ تو معبود ہے تو ہی پاک ہے۔ میں تسبیح کرنے والا ہوں۔ تو ہی معبود ہے تو ہی پاک ہے میں تو تکبیر کہنے والا ہوں۔ تو ہی معبود ہے۔ تو ہی پاک ہے تو میرا اور میرے گزشتہ آباؤ اجداد کا پالنے والا ہے۔ خدایا میں تیری ہی ثنا کرتا ہوں۔ میں اخلاص کے ساتھ تیری توحید کا ذکر کرتا ہوں کہ میں ان کو شمار نہیں کر

سکتا ان کی کثرت فراوانی اور اجتماع اور ان کی اب تک میرے اوپر تیرے ہمیشہ رہنے والے انعام کے ساتھ مسابقت کی وجہ سے جو تو ابتدا عمری سے یعنی جب سے تو نے مجھے پیدا اور خلق فرمایا مجھ پر کر رہا ہے۔ یعنی مجھے ناداری سے بے پرواہ رکھنا' مجھ سے تنگدستی کو دور کرنا' سہولت کے اسباب مہیا کرنا اور سختی کو دور کرنا' پریشانی کو برطرف کرنا۔ بدن کو صحیاب کرنا اور دین کو سالم رکھنا اگر تمام عوالم کے تمام اولین و آخرین میرے ساتھ ہو کر تیری نعمتوں کا شمار کریں تو نہ مجھ میں شمار کی قدرت ہے اور نہ ان میں۔ اے کریم اور عظیم و رحیم پروردگار تو ہی پاک اور برتر ہے۔ تیری نعمتوں کا شمار نہیں ہے۔ تیری حمد و ثنا نہیں کی جا سکتی۔ نہ ہی تیری نعمتوں کا بدلہ دیا جا سکتا ہے۔ تو محمد ﷺ و آل محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما۔ تو اپنی نعمات ہم پر تمام کر اور ہمیں اپنی اطاعت میں سعادت مند فرما۔ تو پاک ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے خدایا تو بیچاروں کو جواب دیتا ہے تو ضرر دور کرتا ہے تو ہی پریشانیوں کو برطرف کرتا ہے۔ تو مریضوں کو شفا دیتا ہے۔ تو فقیر کو غنی کرتا ہے۔ تو شکستہ کو جوڑتا ہے۔ چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی کمک کرتا ہے۔ تیرے سوا کوئی پشت پناہ نہیں۔ تیرے اوپر کوئی قادر نہیں۔ تو ہی اعلیٰ اور بزرگ ہے۔ اے قیدی کو آزاد کرنے والے۔ اے چھوٹے بچے کو روزی دینے والے۔ خوف زدہ پناہ گیر کو بچانے والے۔ اے کہ تیرا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی کوئی وزیر ہے۔ تو محمد ﷺ و آل محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما۔ اس شب کو تو مجھے بہتر عطا فرما۔

اس سے جو تو نے اپنے بندوں میں سے کسی کو عطا کیا اور بخشا ہے۔ یعنی وہ نعمت جو تو عطا کرتا ہے اور وہ نعمتیں جو تازہ کرتا ہے۔ اور تو جو بلا سے روکتا ہے۔ اور پریشانی کو برطرف کرتا ہے۔ اور دعا کو سنتا ہے۔ اور نیکی کو قبول کرتا ہے اور برائی کو چھپاتا ہے۔ بیشک تو لطیف ہے تو ہر شے سے آگاہ ہے تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے خدایا تو ہر پکارے جانے والے سے نزدیک تر ہے اور ہر قبول کرنے والے سے جلدی قبول کرتا ہے۔ تو درگزر کرنے میں کریم تر ہے۔ ہر دینے والے سے تو زیادہ دیتا ہے۔ اور ہر مسئول سے زیادہ سننے والا ہے۔ اے دنیا و آخرت کو بخشنے والے اور مہربان۔ تیری مثل کوئی مسئول

نہیں۔ تیرے سوا کسی پر امید نہیں ہے۔ میں نے تجھے پکارا تو نے جواب دیا۔ میں نے مانگا تو نے عطا کیا۔ میں تیری طرف راغب ہوا تو نے رحم کیا۔ میں نے تجھ پر اعتماد کیا تو نے نجات دی۔ میں تیری طرف ہراساں ہو ہو کر آیا۔ تو نے کفایت کی۔ اے خدایا تو اپنے بندے اپنے رسول ﷺ اور نبی محمد ﷺ اور اس کی تمام پاک و پاکیزہ آل پر رحمت نازل فرما۔ تو اپنی نعمتوں کو ہم پر تمام کر دے۔ تو اپنی عطا کو خوشگوار کر دے۔ تو ہمیں شکر گزاروں اور اپنی مہربانی کا ذاکر قرار دے۔ آمین۔ آمین۔ اے دو جہان کے مالک۔ اے خدایا تو مالک و قادر ہے۔ اور قادر و قہار ہے۔ ہماری نافرمانی پر پردہ ڈالتا ہے۔ تو طالب مغفرت کو بخش دیتا ہے۔ تو ہر طالب کی انتہا ہے۔ تو امیدوں کی منتہائے آرزو ہے۔ تیرے علم نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے۔ مہرو محبت حلم میں تو نے ہر توبہ چاہنے والے کو سمیٹ رکھا ہے۔ اے خدایا ہم تیری طرف متوجہ ہیں۔ اس رات میں جس کو تو نے شرف و بزرگی عطا فرمائی ہے۔ تجھے محمد ﷺ کا واسطہ دے کر جو تیرے نبی اور رسول اور تیری مخلوق سے برگزیدہ تیری وحی کے امین بشیر و نذیر اور سراج منیر ہیں۔ جن کے ذریعے تو نے مسلمانوں پر نعمت تمام کی۔ جس کو تو نے دو جہان کے لئے رحمت بنایا۔ اے اللہ تو محمد ﷺ و آل محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما جیسے کہ وہ اس کے اہل ہیں۔ اے بزرگوار تو ان پر اور ان کی تمام آل نجیب اور پاک و پاکیزہ پر رحمت بھیج۔ ہمیں اپنے دامن عفو میں چھپا لے۔ تیری ہی طرف مختلف زبان میں آوازیں بلند ہیں۔ پس اے اللہ اس رات میں اس نیکی سے ہمارا حصہ بھی مقرر فرما جو تو اپنے بندوں میں تقسیم کرتا ہے۔ اور اس نور سے جس سے تو ہدایت کرتا ہے۔ اور رحمت میں سے جسے تو پھیلاتا ہے اس برکت سے جسے تو نازل کرتا ہے اور اس عافیت میں سے جس سے تو ڈھانپتا ہے اور اس رزق میں سے جسے تو پھیلاتا ہے۔

اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ اے خدایا اس وقت تو ہمیں کامیابی و فلاح اور قبول عمل اور غنیمت کے ساتھ پلٹا دے۔ ہمیں ناامیدوں میں سے قرار نہ دے اپنی رحمت سے ہمیں خالی نہ رکھ اور اپنے فضل و کرم سے ہمیں محروم نہ فرما۔ ہمیں اپنی

رحمت سے محروم نہ فرما۔ جس بخشش کی ہم امید رکھتے ہیں اس سے ناامید نہ فرما۔ تو ہمیں ناکام نہ لوٹا اور نہ اپنے دروازے سے ہمیں راند دے۔ اے سب سے زیادہ سخاوت اور لطف و کرم کرنے والے۔ ہم اعتقاد کے ساتھ تیری طرف بڑھے ہیں۔ تیری بیت الحرام کا قصد کرنے والے ہیں۔ تو ہی ہمارے اعمال میں مدد فرما۔ ہم نے داغ معصیت والے ہاتھ تیری طرف بلند کئے ہیں۔ اے خدایا اس رات کو ہمیں وہ عطا فرما جس کا ہم نے سوال کیا۔

جو کچھ ہم نے چاہا وہ لطف فرما۔ تیرے سوا ہماری کوئی کفایت کرنے والا نہیں۔ تیرے سوا کوئی پالنے والا نہیں۔ تیرا حکم جاری ہے۔ تیرا علم ہم پر حاوی ہے۔ تو ہمارے فیصلے میں عدالت کرتا ہے۔ ہمیں خیر عطا فرما اور ہمیں اہل خیر میں سے قرار دے۔ اے خدا اپنے جود و کرم کے ساتھ ہمارے لئے دائمی آسائش اچھے ذخیرہ اور اجر عظیم کو لازم قرار دے۔ تو ہمارے سب گناہوں کو بخش دے۔ تو ہمیں ہلاک نہ فرما۔ اپنے لطف و کرم کو ہم سے دور نہ فرما۔ اے زیادہ رحم کرنے والے خدایا۔ اس وقت ہمیں ان لوگوں میں سے قرار دے جو تجھ سے سوال کریں تو تو عطا کرتا ہے اور شکر کرتے ہیں تو تو زیادہ دیتا ہے۔ جنہوں نے توبہ کی تو تو نے معاف کیا اور جنہوں نے اپنے گناہ پر برات کی تو تو نے بخش دیا۔ اے صاحب جلال و اکرام۔ اے خدا۔ ہمیں پاک کر۔ ہماری رہبری کر۔ اور ہماری آہ و زاری کو قبول فرما۔ اے تمام مسئولین سے افضل۔ اے زیادہ رحم کرنے والے۔ اے وہ ذات جس پر پلکوں کا متصل ہونا بھی مخفی نہیں اور نہ ہی آنکھوں کا جھپکنا مخفی ہے۔ نہ پردہ میں کوئی شے پوشیدہ ہے۔ اور نہ ہی دلوں کا بھید مخفی ہے۔ وہ تمام چیزیں تیرے علم میں محدود ہیں ان کو تیرا علم گھیرے ہوئے ہے۔ تو پاک ہے۔ تو بلند ہے ان تمام اشیاء سے جو ظالم لوگ کہتے ہیں۔

ساتوں آسمان اور زمینیں اور جو کچھ ان میں ہے تیری ہی تسبیح کرتے ہیں۔ ہر شے تیری تسبیح کرتی ہے۔ تیرے لئے حمد و بزرگی و بلند مرتبت ہے۔ اے صاحب جلال و اکرام، فضل و احسان۔ اے صاحب عطیہ بزرگ تو جواد و کریم اور مہربان و رحیم ہے۔

خدایا اپنا حلال رزق میرے لئے وافر کر دے اور میرے دین و بدن کو بعافیت رکھ۔ مجھے اس میں رکھ میری گردن کو جہنم سے آزاد کر دے۔ خدایا مجھے مکر کا بدلہ نہ دے۔ اور مجھے احساس برتری میں مبتلاء نہ کر اور مجھ سے فساق جن وانس کے شر کو دفع فرما دے۔

"اس کے بعد امام نے اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کیا آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور بہ آواز بلند فرمایا۔"

اے سب سے زیادہ سننے والے۔ اے سب سے زیادہ نگاہ کرنے والے۔ اے جلدی حساب لینے والے۔ اے زیادہ رحم کرنے والے۔ تو محمد ﷺ و آل محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما جو صاحبان برکت و سردار ہیں۔ خدایا میں تجھ سے حاجت طلب کرتا ہوں۔ کہ اگر تو نے پوری کر دی تو جو مجھے نہیں ملی۔ اس کا ضرر نہیں اور اگر میری حاجت پوری نہ کی گئی تو عطا شدہ شے میرے لئے سود مند نہیں ہے۔ تجھ سے میرا سوال ہے کہ میری گردن کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو اکیلا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ ملک تیرا ہے۔ حمد و ثناء تیرے لئے ہے۔ اے رب۔ میرے پروردگار۔ تو ہر شے پر قادر ہے۔

آپ لفظ رب کو بار بار تکرار فرماتے تھے اور جو اشخاص آپ کے ارد گرد جمع تھے وہ آپ کی دعا کو فقط سن رہے تھے اور صرف آمین کہتے جاتے تھے ایک دفعہ ان سب کے رونے کی آوازیں آپ کے رونے کے ساتھ بلند ہو رہی تھیں آپ اسی حالت میں وہاں غروب آفتاب تک رہے اور جب سورج غروب ہو چکا تو آپ وہاں سے مشعر الحرام کی طرف روانہ ہو گئے۔

مقام احد، جہاں حضرت امیرہ حمزہ شہید ہوئے

وہ مقام جہاں "ذوالفقار" نازل ہوئی

عمرہ تمتع اور حج تمتع کا مختصر تعارف

حج تمتع سے پہلے عمرہ تمتع بجالانا واجب ہے۔ اس میں درج ذیل اعمال ترتیب سے سرانجام دیئے جاتے ہیں:

1- میقات سے احرام باندھنا۔
2- طواف خانہ کعبہ۔
3- نماز طواف نزد مقام ابراہیم۔
4- صفا اور مروہ کے درمیان سعی۔
5- تقصیر یعنی--- کچھ مقدار بال یا ناخن کٹوانا۔

حج تمتع کے مختصر احکام

1- مکہ معظمہ سے حج تمتع کے لئے احرام باندھنا۔
2- 9 ذی الحجہ--- بروز عرفہ--- صحرائے عرفات میں زوال آفتاب سے غروب آفتاب تک وقوف (ٹھہرنا)
3- 10 ذی الحجہ (رات) مشعر الحرام (مزدلفہ میں طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک وقوف)
4- 10 ذی الحجہ (دن) جمرہ عقبیٰ' بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارنا۔
5- ------"------ کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ میں قربانی کرنا۔
6- ------"------ قربانی کے بعد منیٰ میں تقصیر' پہلے حج پر استرے سے سر منڈانا واجب ہے۔ دوسری یا تیسری مرتبہ محض تھوڑے سے بال کٹوانا کافی ہے۔
7- ------"------ حج تمتع کی نیت سے طواف خانہ کعبہ کرنا۔
8- ------"------ مقام ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز طواف پڑھنا۔
9- ------"------ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔
10- ------"------ طواف النساء۔

11- ....-...... مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز طواف النساء بجا لانا۔
12- 11-12 ذی الحجہ، رات منیٰ میں گزارنا۔
13- ....-...... جمرہ اولیٰ، وسطیٰ اور عقبیٰ کو پتھر مارنا۔

عرفات

وسیع و عریض ہموار قسم کا بیابان اور صحرا تھا۔ آج کل نیم کے درختوں اور فواروں پر مشتمل بلاکوں سڑکوں نے ماحول خوشگوار بنا دیا ہے۔ حرم سے 24 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ 9 ذی الحجہ کو یہاں حجاج پہنچتے ہیں۔ غیر حاضری کی صورت میں حج باطل ہو جاتا ہے۔ وقوف عرفات زندگی کے تمام گناہوں کی معافی کا باعث ہے۔

وقوف مشعر الحرام، مزدلفہ

مزدلفہ ایک لمبی وادی ہے جو منیٰ اور عرفات کے درمیان واقع ہے۔ اسے مشعر الحرام بھی کہتے ہیں۔ یہاں حجاج کرام عید قربان کی رات بسر کرتے ہیں۔ عرفہ کی شام غروب آفتاب کے بعد حالت احرام میں عرفات سے مشعر کی طرف کوچ کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ پھر طلوع آفتاب تک وہیں رہا جاتا ہے۔

منیٰ

منیٰ بھی ایک وسیع و عریض بیابان تھا۔ اب ماحول بدل چکا ہے۔ یہ مکہ معظمہ اور مشعر الحرام، مزدلفہ کے درمیان مشرقی جانب 6 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ منیٰ کی چوڑائی جمرہ عقبیٰ جو مکہ کی آخری حد ہے، سے لے کر وادی محسر تک 3525 میٹر ہے۔ اس میدان کو منیٰ کہتے ہیں۔ وادی محسر و مرکزی نکتہ ہے جہاں سے مزدلفہ کی طرف راستہ تنگ ہو جاتا ہے۔ وہاں سے جلد گزر جانا چاہیے۔ جب ابرہہ اپنے ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ بیت اللہ کو گرانے وہاں آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسی وادی میں ابابیلوں کے لشکر سے ان پر عذاب نازل فرمایا اور وہ "کھائے ہوئے بھوسے کی مانند ہو گئے۔"

منیٰ میں اہم مقامات

(1) مسجد خیف، (2) قربان گاہ، (3) جمرات--- یہ پتھروں اور سیمنٹ سے بنے ہوئے تین ستون ہیں۔ ان کے اوپر چھت ڈال دی گئی ہے تاکہ حجاج کرام کو رمی جمرات میں آسانی ہو۔

طواف

مکہ معظمہ پہنچ کر مسجد الحرام میں دو رکعت نماز تحیت المسجد کے بعد طواف حجر اسود کے مقابل سے شروع کر کے مقام ابراہیم کے اندر سے ہوتے ہوئے اور مقام اسمٰعیل کے باہر سے ہوتے ہوئے واپس حجر اسود تک سات چکر لگائے جاتے ہیں۔ طواف کے دوران بایاں کندھا خانہ کعبہ کی طرف رہتا ہے۔

سعی

نماز طواف سے فارغ ہونے کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر اس طرح لگانا کہ صفا سے شروع کر کے مروہ پر پہلا چکر مکمل ہو۔ پھر مروہ سے صفا پر دوسرا چکر پھر صفا سے مروہ تک تیسرا چکر--- علی ہذا القیاس! اس طرح سات چکر مکمل کرنا سعی کہلاتا ہے۔

پتھر پر رسول اقدس کے سر کا نشان

میدان احد میں وہ غار جہاں آپ نے قیام فرمایا

مکہ کے معروف مقامات

مساجد

1- مسجد جن: شارع مسجد الحرام پر واقع ہے۔ یہاں آنحضرت نے جنوں سے بیعت لی تھی۔

2- مسجد رایہ: شارع مسجد الحرام پر بازار عطارین کے شروع میں واقع ہے۔ یہاں فتح مکہ کے موقع پر پرچم اسلام نصب کیا گیا۔

3- مسجد بیعت: کوہ حجون کے نیچے مقام عقبہ پر واقع ہے۔

4- مسجد بلال: کوہ ابو قبیس پر واقع تھی۔ اب منہدم کر دی گئی ہے۔ اس کی جگہ شاہی محلات بنا دیئے گئے ہیں۔

5- مسجد شق القمر: کوہ ابو قبیس کی بلندی پر واقع ہے۔ یہاں آپ ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کرنے کا معجزہ دکھایا تھا۔

6- مسجد خیف: عرفات اور منیٰ کے درمیان واقع ہے۔ اس کے درمیان ایک گنبد ہے جو رسول اکرم ﷺ کے مقام عبادت کا تعین کرتا ہے۔

7- مسجد نمرہ: میدان عرفات میں وسیع و عریض بلند و بالا میناروں والی جدید طرز تعمیر پر مشتمل مسجد ہے۔ یہاں خطبہ حج دیا جاتا ہے' یہاں حجاج کرام ظہرین کی نماز اکٹھی پڑھتے ہیں۔

8- مسجد تنعیم یا مسجد عمرہ: مکہ سے سات کلومیٹر کے فاصلہ پر مدینے کے راستہ میں واقع ہے۔ شمال کی سمت میں حرم کی آخری حد اور میقات میں سے ایک ہے۔ یہاں سے عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے۔

مکہ کے دیگر مقاماتِ مقدسہ

مکہ میں بے شمار مقدس مقامات ہیں۔ چند ایک مقامات جہاں پر مومن جانا پسند کرتا ہے، درج ذیل ہیں:

1- حضرت خدیجہ کا گھر: یہ گھر سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا مولود مسعود ہے۔ جناب رسول اکرم ﷺ اسی گھر میں رہے۔ بعد میں حضرت عقیل نے وہاں قیام فرمایا۔ سعودی حکومت نے اسے ختم کر دیا ہے۔

2- مقام تولد جناب رسالت مآب ﷺ: حضور انور ﷺ کی جائے ولادت "شعب بنی ہاشم" میں واقع ہے۔ حکومت نے اس مکان کو مسمار کر کے اب وہاں لائبریری قائم کر دی ہے۔

3- مقام فیزران: اس مقام پر آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کے ہمراہ نمازیں پڑھی تھیں۔

4- مقبرہ معلیٰ: کوہ حجون کے دامن میں واقع قبرستان ہے یہاں پر محسن اسلام سید العرب حضرت ابو طالب اور اجداد نبی پاک کے مدفن ہیں۔ یہیں پر محسنہ اسلام، ام المعصومین، زوجہ رسول ﷺ مادر فاطمہ زہراؑ حضرت خدیجہ کبریٰؑ اور سید الانبیاء کے فرزند ارجمند حضرت قاسم بھی دفن ہیں۔

مکہ کے مشہور پہاڑ

1- جبل نور: مکہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر شمال مشرق میں منیٰ کے شروع میں واقع ہے۔ اس کا پرانا نام "جبل حرا" تھا۔ اب اس کو جبل نور کہتے ہیں۔ غار حرا یہیں پر واقع ہے۔ حضور اکرم اعلان نبوت سے پہلے یہیں عبادت کیا کرتے تھے۔ پہلی وحی۔۔۔ اسی مقام پر نازل ہوئی۔

2- جبل ثور: مکہ کے جنوب میں واقع ہے۔ اسی میں غار ثور ہے۔ مکہ سے مدینہ ہجرت کے دوران آپ ﷺ تین دن تک اسی غار میں قیام پذیر رہے۔ اسلامی

ہجری کیلنڈر کا آغاز اسی واقعہ ہجرت سے ہوا۔

3- جبل رحمت: صحرائے عرفات کے وسط میں ہے۔ یہاں پر نویں ذی الحجہ کو حجاج کرام غروب آفتاب تک وقوف کا عمل بجالاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کا مقام بھی یہی ہے۔ یہاں ایک ستون بنا کر مقام توبہ کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس مقام پر رسول پاک ﷺ نے خطبۂ حج الوداع ارشاد فرمایا۔

4- جبل ابو قیس: یہ پہاڑ مسجد الحرام کے باہر صفا و مروہ کی جانب ہے۔ اسی پہاڑ پر کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تھا۔

5- جبل کداء: مکہ کی بالائی سمت میں واقع ہے۔ فتح مکہ کے وقت آپ ﷺ اسی جانب سے مکہ میں وارد ہوئے تھے۔

مسجد قباء

بلغ العلیٰ - سید حسین ایرانی کی خطاطی کا شاہکار

مدینہ منورہ کے معروف مقامات

1- مسجد نبوی ﷺ : مسجد الحرام کے بعد دنیا کی تمام مساجد سے افضل ترین مسجد ہے۔ اس کی بنیاد رسول اکرم ﷺ نے رکھی اور باجماعت نماز کا اہتمام کیا گیا۔ فتح خیبر کے بعد 7 ہجری میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہونے پر رسول اکرم ﷺ نے اس کی توسیع کا حکم فرمایا۔ موجودہ مسجد اگرچہ جزوی طور پر ترکوں کے دور حکومت سے تعلق رکھتی ہے لیکن ایک بڑا حصہ سعودی حکمرانوں نے بنوایا ہے۔ موجودہ توسیع 1993ء سے 1995ء کے درمیان ہوئی۔ اسی میں آپ ﷺ مدفون ہیں۔ مقبرہ کے باہر لوہے کی جالی کی ضریح بنی ہوئی ہے۔

- مہبط جرائیل: مسجد نبوی ﷺ کے جنوب مشرق کونے میں مقام نزول وحی یعنی "مہبط جرائیل" ہے۔ شمالی حصہ میں حضرت فاطمۃ الزہراؑ کا گھر مقام دفن اور نبی اکرم ﷺ کا نماز تہجد پڑھنے کا مقام ہے۔
- مقام اصحاب صفہ: مسجد کے شمال کی طرف دوسرا مقام جو مسجد کے فرش سے کچھ بلند ہے' اصحاب صفہ کا مقام ہے۔ یہاں وہ اصحاب باصفا رہتے تھے جن کے پاس گھر نہ تھا' ان کی تعداد ستر تھی۔
- محراب: اس وقت مسجد نبوی ﷺ کے چھ محراب ہیں۔ محراب النبی ﷺ' محراب عثمانی' محراب سلیمانی' محراب تہجد' محراب فاطمہ اور محراب دکۃ الاغوات۔
- منبر مسجد نبوی: پہلے آپ ﷺ کھجور کے درخت کے تنے کا سہارا لے کر جمعہ کا خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ بعد ازاں لکڑی کا منبر بنا دیا گیا۔
- مینار: مسجد نبوی کے مینار حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں بنائے گئے۔ چاروں میناروں کے نام اس طرح ہیں۔ مینار باب السلام (جنوب مغرب)' رئیسہ مینار (جنوب مشرق)' سلیمانیہ مینار (شمال مشرق)' مجیدیہ مینار (شمال جنوب) جدید

توسیع میں مزید مینار تعمیر کر دیئے گئے ہیں۔

○ دروازے: مسجد نبوی ﷺ کے 41 دروازے ہیں۔ اکثر پر نمبر درج ہیں۔ بعض پر نام لکھے ہوئے ہیں۔ چند مشہور نام یہ ہیں: باب النساء، باب جبرائیل، باب البقیع، باب الرحمت، باب السلام وغیرہ۔

○ ریاض الجنۃ: منبر رسول ﷺ اور قبر رسول ﷺ کے درمیان کا حصہ ریاض الجنۃ کہلاتا ہے۔ حدیث نبوی ہے: "میری قبر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک ہے۔"

○ ستون: مسجد نبوی کے سات ستونوں کو سنگ مرمر اور ستھری میناکاری سے نمایاں کر دیا گیا ہے۔ ان کا تاریخی پس منظر سفرنامہ میں تحریر ہے۔ یہاں ان کے نام دیئے جا رہے ہیں: ستون حنانہ، ستون ابولبابہ، ستون وفود، ستون سریر، ستون حرس، ستون عائشہ۔

○ گنبد خضرا: 886ھ میں الملک اشرف قائت بائی نے دوبارہ گنبد بنوایا اور اس پر سفید رنگ کروایا چنانچہ اسے قبۃ البغاء کہتے تھے۔ 1233ھ میں سلطان محمود نے اس پر سبز رنگ کروایا۔ اس لئے اب اسے گنبد خضرا کہتے ہیں۔

2- مسجد قبا: مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت آپ ﷺ نے انصار مدینہ کے ہاں چار دن تک قیام فرمایا۔ وہیں اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ تاریخ اسلام کی پہلی مسجد ہے۔ جہاں دو رکعت نماز کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔ مدینہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر ہے۔ اس سے ملحق "بیت اشرف" (حضرت علی کا گھر) بھی تھا جو اب گرا دیا گیا ہے۔

3- مسجد قبلتین: اس مسجد میں آپ ﷺ کو نماز کے دوران بیت المقدس کی بجائے کعبہ ابراہیمی کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ اسی لئے مسجد قبلتین قرار پائی۔

4- مسجد غمامہ: یہ مسجد حرم نبوی کے قریب ہے۔ حضور ﷺ نے یہاں نماز استسقاء پڑھائی تھی۔ نماز کے فوراً بعد بادل نمودار ہوئے اور بارش ہو گئی۔ اسی

لئے اس کو مسجد غمامہ یعنی بادلوں والی مسجد کہتے ہیں۔

5- مسجد علیؑ: یہ مسجد غمامہ کے قریب ہے۔

6- سقیفہ بنی ساعدہ: مسجد علیؑ سے تھوڑا سا آگے جائیں تو مکتبہ عامہ عبدالعزیز کے ساتھ ایک باغیچہ ہے۔ اس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وصال رسول ﷺ کے فوراً بعد حضرت ابوبکر کو یہاں خلیفہ بنایا گیا۔

7- میدان غزوہ خندق: 5 ہجری میں منافقوں' مشرکوں اور یہودیوں کا دس ہزار کا لشکر اسلام پر کاری ضرب لگانے کے لئے مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ رسول اکرم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ کفار ایک ماہ تک مدینہ کا محاصرہ کئے رہے لیکن خندق عبور نہ کر سکے۔ اس میدان میں چند مسجدیں ہیں جن کے نام مسجد فتح' مسجد سلمان فارسیؓ' مسجد علیؑ' مسجد فاطمہ زہراؑ ہیں۔

8- مسجد جمعہ:

9- مسجد ردشمس:

10- مسجد ابوذر:

11- مسجد شجرہ:

12- محلہ بنی ہاشم: مسجد نبوی اور جنت البقیع کے درمیان کا علاقہ ہے۔ یہ محلہ بنوہاشم ہوا کرتا تھا۔ یہاں پر اہل بیت اطہار کے گھر ہوا کرتے تھے۔ اب یہ علاقہ مسجد نبوی کا حصہ بن چکا ہے۔

13- میدان احد: مدینہ منورہ کے شمال میں تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہیں پر ذوالفقار حیدری اتری تھی۔

14- بیت الاحزان: جنت البقیع کے آخری حصہ شارع ستین کی طرف واقع ہے۔ حضرت علی نے حضرت فاطمہؑ کے لئے باباؐ کے غم میں رونے کے لئے حجرہ بنا کر دیا تھا۔ اب اس نشان کو ختم کر دیا گیا ہے۔

15- باغ سلمان فارسیؓ: مسجد قبا کے نزدیک ایک کھجوروں کا باغ تھا۔ یہی حضرت امام زین العابدین کے رونے کا مقام تھا۔ حکومت نے تمام درخت کاٹ دیئے ہیں۔

16- باغ فدک: باغ سلمان فارسی کے قریب ہی باغ فدک تھا۔ یہ باغ حضرت فاطمہ کی ملکیت تھا۔

17- باغ شمعون: یہ باغ شمعون یہودی کی ملکیت ہوا کرتا تھا جس میں حضرت علی علیہ السلام نے مزدوری کی، یہ باغ آج بھی موجود ہے۔

18- ابیار علیؑ: مسجد شجرہ کے نزدیک سات کنوئیں ہیں جو ابیار علی کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ حضرت علیؑ کے معجزہ سے جاری ہوئے۔ ان میں سے کچھ بند کر دیئے گئے ہیں۔ ان کا پانی بہت سی بیماریوں کے لئے موجب شفا ہے۔

19- میدان بدر: مکہ اور مدینہ کے درمیان پرانے راستے پر واقع ہے۔ یہاں پر اسلام اور کفر کی پہلی جنگ ہوئی تھی۔ یہاں پر شہداء بدر دفن ہیں۔

20- ربذہ: میدان بدر کے راستے میں مدینہ کے قریب ربذہ "واسط" کے مقام پر عظیم صحابی حضرت ابوذر غفاری دفن ہیں۔
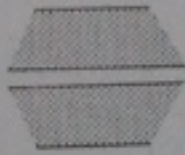
آغا امیر حسین
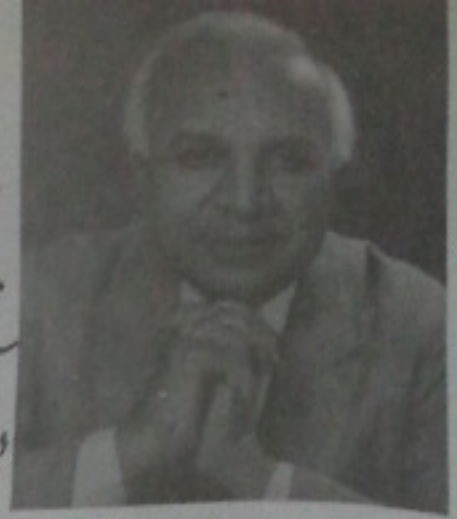
ماہنامہ سپوتنک کے مدیرِ اعلیٰ اور ادارہ کلاسیک کے رُوحِ رواں
آغا امیر حسین ۱۹۳۶ء میں دہلی میں پیدا ہوئے تقسیم کے
بعد والدین کے ساتھ پاکستان آگئے

حالات نے اپنی معاش پر جلد توجہ دینے پر مجبور کر دیا۔ دن کو اخبار بیچتے، بک شاپ
پر ملازمت کرتے لیکن شام کو نائٹ کالج سے حصولِ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔

کتاب سے شغف بچپن ہی سے تھا۔ ۱۹۵۷ء میں بیرونِ لوہاری گیٹ کتابوں کی
دکان شروع کی۔ اسے ۱۹۶۰ء میں موجودہ جگہ، چوک ریگل، دی مال پر لے آئے۔ ادارے
کا نام کلاسیک رکھا اور کتابیں شائع کرنے لگے۔ کلاسیک اب مُلک بھر میں اشاعت
کے حوالے سے ایک تاریخ، ایک توانا روایت اور ایک مضبوط تہذیبی حوالہ بن چکا ہے۔
۱۹۹۱ء میں سپوتنک کا اجرا کیا۔ آغا امیر حسین کی ادارت میں سپوتنک ہر ماہ
ایک مکمّل کتاب، قاری کو فراہم کرتا ہے۔
۱۹۹۷ء میں حج کی سعادت حاصل کی اور "اللہ کا مہمان" کے نام سے سفرنامہ حج تحریر کیا۔
۱۹۹۸ء میں زیاراتِ آئمہ مطہر کیلئے ایران، عراق اور شام کا سفر کیا اور
"آلِ محمّد کا مہمان" کے عنوان سے روددادِ زیارت لکھی۔
حالاتِ حاضرہ، سیاسیات، اقتصادیات اور مذہب ان کی دلچسپی کے
خصُوصی شعبے ہیں۔ حالاتِ حاضرہ پر ان کے مضامین ماہنامہ سپوتنک کے علاوہ
قومی اخبارات میں بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔

مسجد نبوی

مسجد علیؑ

باغ سلمان فارسی　　بیت الحزن امام زین العابدین

کھنڈرات مکان حضرت خضر علیہ السلام

پتھر پر حضور کی ناقہ کے پیروں کے نشان

میدان اُحد میں وہ غار جہاں آپ نے قیام فرمایا

مسجد الخیر

مدرسہ امام جعفر صادق

بیت الشرف

مدینہ و نجف و کربلا میں رہتا ہے
دل میرا ایک وضع کی آب و ہوا میں رہتا ہے

آلِ محمدؐ کا مہمان

تحریر: آغا امیر حسین

- ایران، عراق اور شام میں مقاماتِ مقدسہ کی زیارت
- محبت، عقیدت اور معلومات کا انمول خزانہ
- رواں دواں شگفتہ اندازِ تحریر
- ایک گائیڈ جو آپ کو مکمل رہنمائی فراہم کرے گی

مجلد سفید کاغذ پر رنگین تصاویر سے مزّین

دیدہ زیب ایڈیشن ○ ھدیہ: یک صد روپے

کلاسیک چوک رنگیلے، مال لاہور
فون: ۷۳۱۲۹۷۷